ملفوظاتِ اعلیحضرت

مرتبہ:

مفتیٔ اعظم ہند
مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

حیات فاضل بریلوی

﴿۱﴾

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نسباً پٹھان مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے والد ماجد مولانا نقی علی احمد خان علیہ الرحمۃ (۱۲۹۷ / ۱۸۸۰ھ) اور جدّ امجد مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ (۱۲۸۲ / ۱۸۶۵ھ) عالم اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ فاضل بریلوی کی ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ھ کو بریلی (یوپی۔ پی بھارت) میں ہوئی۔ محمد نام رکھا گیا اور تاریخی نام المختار (۱۲۷۲ھ) تجویز کیا گیا، جدّ امجد نے احمد رضا نام رکھا بعد میں خود فاضل بریلوی نے عبدالمصطفیٰ کا اضافہ کیا۔

سنہ ولادت اس آیت کریمہ سے نکالا

اولٓئك كتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه (۱۲۷۲ھ)

آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے اور رضا تخلص کرتے تھے، آپ کے متبعین ''اعلیٰ حضرت'' اور ''فاضل بریلوی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ اکثر علم وفنون مروّجہ میں دسترس رکھتے تھے بعض علوم وفنون معاصرین علماء سے حاصل کئے اور بعض میں ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے کمال حاصل کیا۔ مندرجہ ذیل ۲۱ علوم وفنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ سے حاصل کئے۔

علمِ قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، جملہ مذاہب، اصولِ فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیأۃ، حساب، ہندسہ۔

حضرت شاہ آل رسول (۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) شیخ احمد بن زینی وحلان مکّی (۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء) شیخ عبدالرحمٰن مکّی (۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء) شیخ حسین بن صالح مکّی (۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء) شیخ ابوالحسین احمد النوری (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) علیہم الرحمۃ سے بھی استفادہ کیا اور مندرجہ ذیل ۱۰ علوم وفنون حاصل کئے۔

قرأت، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، نعت، ادب۔

مندرجہ ذیل ۱۴ علوم وفنون ذاتی مطالعے اور بصیرت سے حاصل کئے:

ارثما طیقی، جبرومقابلہ، حساب سینی، لوگارزعات، توقیت، مناظرومرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثاث مسطح، ہیأۃ جریدہ، مربعات، جعفر، زائرچہ۔

اس کے علاوہ **نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق** وغیرہ میں

بھی کمال حاصل کیا۔

علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ تقریباً ۵۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ کتب ورسائل آپ سے یادگار ہیں بے شمار تلامذہ آپ سے مستفید ہوئے بعض کا شمار متجرین میں کیا جا سکتا ہے، مثلاً مولانا حامد رضا خاں (۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) مولانا ظفر الدین بہاری (۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) والد محترم پروفیسر مختار الدین آرزو، صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) مولانا سیّد احمد اشرف گیلانی (۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء) مبلغ اسلام مولانا عبد العلیم میرٹھی (۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) والد محترم مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا برہان الحق جبل پوری وغیرہ وغیرہ۔

﴿۲﴾

فاضل بریلوی (۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء) میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور مختلف سلاسل طریقت میں خلافت واجازت حاصل کی۔ مثلاً قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سُہروردیہ، بدیعتیہ، علویّہ وغیرہ وغیرہ۔

(۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء) میں پہلی بار حج بیت اللہ کے لیے والد ماجد کے ہمراہ عازمِ حرمین ہوئے قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللّیل آپ سے بے حد متاثر ہوئے اور فرطِ مسّرت میں فرمایا:

انی لا جدنور اللّٰہ من ھٰذاالجبین ترجمہ: ”بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں۔“

امام موصوف نے اپنی تالیف **”الجوھرۃ المضیّہ“** کی اردو شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ مولانا شاہ احمد رضا خاں نے صرف دو روز میں اس کی شرح تحریر فرمائی اور یہ تاریخی نام رکھا: **النیّرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیّہ“** (۱۲۵۹ھ / ۱۸۷۸ء) پھر بعد میں تعلیقات وحواشی کا اضافہ فرما کے یہ تاریخی نام تجویز فرمایا: **الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ** (۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء ، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) میں آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوئے۔ اس سفر میں حرمین شریفین کے علمائے کبار نے بڑی قدر ومنزلت فرمائی۔ علمائے مکّہ نے نوٹ کے متعلق ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرمین کے لئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔ فاضل بریلوی نے محض حافظہ کی بناء پر قلم برداشتہ، عربی میں اس کا جواب تحریر فرمایا اور تاریخی نام رکھا: **کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم** (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۴ء) اس جواب کو پڑھ کر علمائے حرمین بے حد متاثر ہوئے۔ ہندوستان واپسی کے بعد مندرجہ بالا جواب کا ضمیمہ تحریر فرمایا اور اس کا تاریخی نام رکھا: **کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم** (۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) پھر اس کا اُردو ترجمہ کیا اور اس کا

یہ تاریخی نام رکھا: **الذیل المنوط الرسالة النوط** (۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء) **کفل الفقیه** کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکّہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا یہ تاریخی نام تجویز کیا: **الدولة المکیه بالمادة الغیبیه** (۱۳۱۲ھ / ۱۹۰۵ء) پھر **الفیوضاة الملکیه لمحب الدولة المکیه** کے عنوان سے اس کے تعلیقات وحواشی لکھے۔ اس رسالے میں مسئلہ علم غیب پر محققانہ بحث کی ہے۔ علمائے حرمین نے جو اس پر تقاریظ تحریر کی ہیں، ان سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کوئی کتاب مطالعہ کئے محض یادداشت کی بنا پر تالیف فرمائیں۔ سرعت تحریر، قوّتِ حافظہ اور جزئیاتِ فقہ پر ماہرانہ واقفیت کو دیکھ کر علمائے حرمین حیران تھے۔ (نزھة الخواطر ج ۸، ص ۳۹) مکّہ معظمہ کے ایک عالم علاّمہ محمد علی بن حسین نے اس شعر میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔

املی العلوم فهل سمعت بمثلهٖ　　　املی ذوا آیة قدشوهدت (حسام الحرمین ص ۶۷)

فاضل بریلوی کو علمائے حرمین بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتے تھے بعض علماء نے جد دمت تک لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ اسمٰعیل خلیل اللہ (حافظ کتب الحرم) تحریر فرماتے ہیں: **الوقیل فی حقه انه، مجدد هذا القرن لکان حقاد صدقاً** ۔ حسام الحرمین ص ۱۴۰،۱۷۲) اسی طرح شیخ علی شامی ازہری، احمدی دروسری مدنی تحریر فرماتے ہیں۔

امام الائمة المجدد لهذه الامة (حسام الحرمین ص ۲۶۲)

اسی لئے فاضل بریلوی کے متبعین ان کو "**مجددماة حاضره**" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حرمین شریف اور دیگر بلادِ عرب کے تقریباً ایک سو سے زائد علماء وفضلاء نے مولانا احمد رضا خاں کی علمیّت اور فقاہت کا اعتراف کیا ہے اور خوب خوب تعریف کی ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"ہندوستان کے اس دورِ متاخرین میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہ بمشکل ملے گا۔" (مقالات یومِ رضا ج ۳، ص ۱۰)

فاضل بریلوی کی طبیعت کی شدت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے مزید فرمایا:

"اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی، تو اس دور کے ابو حنیفہ کہلا سکتے تھے۔"

اس میں شک نہیں کہ فن فتویٰ نویسی میں فاضل بریلوی اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔ انہوں نے تقریباً ۵۴ سال تک یہ فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے، اپنے ایک مکتوب میں مولانا ظفر الدین بہاری کو تحریر فرماتے ہیں: "بحمد اللہ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اگر ۷ دن اور زندگی بالخیر ہے، تو اس شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو اس فقیر کو فتویٰ لکھتے ہوئے پچاس سال ہوں گے۔ اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔" (حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸، مکتوب محررہ شعبان ۱۳۳۹ھ)

فقہ میں جد الممتار، حاشیہ شامی اور فتاویٰ رضویہ کے علاوہ ایک اور علمی شاہکار ترجمہ قرآن کریم ہے جو ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے منظرِ عام پر آیا اور جس کے تفسیری حواشی خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے نام سے مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے تحریر فرمائے جو ایجاز و اختصار اور جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔ اردو میں قرآن کریم کے مکمل اور جزوی تراجم کی تعداد کچھ کم نہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق مکمل اور جزوی تراجم کی تعداد تقریباً ۱۲۳ ہے۔ ان کثیر تراجم کی موجودگی میں فاضل بریلوی کا ترجمۂ اردو بعض لوگوں کی نظر میں خاص اہمیت نہیں رکھتا، خصوصاً جبکہ اس سے قبل کئی ترجمے ہو چکے ہوں، مثلاً:

ترجمہ قرآن، حکیم محمد شریف خان	۱۲۱۶ھ / ۱۸۰۱ء
ترجمہ قرآن، مولوی امانت اللہ	۱۲۱۹ھ / ۱۸۰۴ء
ترجمہ قرآن، نواب صدیق حسین خاں	۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء
ترجمہ قرآن، مولوی نذیر احمد	۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء
ترجمہ قرآن، سید احمد حسن تھانوی	۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء
ترجمہ قرآن، مولوی اشرف علی تھانوی	۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء

لیکن جہاں تک ہماری معلومات اور مطالعہ کا تعلق ہے یہ ترجمہ اس حیثیت سے جملہ تراجم میں ممتاز نظر آتا ہے کہ جن آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں ذرا سی بے احتیاطی سے حق جل مجدہٗ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی کا شائبہ نظر آتا ہے، فاضل بریلوی نے ایسی آیات کا ترجمہ ایسی احتیاط اور کامیابی کے ساتھ کیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل تقابلی مطالعے سے اس حقیقت کا اندازہ ہو سکے گا۔ خط کشیدہ الفاظ قابلِ توجہ ہیں:

۱۔ اللہ ان سے ٹھٹھہ کرتا ہے۔ (سرسیّد احمد خان، تفسیر القرآن، بقرہ / خطوط ۱۵)

= اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے۔ (کنزالایمان)

۲۔ اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی، انفال، ۳۰)

= اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ (کنزالایمان)

۳۔ دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔ (مولوی محمود حسن، نساء، ۱۴۲)

= اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا۔ (کنزالایمان)

۴۔ اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہوگیا۔ تو غلطی میں پڑ گئے۔ (مولوی اشرف علی، بیان القرآن، طٰہٰ۔۴۲)

= اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا، اس کی راہ نہ پائی۔ (کنزالایمان)

۵۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا، پھر راہ سجھائی۔ (مولوی محمود حسن، ترجمہ قرآن، ضحیٰ)

= اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا، تو اپنی طرف راہ دی۔ (کنزالایمان)

فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جس نظر سے مطالعہ کیا، اس کا اندازہ ان کے اس مصرعے سے ہوتا ہے۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی (حدائق بخشش حصہ دوم، ص۹۹)

وہ فن شعر میں کمال رکھتے تھے، نعت گوئی کو اپنا مسلک شعری بنایا، ہر صنفِ شاعری پر طبع آزمائی کی، لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ ہر جگہ نعت ہی کی جھلک نظر آتی ہے، ان کے دیوان **"حدائق بخشش"** کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اردو، فارسی، عربی اور ہندی وغیرہ میں شعر گوئی پر پورا پورا عبور حاصل تھا، ان کا مشہور سلام جس کا مطلع ہے۔

مُصطفےٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

پاک و ہند کے طول وعرض میں پڑھا جاتا ہے، ان کے مخالفین بھی ان کی عظمتِ شاعری کے دل سے قائل تھے، چنانچہ افتخار اعظمی باوجود اختلاف مسلک فاضل بریلوی کی نعت گوئی پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:

"ان کا نعتیہ کال اس پایہ کا ہے کہ انہیں طبقہ اولیٰ کے نعت گو شعراء میں جگہ دی جانی چاہئے۔" (ارمغانِ حرم، ص۱۴)

افسوس ہے کہ تاریخ ادب اردو میں فاضل بریلوی کا نام یا تو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے یا کہیں ضمناً اور اشارتاً آگیا ہے، وہ مقام نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے۔

﴿ ۴ ﴾

تحریک آزادی کے سلسلے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور ان کے تلانذہ، خلفاء کی خدمات قابلِ ذکر ہیں، انہوں نے انیسویں صدی کے آخر سے مسلمانوں کے سیاسی حالات بنظرِ غائر مطالعہ کئے اور تحریر و تقریر کے ذریعے اپنی اصطلاحات اور تجاویز پیش کیں جو ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں۔ اس سے قبل ۱۸۹۷ء میں پٹنہ کے اجلاس میں اسی موضوع پر تقریر فرمائی۔ فاضل بریلوی کے آخری دور میں سیاست نے ایک نیا رُخ اختیار کر لیا تھا۔ تقریباً ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۸ھ میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا اور دوسرے ہی سال (۱۹۲۰ء/ ۱۳۳۹ھ) میں گاندھی کے ایماء پر تحریکِ ترکِ موالات کا آغاز ہوا۔ انجام سے بے نیاز ہو کر ہندو مسلم

شیروشکر ہورہے تھے۔ مولانا رضا خاں نے اس اختلاط کے خطرناک نتائج سے آگاہ فرمایا اور ایک معرکۃ الآراء رسالہ **المحجة المؤتمنه فی آية الممتحنة** (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء) تحریر کیا۔

راقم نے اس رسالے کے مضامین کو سامنے رکھ کر ایک کتاب ''فاضل بریلوی اور ترکِ موالات'' کے عنوان سے لکھی تھی، جس کا پہلا ایڈیشن صفر ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں اور دوسرا جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں لاہور سے شائع ہوا، اس کے بعد تیسرے، چوتھے اور پانچویں اور چھٹے ایڈیشن بھی شائع ہو چکے ہیں۔

فاضل بریلوی نے **المحجة المؤتمنة** میں کفار ومشرکین سے اختلاط اوران کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج سے متنبہ کیا ہے اور اس مسئلے پر مذہبی، تہذیبی، سیاسی معاشی نقطۂ نظر سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ فاضل بریلوی کے انہیں افکار کو سامنے رکھ کر ان کے فرزندان گرامی خلفا اور متبعین نے سیاست میں قدم رکھا اور اس کے لئے صالح لٹریچر فراہم کیا، اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے نام سے دو تنظیمیں قائم کیں۔ اس کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے تیسری تنظیم قائم کی جس کا دوسرا نام **الجمعیة العالیة المرکزیة** رکھا گیا۔ انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے اراکین نے ہندو مسلم اتحاد و اختلاط کے خلاف کام کیا۔ اس تنظیم کے ایک اہم رکن اور بانی صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء) جو فاضل بریلوی کے خلیفہ تھے۔ ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں مطالبۂ پاکستان کے اعلان کے ساتھ ساتھ اعلان علماء اہل سنّت نے اپنی مساعی تیز تر کردیں ان کے خلوص اور جوش اور جذبے کا اندازہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے اس عزم سے ہوتا ہے:

> ''پاکستان کی تجویز سے جمہوریتِ اسلامیہ کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں، خود قائد اعظم محمد علی جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔'' (حیات صدر الافاضل، ص ۱۸۶، مکتوب ۲)

اسی طرح محدثِ اعظم ہند مولانا سیّد محمد محدث کچھوچھی (تلمیذ مولانا احمد رضا خاں) نے آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ اجمیر شریف (۲۵ تا ۲۶ رجب ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء) میں خطبۂ صدارت میں یہ پُر جوش کلمات کہے۔

> ''اٹھ پڑو، کھڑے ہوجاؤ، چلے چلو، ایک منٹ نہ رُکو، پاکستان بنالو، تو جا کر دم لو۔'' (الخطبۃ الاشرفیہ، ص ۳۸)

مطالبۂ پاکستان کی تائید اور حمایت کے سلسلے میں ہوا جس میں پاک و ہند کے ۲ ہزار سے زیادہ علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں یہ متفقہ قرارداد پاس کی گئی:

> ''یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پُر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماً و مشائخ اہل سنّت، اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں۔'' (کتاب مذکور، ص ۱۹۰)

اس کے ساتھ ساتھ حکومتِ اسلامیہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ۱۳ علماء و مشائخ کی ایک کمیٹی مقرر کردی گئی جو مولانا احمد رضا خاں کے تلامذہ وخلفا اور مریدین پر مشتمل تھی۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد بھی ان کے متبعین نے پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے سلسلے میں بہت کوشش کی اور کر رہے ہیں۔

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ فاضل بریلوی حکومت برطانیہ اور انگریزوں کے مخلصین میں سے تھے اور انہیں کے ایماء پر ایسی تحریکوں کی مخالفت کیا کرتے تھے جن سے حکومت برطانیہ کو خدشات ہوں۔

لیکن فاضل بریلوی اور ان کے تلامذہ، خلفاء اور متبعین کا جو سیاسی کردار اُو پر پیش کیا گیا ہے، اس سے اس الزام کی نہ صرف تردید ہوتی ہے، بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات انگریزوں کے مخالف اور نظریۂ پاکستان کے زبردست حامی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی سیاست کے اس نازک دور میں جوش وخروش سے زیادہ سلامت روی کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے تھے، اسی سلامت روی کو قائدِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سامنے رکھا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔ مولانا احمد رضا خاں انگریزوں کے حامی نہ تھے، لیکن بے جا مخالفت کو سلامت روی اور اعتدال کے خلاف سمجھتے تھے۔ ترکوں کی جان ومال کی حفاظت کو ضروری سمجھتے تھے، لیکن اس دورِ سیاست میں مالی امداد کو ترجیح دیتے تھے، وہ مسلمانوں کی معاشی اور سیاسی خوشحالی کے لئے ایک منصوبہ رکھتے تھے جس کے اہم نکات کا اظہار انہوں نے ۱۹۱۲ء میں حاجی لعل خاں (کلکتہ) کے نام ایک مفصّل مکتوب میں کیا ہے۔ جو بعد میں رام پور اور کلکتہ سے شائع ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مسلمان اپنے تمام معاملات میں خصوصاً عدالتی مقدمات جن پر بے دریغ روپیہ ضائع ہوتا ہے، اپنے ہاتھ میں لیں۔

۲۔ مسلمان، مسلمان بھائیوں کے علاوہ کسی سے خرید وفروخت نہ کریں۔

۳۔ ہندوستان کے دولت مند مسلمان، مسلمانوں کے لئے غیر سودی بنکاری قائم کریں اور ایسے بینک کھول کر نفع کے لئے حلال ذرائع مہیا کریں۔

۴۔ مسلمان دینِ اسلام پر سختی کے ساتھ کاربند رہیں اور کسی دینی امر کے حصول کے لئے غیر دینی ذرائع استعمال نہ کریں۔

(دبدبۂ سکندری، رام پور، شمارہ ۱۷، جلد ۳۹، ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

یہ خیال بھی درست نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے دینِ اسلام میں ایک نئے فرقے کی بنیاد ڈالی جو کو "بریلوی" کہا جاتا ہے، حالانکہ ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت محتاط ہیں اور کوئی نئی چیز پیش نہیں کرتے، بلکہ وہی کہتے ہیں جو پہلے کہا جا چکا ہے چونکہ بعض مذہبی امور اور سیاسی تحریکوں کے زیرِ اثر وہ باتیں کچھ فراموش ہوگئی تھیں، اس لئے جب فاضل بریلوی نے از سرِ نو تحقیق کر کے پیش کیں، تو نئی معلوم ہونے لگیں۔ پاک وہند کے علماء اور عوام کی ایک کثیر جماعت جو سلف صالحین کی پیرو ہے،

دل سے ان کی تائید اور حمایت کرتی ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال واعمال سے استناد واستشہاد کرتے ہیں اور دلائل وبراہین کا ایک سیلاب بہاتے ہیں، اس لئے ان کی سیف قلم کے شہید بھی ان کی علمیت و فقاہت کے قائل نظر آتے ہیں۔ (نزہۃ الخواطر، ص ۳۹، ۴۱)

یہ بات فاضل بریلوی کی قابلیت اور علمیت پر شاہد ہے، لیکن اس میں شک نہیں کہ بعض مسائل میں ان کی تحقیقات سے علماً نے اختلاف کیا ہے۔

فاضل بریلوی نے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو بوقت نماز جمعہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل قرآنِ کریم کی اس بات سے الہامی طور پر اپنا سنہ وفات نکالا تھا۔

ویطاف علیھم بآیۃ من فضۃ واکواب (وصایا شریف ص ۱۲۱)

آپ کے دو فرزند تھے، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ خاں مدظلہٗ العالی۔ مولانا حامد رضا خاں ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں پیدا ہوئے۔ کتبِ معقول ومنقول والد ماجد سے پڑھیں۔ عربی ادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ۷۰ برس کی عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے اور برسوں دار العلوم منظرِ اسلام (بریلی) میں درسِ حدیث دیا اور ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو وفات پائی، صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔ **الاجازۃ المتنیۃ** ترجمہ اردو **الدولۃ المکیۃ الصارم الربانی علی اسراف القادیانی، سدّ الفراد حاشیہ رسالہ ملاجال، نعتیہ دیوان اور فتاوےٰ** آپ سے یادگار ہیں۔

مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خاں اوائل ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے، برادرِ بزرگ مولانا حامد رضا خاں سے تعلیم حاصل کی اور والد ماجد سے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔ دار الافتاء الرضویہ (بریلی) میں ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء سے فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، تصانیف میں الفتاویٰ المصطفو یہ آپ سے یادگار ہیں۔ اس وقت ۸۶ سال کی عمر شریف ہے، ہندوستان میں آپ کا روحانی اور علمی فیض جاری ہے۔

فاضل بریلوی کے خلفاً نہ صرف پاک وہند بلکہ حرمین شریفین میں بھی پھیلے ہوئے تھے۔ حرمین کے بعد خلفاً کے اسماً گرامی یہ ہیں:

سید عبد الحیٔ مکّی، شیخ حسین جلال مکّی، شیخ صالح کمال مکّی (۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۹ء)، سید اسمٰعیل خلیل مکی (۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۹ء)، سید مصطفےٰ خلیل مکّی (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)، شیخ احمد خضراوی مکّی (۱۳۳۶ھ / ۱۹۲۷ء)، عبد القادر کردی مکّی (۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء)، شیخ فرید مکّی (۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء)، سید مامون البری، شیخ اسعد الدھان، شیخ عبد الرحمٰن، شیخ عابد بن حسین (مفتی مالکیہ) شیخ علی بن حسین، شیخ جمال بن محمد الامیر، شیخ عبد اللہ بن احمد ابی الغیر میرداد، شیخ عبد اللہ دحلان، شیخ بکر رفیع، سید ابی حسین مرزوقی، شیخ حسن

العجمی، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید، شیخ عمر الحرسی، شیخ عمر بن حمدان، شیخ سالم بن عبدروس، سید علوی بن حسین، سید ابوبکر بن سالم، شیخ محمد بن عثمان دحلان، شیخ محمد یوسف، مولانا ضیاء الدّین احمد مدنی۔

پاک و ہند کے خلفاؑ میں قابلِ ذکر یہ ہیں:

مولانا حامد رضا خاں	(۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)
مولانا سید عبدالسّلام	(۱۳۹۳ھ / ۱۹۴۴ء)
مولانا ظفر الدّین بہاری	(۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)
مولانا محمد امجد علی اعظمی	(۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء)
مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی	(۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۸ء)
حکیم غلام احمد فریدی	(۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء)
شاہ سیّد محمد اشرف گیلانی	(۱۳۴۴ھ / ۱۹۵۵ء)
مولانا سیّد دیدار علی الوری	(۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء)
مولانا عبدالعلیم میرٹھی	(۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء)
مولانا عبدالاحد	(۱۳۴۸ھ / ۱۹۲۹ء)

(خلف الرشید مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی) مولانا احمد مختار، مولانا محمد عبدالباقی برہان الحق جبل پوری، مولانا حسنین رضا خاں، مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں، پروفیسر سید سلیمان اشرف (مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)، مولانا محمد ابراہیم رضا خاں، مولانا سید غلام جان جودھپوری وغیرہ وغیرہ۔

جناب محمد صادق قصوری نے ''خلفاؑ اعلیٰ حضرت'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جو عنقریب لاہور سے شائع ہونے والی ہے۔

﴿۶﴾

فاضل بریلوی کثیر التصانیف بزرگ تھے، ان کی تصانیف کی تعداد ہزار سے متجاوز ہے۔ تصانیف کی کثرتِ تعداد کے لحاظ سے برصغیر پاک و ہند کے علماء میں وہ خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ تذکرۂ علمائے ہند میں ان کی ۵۰ تصانیف کا تفصیلی ذکر کیا ہے (تذکرہ علماء ہند، ص ۱۶، ۱۷) اور آخر میں لکھا ہے کہ اس وقت تک ان کی تصانیف ۷۸ مجلدات تک پہنچ چکی ہے۔

''تذکرہ علمائے ہند'' کی تدوین کا آغاز ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں ہوا، جب مولانا احمد رضا خاں کی عمر ۳۱ سال تھی۔ اسکے بعد ۳۵

سال حیات رہے، اس طویل عرصے میں کیا کچھ نہ لکھا گیا ہوگا، مولانا حامد رضا خاں (ابن مولانا احمد رضا خاں) نے **"الدولة المکیه"** (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

"بحمدہ تعالیٰ چار سو سے زاید کتب ہیں جن میں فتاویٰ مبارکہ بڑی تقطیع کے بارہ ضخیم مجلدوں میں ہے۔" (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۱۶۹)

یعنی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء تک تعداد تصنیف ۴۰۰ سے زائد ہوگئی تھی۔ فاضل بریلوی نے ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں وصال فرمایا، یعنی اس کے بعد پندرہ برس حیات رہے۔ بہر حال آخر میں یہ تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہوگئی۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے فاضل بریلوی کے حیات میں ان کی ۴۰۰ سے زیادہ تصانیف کی مفصل فہرست بعنوان **المجمل المعدد لتالیفات المجدد** (۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء) کے نام سے پیش کی۔ پھر موصوف ہی نے حیاتِ اعلیٰ حضرت (ج ۲ قلمی) میں چھ سو سے زیادہ کتابوں کی تفصیلات فراہم کیں۔ مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۶۲ء (بریلی) نے قلمی اور نادر مطبوعات کی ایک فہرست پیش کی تھی جو ڈھائی سو تصانیف پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کو مولانا بدر الدین احمد نے سوانح اعلیٰ حضرت میں نقل کر دیا ہے، انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب اردو میں تقریباً ۴۲ مطبوعات کا ذکر ملتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا، اس میں بکثرت تصانیف کا ذکر ملتا ہے۔

الغرض فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب چودھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم، عظیم المرتبت، مفتی، بلند پایہ مصنف، صاحب بصیرت، سیاستدان اور باکمال ادیب و شاعر تھے۔ پاک و ہند کے محققین نے ہنوز ان کی طرف توجہ نہیں کی، وہ دنیا کے ہر محقق کی توجہ کے لائق ہیں۔ اگر ان کی فقہی اور علمی تصانیف، سیاسی بصیرت اور ان کے ادب و شاعری پر تحقیق کی جائے، تو بہت سے راز ہائے سربستہ معلوم ہوں گے اور ہم بجا طور فخر کر سکیں گے کہ برصغیر سے ایک ایسا یگانہ روزگار عالم پیدا ہوا جس کی نظیر نہ اس کے زمانے میں تھی اور نہ اب ہے، اور حکیم عبدالحیٔ لکھنوی کا یہ اعتراف، حقیقت بن کر سامنے آجائے۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع

علی الفقہ الحنفی وجزیاتہ یشہد بذالک مجموع فتاواہ

(عبدالحیٔ لکھنوی، نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۱)

ترجمہ: فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل تھا،

اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدہ وَنُصلِّے عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اَحْسَنُ الْمَکْتُوْبَاتِ وَعُمْدَۃُ الْمَلْفُوْظَاتِ حَمْدُ مُبْدِعٍ اَنْطَقَ الْمَوْجُوْدَاتِ بِاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا مَوْجُوْدَاِلَّا اللّٰہُ وَاَخْرَجَ الْمَعْد وُمَاتِ مِنَ الْعَدَمِ اِلَی الْوُجُوْدِ فَشَھِدْنَ اَنْ لَّامَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَاَنْطَقَہ بِفَصِیْحِ اللِّسَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلیٰ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ شَفِیْعِنَا یَوْمَ الْجَزْعِ وَالْفَزْعِ عِنْدَالْمَلِکِ الدَّیَّانِ الَّذِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَحْضِ کَرَمِہٖ حَنَّان" مَنَّان" وَقَھَّار" عَلیٰ اَجْیَالِ الْبَغْیِ وَالْعِنَادِ وَالْفَسَادِ وَالْکُفْرَانِ جَبَّار" عَلَی الْمُرْتَدِّیْنَ وَعَلیٰ مَنْ کَفَرَبِہٖ وَبِرَسُوْلِہٖ دَیَّان" نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ ذِی الْکَرَمِ الْغُفْرَانِ حَامِیِ الْاِیْمَانِ، مَاحِی الطُّغْیَانِ، غَافِرِالذَّنْبِ وَالْفُسُوْقِ وَالْعِصْیَانِ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَانَاصِرِنَا وَمَاوٰنَاحَامِیْنَا وَمَلْجَانَا، اَلسُّلْطَانِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّنَا الرَّحْمٰنِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ صَدَّقُوْہُ بِالْاِذْعَانِ وَاٰمَنُوْا بِمَوْلَاھُمْ بِالتَّصْدِیْقِ وَالْاِیْقَانِ وَسَعَدُوْافِیْ مَنَاھِجِ الصِّدْقِ وَصَعَدُوْا مَعَارِجَ الْحَقِّ بِالثُّبَاتِ وَالْاِتْقِ......ھُمُ الَّذِیْنَ اَسَاس" وَبُنْیَان" وَاَرْکَان" ، اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَھُمْ بِکَرَمِکَ وَاَدْخِلْنَا دَارَالْجِنَانِ بِرَحْمَتِکَ مَغْفِرَتِکَ یَا کَرِیْمُ یَارَحِیْمُ یَاغَفَّارُ یَاسُبْحَانُ آمِین آمِیْن ، یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن۔

اللہ اللہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ وتبارک کی ایک اعلیٰ نعمت ہے ان کی ذات پاک سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور ہر بڑی مشکل بآسانی بدلتی ہے۔ سبحان اللہ انہی نفوسِ قدسیہ طاہرہ کے قدم کی برکت سے وہ عقدہ وہ لاینحل چٹکی بجاتے حل ہوتے ہیں۔ جنہیں قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے جس سے کیسا ہی کوئی عقیل ومدبر ہو حیران رہ جائے کچھ نہ بول سکے جسے میزان عقل میں کوئی نہ تول سکے۔ اللہ اکبر! ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ان کی ہر ادا، ان کا ہر ہر کردار اسرار پروردگار عزمجدہٗ کا ایک بہترین مرقع اور بولتی تصویر ہے کہ یہ انفاس نفیسہ مظہر ذات علیہ وصفات قدسیہ ہوتے ہیں مگر **بفحوائے کل شئ ھَالک الاوَجھہ** اور **کل مَنْ عَلَیھَا فانٍ و یبقیٰ وَجہُ رَبِّک ذوالجَلال وَالْاِکْرَام** دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے۔ ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے۔ اسی لئے

اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ ومکاتیب طیبہ وملفوظات طاہرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہوجائے اور ہم ہی مستفید ومحفوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھالیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کے لئے پندونصائح وصایا تنبیہات واخلاص کے ذخیرے اذکار عشق ومحبت مسائل شریعت وطریقت کے مجموعہ معرفت وحقیقت کے گنجینہ کو اپنے پچھلوں کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سلسلہ یونہی قیامت تک جاری رہے سچ ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بساکین دولت از گفتار خیزد

فقیر جب تک سنِ شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے بُرے کی تمیز نہ تھی، بھلائی بُرائی کا ہوش نہ تھا، اُس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنی پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا، جوانی دیوانی مشہور ہے مگر **اَلصُّحْبَۃُ مُؤَثِّرَۃ"** صحبت بغیر رنگ لائے نہیں رہتی اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کون جنہیں سیّد العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنہیں تاج العرفاء کہیں بجا، جنہیں مجدد وقت اور امام اولیاء سے تعبیر کریں تو صحیح، جنہیں حرمین طیبین کے علمائے کرام نے مدائح جلیلہ سے سراہا۔ **اِنَّہُ السَّیِّدُ الْفَرْدُ الْاِمَام** کہا، ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے انہیں اپنا شیخِ طریقت بنایا، ان سے سندیں لیں اجازتیں لیں اُنہیں اپنا استاد مانا۔ پھر ایسے اچھے کی صُحبت کسی بابرکت ہوگی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کردیا۔ اس زمانہ میں کہ آزادی کی تندو تیز ہوا چل رہی تھی، کیا عجیب تھا کہ میں غریب بھی اس باد صرصر کے تیز جھونکوں سے جہاں صدہا بئس المصیر پہنچے وہیں جا رہتا مگر اپنے مولا کے قربان جس کی نظرِ عنایت نے پکا مسلمان بنادیا۔ **والحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک**۔ اب نہ وہ خود ہے جو بے خود بنائے تھی، نہ وہ مدہوشی جو بیہوش کئے تھی۔ نہ وہ جوانی کی اُمنگ نہ کسی قسم کی کوئی اور ترنگ مولانا معنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند

مولانا کے اس فرمان کے مجھے آنکھوں تصدیق ہوئی اس معنی میں حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، اور کتنا اچھا فرمایا میں بار باران کے اشعار پڑھتا ہوں اور حظ اٹھاتا ہوں، جب پڑھتا ہوں ایک نیا لطف پاتا ہوں وہ فرماتے ہیں:

قطعہ

گِلے خوشبوئے درحمام روزے　　رسید ازدست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری　　کہ ازبوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گِلے ناچیز بودم　　ولیکن مُدتے باگل نشستم
جمالِ ہمنشین درمن اثر کرد　　وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

غرض میری جان ان پاک قدموں پر قربان جب سے یہ قدم پکڑے آنکھیں کھلیں اچھے بُرے کی تمیز ہوئی اپنا نفع وزیان سوجھا،

مہنیات سے تابمقدور احتراز کیا اور اوامر کی بجا آوری میں مشغول ہوا، اور اب اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی بافیض صحبت میں زیادہ رہنا اختیار کیا۔ یہاں جو یہ دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور وخوض کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط، بڑے بڑے سرٹیک کر رہ جائیں۔ فکر کرتے کرتے تھکیں اور ہر گز نہ سمجھیں اور صاف **اَنَا لَا اَدْرِیْ** کا دم بھریں، وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرمادیئے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا اور وہ دقائق ونکات مذہب وملّت جو ایک چیستاں اور ایک معمہ ہوں جن کا حل دشوار سے زیادہ دشوار ہو، یہاں منٹوں میں حل فرمادیئے جائیں، تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ وزواہر غالیہ یونہی بکھرے رہے تو اس قدر مفید نہیں جتنا انہیں سلکِ تحریر میں نظم کرلینے کے بعد ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں، پھر یہ کہ خود ہی منقطع ہونا یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربار عالی ہی کو پہنچنا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں! ان کا نفع جس قدر عام ہو اتنا ہی بھلا۔ لہٰذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو، مگر یہ کام مجھ سے بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا، اس لئے بار بار ہمّت کرتا اور بیٹھ جاتا۔ میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر مذبذب ہو ایک قدم آگے ڈالتا، اور دوسرا پیچھے ہٹالیتا ہو مگر دل بے چین تھا کسی طرح قرار نہ لیا تھا آخر **اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ** کہتا، کمرِ ہمت چُست کرتا، اور **حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل** پڑھتا اٹھا اور ان جواہر نفیسہ کا ایک خوشنما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے ربّ عزوجل کے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار ہی کو میری جیت کا باعث بنائے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ حَسْبِیْ وَخَیْرُرَفِیْقٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَاوَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلَّمْ

میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے کیا۔ آگے قبل واجر کا اپنے مولا تعالیٰ سے سائل ہوں وھو حسبی وربی وہ اگر قبول فرمائے تو یہی میری بگڑی بنانے کو بس ہے۔ میں اپنے سُنّی بھائیوں سے امیدوار کہ وہ مجھ بے بضاعت ومسافر بے توشہ آخرت کیلئے دعا فرمائیں کہ ربّ العزۃ تبارک وتقدس اسے میری فلاح ونجات کا ذریعہ بنائے آمین آمین،

بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَبَارَکَ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ مَرْضِیٌ لَدَیْہِ ط

حصّہ اوّل

عرض ۱: مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی حاضر خدمت تھے مولانا نے عرض کی حضور سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی گئی۔

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا:

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ

''اے جابر بے شک اللہ سبحانہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔''

عرض ۲: حضور میری مراد دنیا کی ہر چیز سے پہلے سے ہے۔

ارشاد: رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو دن میں زمین، یک شنبہ تا چہار شنبہ آسمان و پنجشنبہ تا جمعہ زمین نیز اس جمع میں بین العصر والمغرب آدم علیٰ نبینا علیهم الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔

عرض ۳: ادنیٰ درجہ علمِ باطن کا کیا ہے؟

ارشاد: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عام عوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا، سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص وعوام کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے مراد سیر اقدم نہیں بلکہ سیر قلب ہے۔ ان کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ ان سے اعتقاد ان پر اعتماد وتسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ حضرت شیخ اکبر واکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا۔ نیز حدیث میں فرمایا ہے:

اغد عالما اومتعلما او مستعما اومحبا ولا تکن الخامس فتهلك صبح کر اس عالم میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سُنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض ٤: کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے؟

ارشاد: غیرِ عالم کو واعظ کرنا حرام ہے۔

عرض۵: عالم کی کیا تعریف ہے؟

ارشاد: عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے۔

عرض۶: کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے۔

ارشاد: یہی کافی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی ہوتا ہے۔

عرض۷: حضرت مجاہدے میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد: مجاہدے کے لئے کم از کم اَسّی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضروری جائے۔

عرض۸: ایک شخص اَسّی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اَسّی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑ دیں اور جذب وعنایت ربانی بعید کو قریب نہ کردے تو اس راہ کی قطع کو اَسّی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کردیا جاتا ہے اور صدق نیّت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

والذین جاهدو افینا لنهد ینهم سبلنا "وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔"

یہ تو حضور اسی کا ہو رہے تو ہوسکتا ہے دنیوی ذرائع معاش اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دقت طلب ہے اور یہ دینی خدمت[1] جو اپنے ذمہ لی ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔ ([1] حمایت مذہب اہل سنت ورد وہابیہ وغیرہم مرتدین)

اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیّت صالحہ ہو تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ امام ابواسحٰق اسفرائنی جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترک دنیا ومافیہا کرکے مجاہدات میں مصروف تھے ان سے فرمایا:

يَا اَكَلَةَ الْحَشِيْشِ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَاُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ

اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہوسکتا وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں۔

عرض۹: کیا دنیوی تفکرات کا قلب اجاری پر اثر ہوتا ہے۔ (قلب جاری وہ قلب ہے، جو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں جاگتا رہے۔)

ارشاد: ہاں دنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

عرض۱۰: سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں؟

ارشاد: پنجشنبہ شنبہ دوشنبہ۔ حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ قبل طلوع آفتاب جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں (اسی سلسلۂ تقریر میں فرمایا) بحمد اللہ دوسرے بار کی حاضری حرمین طیبین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں انہیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ فقیر کا یوم ولادت بھی شنبہ ہے۔

عرض۱۱: عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولِ اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد: ۳۸ سال اور سوائے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۶۳ سال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال۔ ہاں اس میں روز وماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سالِ وفات یہی تھا۔

عرض۱۲: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل قبول اسلام کیا مذہب رکھتے تھے۔

ارشاد: صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔ ۴ برس کی عمر میں آپ کے باپ بُت خانہ میں لے گئے اور کہا: یہ ہیں تمہارے بلند وبالا خدا، اِنہیں سجدہ کرو، جب آپ بُت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں، اگر خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا، اور قوت خداد کی تاب نہ لا سکا، باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا۔ اُنہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ:

يَا اَمَةَ اللّٰهِ بِالتَّحْقِيْقِ اَبْشِرِيْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِي السَّمَاءِ الصِّدِّيْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِيْقٌ

''اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔''

میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے۔ اس وقت یہ صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض

کی، صدق ابو بکر وھو الصدیق ''ابوبکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔'' یہ حدیث عوالی الفرش الی معالی العرش میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے، یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دستِ اقدس میں حضرت صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں دستِ اقدس میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا:

هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائے جائیں گے۔''

امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔

لَمْيَزَلْ اَبُوْبَكْر بِعَيْنِ الرَّضَامِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى ابوبکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے۔ ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای من فَضلِ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّهٗ لَمْ يَشُكْ فِي اللّٰهِ سَاعَةً صدیق کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انہیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔ امام عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اتذکر یوم یوم کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے، عرض کی: ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روزِ وفات اور روز وفات سے ابد الآباد تک سردار مسلمین ہیں۔ یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس بارے میں میرا ایک خاص رسالہ ہے: تَنْدِيْهُ الْكَلِمَانَةِ الْحَيْدَ رِيَّةِ عَنْ وَصْمَةِ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ

استفتاء دھوبی کے یہاں کھانے میں گیارھویں شریف کھانا جائز ہے یا نہیں اور فاحشہ کے یہاں کھانے اور اس سے قرآن عظیم تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا ناپاک ہے محض باطل ہے، ہاں فاحشہ کے یہاں کھانا جائز نہیں۔ وہ تنخواہ اگر اس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی، اور اگر اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اسی مال سے دے اس کا لینا قطعی حرام البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عرض ۱۳: اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے جوف میں پہنچے گا، حرمتِ رضاعت لائے گا۔ یہ وہی فتویٰ ہے جو چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سب سے پہلے اس فقیر نے لکھا اور اسی ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو منصب افتا عطا ہوا۔ اور اسی تاریخ سے بحمد اللہ تعالیٰ

نماز فرض ہوئی اور ولادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء، ۱۱ جیٹھ سدی ۱۹۱۳ء سمبت کو ہوئی تو منصب افتا ملنے کے وقت فقیر کی عمر ۱۳ برس دس مہینہ چار دن کی تھی جب سے اب تک برابر یہی خدمت دین لی جارہی ہے۔

والحمدللہ

عرض ۱۴: رکوع وسجود میں بقدر سبحان اللہ کہہ لینے کے ٹھہرنا کافی ہے۔

ارشاد: ہاں رکوع وسجود میں اتنا ٹھہرنا فرض ہے کہ ایک بار سبحان اللہ کہہ سکے جو رکوع وسجود میں تعدیل نہ کرے ساٹھ برس تک اسی طرح نماز پڑھے اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ حدیث میں ہے:

اِنَّا نَخَافُ لَوْمُتَّ عَلٰی ذٰلِكَ لَمتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِتْرَةِ اَیْ غَیْرِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم

"ہم اندیشہ کرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو دین محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نہ مرے گا۔"

عرض ۱۵: کیا جس قدر ممکنات ہیں وہ تحت قدرت بایں معنی داخل ہیں کہ ان کو پیدا فرما چکا ہے۔

ارشاد: نہیں بلکہ بہت سی چیزیں وہ ہیں جو ممکن ہیں اور پیدا نہ فرمائیں مثلاً کوئی شخص ایسا پیدا کر سکتا ہے کہ سر آسمان سے لگ جائے مگر پیدا نہ فرمایا۔

عرض ۱۶: حضور کیا جن و پری بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

ارشاد: ہاں (اور اسی تذکرہ میں فرمایا) ایک پری مشرف باسلام ہوئی اور اکثر خدمت اقدس میں رہا کرتی تھی۔ ایک بار عرصہ تک حاضر نہ ہوئی سبب دریافت فرمایا۔ عرض کی حضور میرے عزیز کا ہندوستان میں انتقال ہوگیا تھا میں وہاں چلی گئی تھی۔ راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی یہ نئی بات دیکھ کر کہا کہ تیرا کام تو نماز سے غافل کر دینا ہے تو خود کیسے نماز پڑھتا ہے اس نے کہا کہ شاید رب العزت تعالٰی میری نماز قبول فرمائے اور مجھے بخش دے۔

عرض ۱۷: زید محمد شید میاں صاحب پیلی بھیتی سے بیعت ہوا، تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا وصال ہوگیا اب کسی اور کا مرید ہوسکتا ہے۔

تبدیل بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں نہ ہوا ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کئے اس سلسلۂ عالیہ میں بیعت کرے یہ تبدیل بیعت نہیں، بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اس سلسلۂ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا) تین قلندر نظام الحق والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور کھانا مانگا۔ ان میں سے ایک نے وہ کھانا اٹھا کر پھینک دیا اور کہا: اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت نے اس ناشائستۂ حرمت کا کچھ خیال نہ فرمایا۔ خدام کو اس سے اچھا کھانا

لانے کا حکم فرمایا، خادم پہلے سے اچھا کھانا لایا، انہوں نے پھر پھینک دیا اور اس سے اچھا مانگا، حضرت نے اور اچھے کا حکم دیا، غرض انہوں نے اس بار بھی پھینک دیا اور اس سے بھی اچھا مانگا، اس پر اس قلندر کو اپنے پاس بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا: کہ یہ کھانا سا مردار بیل سے ہے تو اچھا تھا جو تم نے راستہ میں کھایا۔ یہ سنتے ہی قلندر کا رنگ متغیر ہوا۔ راہ میں تین فاقوں کے بعد ایک مرا ہوا بیل جس میں کیڑے پڑ گئے تھے ملا اسکا گوشت کھا کر آئے تھے۔ قلندر حضور کے قدموں پر گرا۔ حضور نے اس کا سر اُٹھا کر اپنے سینے سے لگالیا اور جو کچھ عطا فرمانا تھا عطا فرمادیا۔ اس وقت میں وہ وجد میں رقص کرتا اور یہ کہتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے، حاضرین نے کہا: بیوقوف جو کچھ تجھے ملا وہ حضرت کا عطا کیا ہوا ہے۔ یہاں تک تو تُو بالکل خالی آیا تھا کہا: بے وقوف تم ہو اگر میرے مرشد نے مجھ پر نظر نہ کی ہوتی تو حضور کیوں نظر فرماتے، یہ اسی نظر کا ذریعہ ہے اس پر حضرت نے کہا: یہ سچ کہتا ہے اور فرمایا بھائیو! مُرید ہونا اس سے سیکھو۔

ایک روز بعد نماز عصر مسجد سے تشریف لائے، اس وقت حاضرین میں مولانا امجد علی اعظمی بھی تھے **رسالہ انفس الفکر فی قربان البقر** اُن دنوں طبع ہو رہا تھا۔ اس میں مولوی عبدالحی کے دو فتوے کہ قربانی گاؤ سے متعلق تھے، اس رسالہ میں نقل کئے گئے تھے اسی رسالہ کی نسبت تذکرہ ہو رہا تھا ان فتووں کا بھی ذکر آیا، اس پر مولانا سے فرمایا:

ارشاد: مولوی صاحب ہنود کے دھوکے میں آگئے، مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لکھ دیا۔ تنبیہ پر متنبہ ہوئے یہی سوال میرے پاس بھی آیا تھا بفضلہٖ تعالیٰ بنگاہِ اولین مکر مکاران پہچان گیا اور اگر بہ کشتن روز اوّل باید پر عمل کیا۔

عرض ۱۸: حضور ان کے فتاوے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کے اکثر اقوال متعارض ہیں اور یہ اس لئے کہ یہ اپنے فہم پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔

ارشاد: ہاں اپنے فہم پر اعتماد اور وہ بھی ائمہ کرام کے مقابلہ پر کہیں لکھتے: "وَاسْتَدَلُّوْا لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِوُجُوْہٍ وَالْکُلُّ بَاطِلٌ" ابوحنیفہ کے لئے کئی طرح دلیلیں لائی گئیں اور سب باطل ہیں کہیں قال اَبُوْ حَنِیْفَۃَ کَذَا وَالْحَقّ کَذَا ابوحنیفہ نے یوں کہا اور حق یوں ہے۔ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے ہیں "ھٰھُنَا وَھُمٌ اٰخَرُ لِصَاحِبِ الْکِتَابِ" یہاں کتاب والے کا ایک اور وہم ہے۔ آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور ہے نہ کہ اپنے کو بھولے یا ستایش مردم پر پھولے اپنے نفس کا علم تو حضوری ہے۔ علماء نے ابن تیمیہ کو لکھا ہے: عِلْمُہٗ اَکْبَرُ مِنْ عَقْلِہٖ اس کا علم اس کی عقل سے بڑا ہے۔ علم نافع وہ جس کے ساتھ فقاہت ہو۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب نفع المفتی والسائل میں جس میں خود ہی سائل اور خود ہی مجیب ہیں، سوال وجواب کو استفسار و استبشار لکھا ہے۔ ایک سوال قائم کیا کہ جس مکان میں جانور ہو، کوئی آدمی نہ ہو وہاں جماع جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب لکھا نا جائز ہے۔ اس جواب سے لازم کہ مکان سے تمام مکھیوں کو نکالے اور چارپائیاں

کھٹملوں سے صاف کرلے اور یہ تکلیف مالایطاق ہے حالانکہ فقہا تصریح فرماتے ہیں جو بچہ سمجھتا اور دوسرے کے سامنے بیان کرسکتا ہو، اس کے سامنے جماع مکروہ ہے ورنہ حرج نہیں تو جب ناسمجھ بچے کے سامنے جائز ہے حالانکہ آدمی ہے۔ جانور کے سامنے کیا ممانعت۔

مولف: فقہاء کرام نے یہ شرط کیوں زائد کی کہ غیر سے بیان کرسکتا ہو محض سمجھنا کافی تھا، اوراس پر یہ بھی الزام آتا ہے کہ گونگے اپاہج کے سامنے جائز ہو اوراسے کسی طرح عقل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ارشاد: سمجھنے کے دو معنی ہیں ایک نفس حرکات کو سمجھنا، یہ بچے میں قوت بیان آنے سے پہلے ہوتا ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ حرکات شرم وحیا ہیں، ان کا اخفا ضرور ہے۔ یہ قوتِ بیان آنے کے بہت بعد ہوتا ہے بیان کے لئے پہلا سمجھنا لازم ہے اوراسی قدر ممانعت کے لئے کافی کہ خود اگرچہ اسے کوئی امر شرم وحیا نہ سمجھا مگر دوسروں سے کہہ تو سکے گا بخلاف دوسرے معنی فہم کے کہ وہ مانع مستقل ہے اس میں دوسرے سے بیان کی حاجت نہیں تو جس میں دوسرے معنیٰ کا سمجھنا ہو اس کے سامنے بدرجہ اولیٰ مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ بیان نہ کرسکے۔

عرض۱۹: حضور آج کیا پہلی تاریخ ہے۔

ارشاد: پہلی تاریخ تھی کل چاند ہوا، آج دوسری شب ہے۔ تاریخ کی ابتدا وانتہا میں چار طریقے ہیں: ایک طریقہ نصاریٰ کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔ دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک، تیسرا طریقہ فلاسفہ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیات میں یہی ماخوذ ہے۔ چوتھا طریقہ مسلمانوں کا کہ غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک اور یہی عقلم سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے۔

مولف: حاضرین میں گائے کا گوشت کھانے کا اوراس کے مضر ہونے کا ذکر آیا، اس پر فرمایا:

ارشاد: وہ قطعاً حلال اور نہایت غریب پرور گوشت اور بعض امزجہ میں گوشت بز سے نافع تر ہے۔ بہتیرے گوشت کے شوقین اور بکری کے گوشت کو بیماری کی خوراک کہتے ہیں اوراس کی قربانی کا تو خاص قرآن عظیم میں ارشاد ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قربانی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی۔ ہندوستان میں بالخصوص شائرِ اسلام سے ہے۔ اوراس کا باقی رکھنا واجب، بعض لیڈر بننے والے کہ ہنود سے اتحاد منانے کے لئے اس کا انسداد چاہتے ہیں، بدخواہ مسلمانان ہیں۔ مگر عجب ہے کہ کوئی ہندو اتحاد بگھارنے کو قریب مساجد سے بھی گھنٹا یا سنکھ بند کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ اتحاد کی یک طرفہ تالی ان لیڈروں ہی کو نصب ہے۔ ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں اور مجھے تو سخت ضرر کرتا ہے ایک صاحب نے میری دعوت کی با اصرار لے گئے ان کی بھی دعوت تھی میرے ساتھ تشریف لے گئے وہاں دعوت کا یہ سامان تھا کہ چند لوگ گائے

کے کباب بنا رہے تھے اور حلوائی پوریاں اور یہ ہی کھانا تھا۔ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا تو (آپ) گانٹے کے گوشت (کار کے) عادی نہیں اور یہاں کوئی اور چیز موجود نہیں بہتر کہ صاحب خانہ سے کہہ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ میری عادت نہیں، وہی پوریاں کباب کھائے۔ اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا۔

مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اترتا، اور اسی پر اکتفا کرتا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قرأت سِر یہ بھی میسر نہ تھی۔ سنتیں بھی کسی کی اقتدا کر کے ادا کرتا۔ اس وقت مذہب حنفی میں عدم جواز قرأت خلف الامام کا یہ نفیس فائدہ مشاہدہ ہوا جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا، بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیں۔ میرے (مولانا حسن رضا خاں صاحب) منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے ان دنوں بریلی میں مرض طاعون بشدّت تھا، ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا، یہ وہی ہے وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کرسکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں نہ مجھے طاعون ہے، نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا، اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دُعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دُعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دُعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط

جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اِسے پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے، مجھے نوعمری میں آشوب چشم اکثر ہو جاتا اور بوجہ مدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر ہوگی کہ رامپور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی، جب سے اب تک آشوب چشم پھر نہ ہوا، اسی زمانہ میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ آنکھ کچھ دبتی ہوئی معلوم ہوئی دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی، دوسری دبی، پھر وہ بھی صاف ہوگئی مگر درد، کھٹک، سرخی کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔ افسوس اس لئے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔

زکام: کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

کُھجلی: کہ اس سے امراض جلدیہ جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔

آشوب چشم: نابینائی کو دفع کرتا ہے۔

اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا کہ ایک اور مرض پیش آیا جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علے الاتصال دیکھتا ہوا، گرمی کا موسم تھا، دن کو اندر کے والان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا، اٹھائیسواں سال تھا، آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا، ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا

کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی۔ بائیں آنکھ بند کر کے دہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا۔ اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوتا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا یہاں اس زمانہ میں ایک ڈاکٹر علاج چشم میں بہت سر برآوردہ تھا، سینڈرسن یا اینڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاذ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے، علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا: کثرت کتاب بینی سے کچھ پیوست آگئی ہے۔ پندرہ دن کتاب نہ دیکھو، مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔ مولوی سید اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر طبابت بھی کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے، فرمایا: مقدمہ نزول آب ہے۔ بیس برس بعد (خدانا کردہ) پانی اتر آئے گا، میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا۔

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا، بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا، ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے، انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے مجھے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے ۔۔۔ معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ الحمد اللہ کہ بیس درکنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھی نہیں بڑھا۔ نہ بعونہٖ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کمی کی، نہ ان شاء اللہ تعالیٰ کمی کروں، یہ میں نے اس لئے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائم وباقی معجزات ہیں جو آج تک آنکھوں دیکھے جا رہے ہیں اور قِیامت تک اہلِ ایمان مشاہدہ کریں گے، میں اگر انہی واقعات کو بیان کروں جو ارشادات کے منافع میں نے خود اپنی ذات میں مشاہدہ کئے تو ایک دفتر ہو مجھے ارشاد حدیث پر اطمینان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہوگا، آخر شب میں کرب بڑھا، میرے دل نے درگاہ الٰہی میں عرض کی: **اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ** کسی نے میرے داہنے کان پر منہ رکھ کر کہا کہ مسواک اور سیاہ مرچیں۔ لوگ باری باری سے میرے لئے جاگتے اُس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اُسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا، وہ مسواک تو سمجھ گئے، گول مرچ کس طرح سمجھیں غرض بمشکل سمجھے، جب یہ دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر چھوڑ دی کہ دانتوں نے بند ہو کر دبالی۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے ڈاڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف یا اذیت محسوس نہ ہوئی، اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیاں جاتی رہیں منہ کھل گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا دو تین روز میں بعونہٖ تعالیٰ بخار بھی جاتا رہا۔

مولف: چونکہ اثنائے گفتگو میں طاعون کا ذکر تھا لہٰذا مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب نے یوں عرض کیا۔

عرض۲۰: غالباً یہ بلائیں کفار جن ہوں۔

ارشاد: ہاں کفار ہیں، حدیث میں ہے: اَلطَّاعُوْنَ وَخْذُاَعدَائِکُمْمِّنْ الْجِنِّ طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے ولہٰذا طاعون زدہ خاص شہداء میں شامل کیا جائے گا۔ (اسی سلسلہ میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ) شیخ محقق عوقی مدنی مجھ سے کہتے تھے کہ حضرت سید محمد یمنی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لائے، دیکھا کہ منبر پر ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے سوا حضرت کے کسی نے نہ دیکھا، آپ نے کچھ تعرض نہ فرمایا، نماز پڑھ کر تشریف لے آئے پھر ظہر کے لئے آئے تو دیکھا کہ ایک جوان بیٹھا ہے، نماز پڑھ کر چلے آئے اور اس سے کچھ نہ کہا، پھر عصر کے لئے گئے تو وہیں منبر پر ایک بوڑھے کو پایا اب بھی کچھ نہ پوچھا اور نماز سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ پھر مغرب کے لئے گئے تو ایک بیل کو وہاں دیکھا اب فرمایا: تو کیا ہے کہ اتنی حالتوں میں میں نے تجھے دیکھا ہے اس نے کہا: میں وبا ہوں، اگر آپ اس وقت مجھ سے کلام کرتے جب میں بچہ تھا تو یمن میں کوئی بچہ باقی نہ رہتا، اور اگر اس وقت دریافت فرماتے جب جوان تھا تو یہاں کوئی جوان نہ رہتا، یونہی اگر اس وقت بات کرتے جب میں بڈھا تھا تو اس شہر میں کوئی بوڑھا نہ رہتا اب آپ نے اس حال میں کہ مجھے بیل دیکھا، کلام فرمایا یمن میں کوئی بیل نہ رہے گا یہ کہہ کر غائب ہو گیا۔ یہ اللہ تعالٰی کی اپنے بندوں پر رحمت تھی کہ آپ نے پہلی تین حالتوں میں اس سے سوال نہ فرمایا، بیلوں میں مرگ عام ہو گئی اگر اس وقت کوئی بیل اچھا بھی ذبح کیا جاتا تو اس کا ایسا خراب ہوتا کہ کوئی کھا نہ سکتا اس میں گندھک کی بُو آتی انہیں سید محمد یمنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ایک صاحبزادے مادرزاد ولی تھے، ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ تشریف رکھی ایک شخص سے کہا لکھ: فُلَان "فِی الجَنَّةِ یعنی فلاں شخص جنت میں ہے۔ یونہی نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا۔ پھر فرمایا لکھ: فُلَان "فِی النَّارِ یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا، آپ نے پھر فرمایا، انہوں نے نہ لکھا آپ نے سہ بارہ ارشاد کیا، انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا، اس پر آپ نے فرمایا: اَنْتَ فِی النَّارِ تو آگ میں ہے، وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے فرمایا: اَنْتَ فِی النَّارِ کہا یا اَنْتَ فِی جَھنم عرض کی اَنْتَ فِی النَّارِ مایا حضرت نے ارشاد فرمایا: میں اس کے کہے کو نہیں بدل سکتا اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی۔ عرض کی دنیا کی آگ پسند ہے، ان کا جل کر انتقال ہوا، حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔

عرض۲۱: حضور میرا بھتیجا پیدا ہوا ہے اس کا کوئی تاریخی نام تجویز فرمادیں۔

ارشاد: تاریخی نام سے کیا فائدہ، نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور بھائیوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے میں نے سب کا نام محمد رکھا یہ اور بات ہے کہ یہی تاریخی نام بھی ہوجائے۔ حامد رضا خاں کا نام محمد ہے اور ان کی ولادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کیعدد بھی بانوے ہیں، ایک دقت تاریخی نام میں ہے کہ اسماء حسنیٰ سے ایک یا دو جن کے اعداد موافق نام عدد قاری ہوں عدد نام دو چند کرکے پڑھے جاتے ہیں، وہ قاری کو اسم اعظم کو فائدہ دیتے ہیں تاریخی نام سے مقدار بہت زیادہ ہوجائے گی مثلاً اگر کسی کی ولادت اس ۱۳۲۹ھ میں ہوئی تو اس کے مطابق عدد کے اسمائے حسنیٰ ۲۶۵۸ بار پڑھے جائیں گے اور محمد نام ہوتا تو ایک سو چوراسی بار، دونوں میں کس قدر فرق ہوا پھر اس نام اقدس کے فضائل میں یہ چند حدیثیں ذکر فرمائیں۔ ایک حدیث میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا، اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔ ایک روایت میں ہے، قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ، ایک روایت میں ہے کہ ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔ ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

عرض۲۲: جوتا پہن کر نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں۔ عالمگیری میں تصریح ہے کہ مسجد میں جوتا پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

عرض:۲۳ غیر مقلدین پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی ہے۔

ارشاد: بعض احکام میں عرف و مصالح کے سبب تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ میں نے خاص اس بارے میں ایک رسالہ مسمّیٰ بنام تاریخی جمال الاجمال لتوقیف حکم الصلوٰۃ بانوال لکھا ہے اور اس کی شرح کمال الاکمال کی ہے (پھر فرمایا) تعظیم و توہین عرف پر مبنی ہے ایک چیز سے ایک زمانہ میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے، دوسرے زمانہ میں نہیں، یا ایک قوم میں ہوتی ہے دوسری میں نہیں۔ مثلاً عرب میں بڑے چھوٹے سب کو صیغہ مفرد سے خطاب ہے، انت قلت: تو نے کہا۔ یہ وہاں کوئی توہین نہیں یا یورپ کا ادب یہ ہے کہ ملاقات معظم کے وقت سر ننگا کرلے اور جُوتا پہنے ہو، اور ہمارے یہاں یہ توہین ہے، ادب اس میں ہے کہ پاؤں ننگے ہوں اور سر پر عمامہ ہو جب ہمارے یہاں یہ دربار بادشاہان مجازی کی توہین ہے تو دربار الٰہی کہ ملک الملوک اور حقیقی شاہنشاہ سچے بادشاہ کا دربار ہے احق بالتعظیم ہے۔

عرض۲۴: ریل گاڑی میں بنچ پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا کر فرض یا وتر پڑھے نماز ہوئی یا نہیں؟ بعض ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد: نہیں کہ قیام فرض ہے اور جب تک عجز نہ ہو ساقط نہیں ہوسکتا، فرض اور وتر اور صبح کی سنتیں یوں نہ ہوسکیں گے۔

عرض۲۵: ریل میں ایسا موقع کم ملتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کی جائے۔

ارشاد: مجھے بڑے بڑے سفر کرنے پڑے اور بفضلہٖ تعالیٰ پنج وقتہ جماعت سے نماز پڑھی۔ قیام اور رکوع تو ریل میں بھی بخوبی ہوسکتا ہے۔ ہاں بعض وقت سجدے میں دقت ہوتی ہے جبکہ قبلہ بنچ کی طرف ہو، وہ یوں ہوسکتا ہے کہ سر کو خم کرکے بنچ کے نیچے کرے صرف تھوڑا سا تکلف کرنا ہوگا مگر اس قدر خم نہ کرے کہ ۴۵ درجے کسی جانب مائل ہوجائے ۴۵ درجے کے قریب تک اجازت ہے ایک خط کے نصف پر دوسرا خط عمود قائم کرو کہ دو زاویہ قائمے بنائے گا، ان دونوں قائموں کی دو خطوں سے تصنیف کرو، یہ ۴۵x۴۵ درجے کے زاویے ہوں گے، فرض کرو خط ج ء سمت قبلہ تو شمال کو ء ہ یا جنوب کو ء ز تک جھکنا مفسد نماز نہیں کہ سمت قبلہ نہ بدلے گی زیادہ میں فساد ہے۔

عرض۲۶: جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں، ان کے اعادہ کی ضرورت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ نادانستگی میں پڑھی ہیں ہاں آئندہ یونہی پڑھنا فرض ہے۔

ارشاد: جہل عدم اعادہ کا سبب نہیں ہوسکتا۔ جہل خود گناہ ہے، ہمارے علماء نے احکام شرعیہ شرق سے غرب تک روشن کردیے اور قرآن عظیم میں فرمایا: فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ تمہیں نہ معلوم ہو تو جاننے والوں سے پوچھو، اب نہ جاننے والے کی غلطی ہے کہ اس نے کیوں نہ پوچھا ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے۔

عرض۲۷: پھر کس قدر کا اعادہ کیا جائے!

ارشاد: اتنی کہ ظن غالب ہوجائے کہ اب باقی نہ رہی ہوں گی۔

عرض۲۸: ایک شخص نے نماز پڑھائی مصلےٰ کج تھا نہ انہوں نے استقبال قبلہ کیا، نہ مصلے ہی کو ٹھیک کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

ارشاد: اگر مصلے کا میلان قبلہ سے ۴۵ درجے کے اندر تھا تو نماز ہوگئی، اور اگر زیادہ تھا تو باطل (پھر فرمایا ۹ بریلی میں اکثر مساجد قبلہ سے دو درجے کی جانب شمال کو ہٹی ہوئی ہیں اور بمبئی کی مساجد دس درجے جانب جنوب اگر شرع مطہر اس کی اجازت نہ دیتی تو لاکھوں نمازیں باطل ہوتیں، (پھر فرمایا) انسان کی پیشانی کے قوسی شکل ہونے میں یہ بھی مصلحت ہے تاکہ یہ آسانی رہے کہ اگر قبلہ سے ۵۴ درجے تک انحراف بھی ہوگا تو بھی پیشانی کے کسی جز سے محاذات ہوجائے گی اگر پیشانی مستوی ہوتی تو یہ بات حاصل نہ ہوتی (انحراف مساجد کی وجہ بیان فرمائی) لوگوں نے یہ سمجھا کہ مغرب کی طرف مُنہ کرکے اس طرح کھڑے ہوں کہ قطب

داہنے شانے پر ہو تو جو جہت محاذی وجہ وہ رہی سمت قبلہ ہے حالانکہ یہ تحقیق نہیں ہے البتہ ہندوستان میں تقریب کے لئے کافی ہے۔

عرض۲۹: عورتوں کی نماز باریک کپڑے سے ہوتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: آزاد عورتوں کو سر سے پاؤں تک تمام بدن کا چھپانا فرض ہے مگر چہرہ یعنی پیشانی سے ٹھوڑی تک اور ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک (جس میں سر کے بالوں کا کوئی حصہ داخل نہیں نہ ٹھوڑی کے نیچے کا) یہ تو بالاتفاق نماز میں چھپانا فرض نہیں اور گٹوں تک دونوں ہاتھ ٹخنوں تک دونوں پاؤں۔ ان میں اختلاف روایات ہے، ان کے سوا اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ نماز میں قصدًا کھولے اگرچہ ایک آن کو یا بلاقصد بقدر ادائے رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی دیر تک کھلا رہے تو نماز نہ ہوگی، اور باریک کپڑے جن سے بدن نظر آئے یا رنگت دکھائی دے یا سر کے بالوں کی سیاہی چمکے تو نماز نہ ہوگی!

مولف: ایک صاحب جن کا میلان قدرے وہابیت کی طرف تھا انھوں نے علمِ غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سوال فرمایا تو فرمایا:

ارشاد: کیا آپ مطلق علم غیب کو پوچھتے ہیں یا علم ماکون، جیسا سوال ہو اس کے مطابق جواب دیا جائے۔

عرض۳۰: میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے افضل واعلیٰ جانتا ہوں اور حضور کو روشن ضمیر مانتا ہوں مگر یہ کہ وہ دلوں کی بات جانتے ہیں یہ نہیں مانتا۔

ارشاد: روشن ضمیر ہونے کے تو یہی معنے ہیں کہ دلوں کی حالتیں جانیں (پھر اس کے ثبوت کی طرف توجہ فرمائی) قرآن عظیم فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ "اے عام لوگو اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے۔ ہاں اپنے رسولوں کو چن لیتا ہے جسے چاہے۔" اور فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ تعالیٰ علم غیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط فرمادیا۔ (اس کے بعد ارشاد فرمایا) کہ علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اوروں سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔ اصحاب صحیح بخاری ومسلم نے روایت کی: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ" وَاللّٰهُ يُعْطِيْ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی

ساری سلطنت دکھاتے ہیں اور لفظ نُری استمرار و تجدد پر دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ کھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مکرر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت، حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا مگر باطن اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْ ھٰذِہِ الْعَقِیْدَۃِ الْبَاطِلَۃِ اور لفظ کذٰلک تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے شبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمیوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یونہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: وماھو علی الغیب بضنین یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں اور ظاہر کہ بخیل وہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہلائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو نفی کا کیا مفاد ہوا، لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں اور فرماتا ہے نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کر دینے کے لئے اتاری۔ تبیانا ارشاد فرمایا بیانا نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیا اس طرح پر ہے کہ اصلا خفا نہیں اور میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔ حَتّٰی کِدْنَا اَنْ نَّرَاَی الشَّمْسَ یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع ہو کر آئے، اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے، اور نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا۔ اس نماز میں عبد درگاہِ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی۔ قَالَ یَامُحَمَّدُ، فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلیٰ اس نے فرمایا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں: فَقُلْتُ لَا اَدْرِیْ میں نے عرض کی میں بے تیرے بتائے کیا جانوں، فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ تو رب العزت نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے پر ہر چیز روشن ہوگئی۔ اور میں نے پہچان لی صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی وہابی صاحب کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شے سے مراد ہے شے متعلق بشرائع ہے بلکہ

ایک روایت میں فرمایا مَافِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور دوسری روایت میں فرمایا فَعَلِمْتُ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اور میں نے جان لیا جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لیا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے پیشِ نظر نہیں اور کبھی شے پیشِ نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو، وہ سب تمہارے پیشِ نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیشِ نظر بھی ہوگئیں اور ہم نے پہچان بھی لیا کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج والحمدللّٰہ رب العلمین۔ مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل وناممسوع ہے۔ اللّٰہ عزّ وجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے سے یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری، نبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت ومعرفت، جمیع مکنونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ماکان ومایکون من الیوم الاول الی یوم الآخر و جملہ ضمائر وخواطر سب کچھ داخل والہذا طبرانی ونعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہم نے عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَانْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَاھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّی ھٰذِہٖ بیشک اللّٰہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو اور حضور کے صدقہ میں اللّٰہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا، ایک بزرگ فرماتے ہیں: وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔ انہوں نے سچ فرمایا: اپنی مرتبہ کا اظہار کیا، ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملت والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا: میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش برادر ہیں اعنی حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعًا   کخرد لۃ علی حکم اتصال

یعنی میں نے اللّٰہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا

اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال یہی حکم ہے، اور فرماتے ہیں: ان بؤبؤۃ عینی فی اللوح المحفوظ میری آنکھ کی پتلی لوحِ محفوظ میں لگی ہے۔ لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُلُّ صَغِیْرٍ

وَ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے: لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے روز آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو، بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

عرض ۳۱: ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے۔

ارشاد: مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں دو مثل تک رہتا ہے اور یہ ہی قول اصح ہے۔

عرض ۳۲: اگر ایک مثل کے اندر ظہر پڑھی جائے اور بعد دو مثل عصر تو بہتر ہوگا کہ سب اقوال جمع ہو جائیں گے۔

ارشاد: ہاں اچھا ہے امام وصاحبین کے قول جمع ہو جائیں گے، تمام اقوال علماء کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعد مثلین کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

مولوی امجد علی صاحب: ظہر میں تاخیر، گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدت حر جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا:

اِبْرِدُوْا[1] بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

([1] ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس ہے۔)

ارشاد: ہاں ایک مثل تک تو ہر گز حر میں کمی نہیں ہوتی، یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث امام کی اعلیٰ دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا۔ بخاری کی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے مؤذن اذان کہہ کر حاضرِ بارگاہ ہوئے، فرمایا: ابرد وقت ٹھنڈا کرو، پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا: ابرد وقت ٹھنڈا کرو حَتّٰى سَاوَى الظِّلَالُ التُّلُوْلَ یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے اس وقت نماز ادا فرمائی۔ خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر ظہر کا وقت نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا یقیناً جبکہ مثل اول دیر کا نکل چکا ہو قائلان مثل اول کے پاس اس حدیث کا صحیح اصلاً کوئی جواب نہیں۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اس کا رد و میری کتاب حاجز البحرین میں دیکھئے۔

عرض ۳۳: اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی؟

ارشاد: ہاں صاحبین کے نزدیک ہو جائے گی۔

عرض۳۴: کیا اعادہ واجب نہ ہوگا؟

ارشاد: فرض نہ ہوگا کہ اس قول پر بھی فتوٰی دیا گیا ہے اگر چہ صحیح ومعتمد قول امام ہے۔

عرض۳۵: تو کیا تمام مسائل اختلافیہ کا یہ ہی حکم ہے؟

ارشاد: نہیں بلکہ جس میں اختلاف فتوٰی ہے اس کا یہ ہی حکم ہے کہ جس قول پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا اور چونکہ اس میں علماء دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں قولوں پر فتوٰی دیا ہے لہٰذا جس پر عمل کیا جائے گا ہو جائے گا مگر جو معتقد ترجیح قول امام ہے اسے احتراز چاہئے حرمین طیبین میں اب کچھ برسوں سے حنفی مصلے پر نماز عصر مثل ثانی میں ہونے لگی ہے۔ صبح کے سوا سب نمازیں پہلے مصلائے حنفی پر ہوتیں، شافعیہ نے شکایت کی کہ ہمارے لئے وقت عصر ہمارے مذہب کی روح سے تنگ ہو جاتا ہے اس پر تو یہ ہوا نہیں کہ نماز عصر مثل صبح مؤخر کردی جائے، رکھی مقدم اور مثل دوم میں کردی۔ اس بار کی حاضری میں یہ نئی بات دیکھی، میں اور مکہ معظمہ کے جلیل علماء حنفیہ مثل مولانا شیخ صالح کمال مفتی حنفیہ ومولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب حرام اس جماعت میں شریک ہوتے تو نفل کی نیت سے پھر حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔

عرض۳۶: جمعہ اگر عین زوال کے وقت پڑھا جائے تو ہوگا یا نہیں؟

ارشاد: نہیں کتب فقہ بحر وغیرہ میں تصریح فرمائی کہ جمعہ مثل ظہر ہے۔

عرض۳۷: زوال کے وقت نماز کی کراہت اس بنا پر ہے کہ جہنم روشن کیا جاتا ہے اور یہ حدیث میں ہے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکایا نہیں جاتا لہٰذا چاہئے کہ زوال کے وقت مکروہ نہ ہو کہ مانع موجود نہیں۔

ارشاد: یہ اس وقت نوافل کی کراہت میں جاری ہو سکتا ہے فرائض کے تو اول وآخر وقت مقرر ہیں، اول سے پہلے باطل اور آخر کے بعد قضا مثلاً نماز صبح کا اول وقت طلوع فجر ہے اس سے پہلے شروع کی تو نماز قطعاً نہیں ہوگی نہ یہ کہ اُسے جائز کہہ دیں کہ وہ وقت کراہت نماز کا نہیں، یوں ہی جمعہ کے دن جہنم نہ سلگائے جانے سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ وہ اوقات کراہت سے نہ رہا نہ یہ کہ جمعہ جس کا آغاز وقت بعد زوال ہے پیش از وقت جائز ہو جائے، ہاں دربارہ نوافل اسی حدیث کی بنا پر امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے روز جمعہ وقت زوال کراہت نہ مانی اشباہ میں اسے صحیح ومعتمد رکھا۔ مگر یہ حاوی قدسی سے ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ صاحب حاوی ویوسفی المذہب ہیں ہر جگہ قول امام ابو یوسف کو بہ نأخذ کہتے ہیں ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مذہب جس پر تمام متون وشروح میں اطلاق منع ہے اور یہ ہی صحیح معتمد ہے!

مولف: آج حضرت مولانا مولوی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ (جن کو اعلٰی حضرت مدظلہ الاقدس نے الاسد

الاسد الاشد سے مخاطب فرمایا تھا) اور جناب مولانا مولوی حمد اللہ صاحب پیشاوری بھی دولت کدۂ اقدس پر مہمان ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے، یہ حضرات اور حضرت قبلہ دامت برکاتہم کھانا ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ مولانا مولوی حکیم امجد علی صاحب بھی حاضر اور شریک طعام ہیں۔ بریلی کے پانی کی نفاست کا ذکر ہوا، اس پر:

ارشاد ہوا کہ پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے قرآن عظیم میں جابجا بندوں پر منت رکھی اور ایک جگہ خاص اس پر شکر کی ہدایت فرمائی: اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ کیا تم نے دیکھا یہ پانی تم جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادلوں سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے (بلا کہ تو اے رب ہمارے) ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے (تیرے وجہ کریم کے لئے ہمیشہ حمد ہے اے رب ہمارے)۔

حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پینے پہننے کی کوئی چیز کسی سے طلب نہ فرمائی مگر ٹھنڈا پانی دو بار طلب فرمایا، ایک بار فرمائش کی: رات کا باسی لاؤ۔ میں نے مدینہ طیبہ سے بہتر پانی کہیں نہ پایا۔ خدام کران حاضرینِ بارگاہ کے لئے زورقوں میں پانی بھر کر رکھتے ہیں گرمی کے موسم میں اس شہر کریم کی ٹھنڈی نسیمیں اتنا سرف کر دیتی ہیں کہ بالکل برف معلوم ہوتا ہے۔ عمدہ پانی کی تین صفتیں ہیں اور وہ تینوں اس میں اعلیٰ درجہ پر ہیں: ایک صفت یہ کہ ہلکا ہو اور وہ پانی اس قدر ہلکا ہے کہ پیتے وقت حلق میں اسکی ٹھنڈک تو محسوس ہوتی ہے اور کچھ نہیں اگر خنکی نہ ہو تو اس کا اترنا بالکل معلوم نہ ہو، دوسری صفت شیرینی وہ پانی اعلیٰ درجہ کا شیرین ہے۔ ایسا شیریں میں نے کہیں نہ پایا تیسری خنکی۔ یہ بھی اس میں اعلےٰ درجہ پر ہے میری عادت ہے کہ کھانا کھاتے میں پانی پیتا ہوں کھانا مکان پر کھایا جائے اور وہ جانفزا پانی مسجد کریم میں، لہٰذا کھانا کھاتے میں پانی نہ پیتا۔ کھانے کے بعد مسجد کریم میں بہ نیت اعتکاف حاضر ہوتا اور اس عطیہ سرکاری سے دل وجان سیراب کرتا، اعتکاف تو ہر مسجد کی حاضری میں ہمیشہ ہوتا ہی ہے۔ پانی کے لئے اس کی منفعت یہ ہے کہ غیر معتکف کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں۔

عرض ۳۸: کھانے پینے کے لئے اعتکاف جائز ہے۔

ارشاد: اعتکاف صرف ذکر الٰہی کے لئے کیا جائے، بالتبع اس کے منافع اور ہو سکتے ہیں مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے: صوموا تصحّوا : روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے، تو یہ نہیں ہو سکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے، بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا اور تندرستی کی منفعت بھی اس سے تبعاً حاصل ہو گی۔ پھر اسی حدیث میں فرمایا: حجّوا تستغنوا :حج کرو غنی ہو جاؤ گے، تو یہ نہیں کہ حج مال کی نیت سے کیا جائے بلکہ حج اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا، اور یہ نفع بھی ضمناً ملے گا تو جس طرح یہ دونوں اللہ

ہی کے لئے اور صحت وغنا ان کے ضمنی منافع اسی طرح اعتکاف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا اور کھانے پینے کا جواز نفع بالتبع ۔۔۔
فتاویٰ عالمگیری میں وغیرہ میں اگر مسجد میں سونا چاہے اعتکاف کی نیت کرلے کچھ دیر ذکر الٰہی میں مشغول رہے پھر جو چاہے کرے۔

کھانے کے بعد ڈاک نکالنے کا حکم فرمایا، ڈاک نکالی گئی، مولانا مولوی امجد علی صاحب نے خطوط سنانا شروع کئے، جواب فرماتے جاتے مولانا لکھتے جاتے۔ ان میں ایک خط حضور سیّد شاہ نور عالم میاں صاحب صاحبزادہ سرکار خورد مارہرہ مطہرہ کا تھا۔ انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک مسئلہ حل طلب ہے۔ شرم اس بات کی ہے کہ کوئی دینی مسئلہ جس میں مجھے ثواب ملتا اور آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہوتا۔ میں دریافت کرتا، سو یہ دینی مسئلہ نہیں کوئی سوال آپ کے شایانِ شان ہوتا تو بھی مجھ کو پس وپیش نہ تھا۔ جو بات دریافت کرتا ہوں وہ بھی آپ کے مرتبہ علیا سے بہت دون وادون ہے، بہرحال آپ ہی ایسے ہیں کہ فن کے اکمل ومکمل آپ سے فیضیاب ہوسکتے ہیں لہٰذا بوجود اعتقاد وامید وثوق سودا کا مطلع کہ اس وقت زیر بحث اعزا ہے اور مجھ سے دریافت کیا گیا ہے پیش کرتا ہوں ۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ہرچند اس ناچیز سوال میں آپ کے ہمایوں ساعات کو تلف کرنا بہت گستاخی مگر کیا کریں آپ ہی ایسے ہیں جوان مشکلات کو بھی حل فرمائیں۔ میں تو آپ کو ہر فن میں امام اور اعلم الاعلام خیال کرتا ہوں۔ خداوند کریم آپ کے وجود مسعود باجود کو زندہ سلامت وباخیریت رکھے۔ **انه علی کل شیٔ قدیر ط وبِالاجابة جدیر** اس شعر کی شرح مختصر اور تھوڑی ترکیب عبارت سے خلاصہ اور نتیجہ مطلب خیز بذریعہ کسی طالب علم صاحب کے افادہ فرمایا جائے۔ ہم سب لوگ آپ ہی کے ارشاد وحل مطلب پر نظر کررہے ہیں ایک علی حزیں کا مطلع توحید جس کو بڑے بڑے ذہین وسخن سنج نہ حل کرسکیں گے پہلے آپ نے آن کی آن میں حل فرمایا تھا، یہ تو اس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے بہرحال متوقع ہوں کہ جواب سے مسرور ومفخر فرمایئے فقط۔

مولانا امجد علی صاحب: حضور اس کا کیا مطلب ہے۔

ارشاد: بہت آسان اور ظاہر ہے، اچھا اس کا جواب لکھئے اور اسی ڈاک سے روانہ فرمادیجئے۔

مولف: پھر حضرت قبلہ مدظلہ الاقدس نے یہ جواب لکھوا کر روانہ فرمایا: بشرف ملاحظہ حضرت والا دامت برکاتہم،
ظاہر مطلب شعر جہاں تک شاعر نے مراد لیا ہوگا صرف اتنی مناسبت دیکھ لینا ہے کہ دانہ سلیمانی میں جس کی تسبیح عباد وزہاد رکھتے ہیں، شکل زنار موجود ہے اور اس کا رکھنا تمغائے فقر قرار پایا ہے، شاعر کہ مذہباً سُنی نہ تھا اور بدگمانی تمغائے شعراء ہے غالباً اس سے زائد کچھ نہ سمجھا ہوگا اور ایک بے ہودہ معنی تھے مگر اتفاقاً اس کے قلم سے ایک ایسا لفظ نکل گیا جس نے اس شعر کو بامعنی وپرمغز کردیا وہ

کیا یعنی لفظ ثابت زنار کہ کفار باندھتے ہیں زنار زائل ہے کہ ایک جھٹکے میں ٹوٹ سکتا ہے اور دانہ سلیمانی میں اس کی تصویر ثابت ہے کہ جب تک دانہ رہے گا، قائم رہے گی۔ یوں ہی کفر دو قسم ہے ایک کفر زائل جو کفر کفار ہے اور جس کی سزا خلود فی النار ہے۔ ہر کافر موت کے بعد اس سے باز آتا ہے۔ قال تعالیٰ (اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرائے کہ ان سے ان کی عزت ہو، ہرگز نہیں عنقریب ان کی عبادت سے کفر کریں گے، اور ان کے مخالف ہیں۔)

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۙ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا

دوسرا کفر ثابت جو ابد الآباد تک قائم رہے گا جسے علمائے دین نے جز ایمان فرمایا ہے جسے قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی قوم سے فرمایا: اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ہم بیزار ہیں تم سے اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں سے ہم تم سے کفر و انکار رکھتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے: جب مینھ برستا ہے اور مسلمان کہتا ہے ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے مینہ ملا۔ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے: مومن بی و کافر بالکوکب مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور پچھتر سے کفر و انکار۔ الحمد للہ طاغوت و شیطان و بت و جملہ معبودان باطل کے ساتھ مسلمانوں کا یہ کفر و انکار ابد الآباد تک قائم رہے گا بخلاف کفر کفار کے کہ اللہ و رسول سے ان کا کفر قیامت بلکہ برزخ بلکہ سینے پر دم آتے ہی جس وقت ملائکہ عذاب کو دیکھیں گے زائل ہو جائے گا مگر کیا فائدہ وَالْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ اب معنی واضح ہو گئے کہ جو کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمان بلکہ جز و ایمان ہے بخلاف کفر زائل والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی وقت صحیفہ شریفہ ملا۔ فوری جواب حاضر ہے۔

مولف: اس وقت وہ حافظ صاحب حاضر ہیں، جنہوں نے اس وہابی شخص کو پیش کیا تھا جس نے مسئلہ غیب دریافت کیا تھا۔

عرض ۳۹: حضور وہ شخص جب یہاں سے گیا تو راستہ ہی میں کہنے لگا کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم کی باتیں میرے دل نے قبول کر لیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ اب میں ان کا مرید ہوں گا۔

ارشاد: دیکھو نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے، اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی۔ جن لوگوں کے عقائد مذبذب ہوں ان سے نرمی برتی جائے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں، یہ جو وہابیہ میں بڑے بڑے ہیں ان سے بھی ابتداء بہت نرمی کی گئی۔ مگر چونکہ ان کے دلوں میں وہابیت راسخ ہو گئی تھی اور مصداق ثم لا یعدون: حق نہ مانا اُس وقت سختی برتی گئی کہ رب عزوجل فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر سختی کرو ان پر، اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے: وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً لازم ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں۔

ایک شخص خدمت حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! میرے لئے زنا حلال فرمادیجئے۔ صحابہ کرام نے اسے قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے۔ حضور نے منع فرمایا وراس سے فرمایا: قریب آؤ، وہ قریب حاضر ہوا، اور قریب فرمایا یہاں تک کہ اس کے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے۔ اس وقت ارشاد فرمایا: کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ، فرمایا: تیری پھوپھی سے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تیری خالہ سے عرض کی نہ، فرمایا: تیری بیٹی سے عرض کی نہ، فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں یا بیٹی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ ہوگی۔ یعنی جو بات اپنے لئے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لئے کیوں پسند کرتا ہے۔ دستِ اقدس اس کے سینہ پر مار کر دعا فرمائی کہ الٰہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبغوض نہیں۔ اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میری تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں، جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں نکلتا ہوں، سبز گھاس کا ایک مٹھا لے کر چمکاتا ہوا اُونٹ کے قریب گیا اور اُسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا فرمایا اس وقت تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

عرض ۴۰: حضور میرے کچھ روپے ایک شخص پر ہیں وہ نہیں دیتے۔

ارشاد: اس زمانہ میں قرض دینا اور یہ خیال کرنا کہ وصول ہو جائے گا، ایک مشکل خیال ہے، میرے پندرہ سو روپے لوگوں پر قرض ہیں۔ جب قرض دیا، یہ خیال کر لیا کہ دے دیئے تو خیر ورنہ طلب نہ کروں گا۔ جن صاحبوں نے قرض لیا دینے کا نام نہ لیا (پھر خود ہی فرمایا) جب یوں قرض دیتا ہوں تو ہبہ کیوں نہیں کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: جب کسی کا دوسرے پر دین ہو اور اس کی میعاد گزر جائے تو ہر روز اسی قدر روپیہ کی خیرات کا ثواب ملتا ہے جتنا دین ہے۔ اس ثواب عظیم کے لئے میں نے قرض دیئے ہبہ نہ کئے کہ پندرہ سو روپے روز میں کہاں سے خیرات کرتا۔

عرض ۴۱: حضور حافظ کتنوں کی شفاعت کرے گا سنا گیا ہے کہ اپنے اعزاء سے دس شخصوں کی۔

ارشاد: ہاں اور اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس سے مشرق سے مغرب تک روشن ہو جائے اور شہید پچاس شخصوں کی، حاجی ستر کی، اور علماء بے گنتی لوگوں کی شفاعت کریں۔ کوئی کہے گا میں نے وضو کے لئے پانی دیا تھا، کوئی کہے گا: میں نے فلاں کام کر دیا تھا۔ لوگوں کا حساب ہوتا جائے گا اور وہ جنت کو بھیجے جائیں گے، علماء کا حساب کب کا ہو چکا ہوگا اور وہ روکے جائیں گے، عرض کریں گے: الٰہی لوگ جا رہے ہیں ہم کیوں روکے گئے ہیں، فرمایا جائے گا تم آج میرے نزدیک فرشتوں کی مانند ہو، شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت سے لوگ بخشے جائیں۔ ہر سُنی عالم سے فرمایا جائے گا اپنے شاگردوں کی

شفاعت کروا گرچہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔

عرض ۴۲: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اقدس کیا ہے؟

ارشاد: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم ذات دو ہیں: کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کئے اور میں نے چھ سو اور ملائے۔ کل چودہ سو ہوئے اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔

عرض ۴۳: یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

ارشاد: ہاں۔

عرض ۴۴: ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لئے کہ ہر جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک خاص تجلی ہے۔ جس جگہ جس صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

ارشاد: یہ بھی ہے (اس کے بعد بیان فرمایا) انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں، جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کررہی ہیں، اگرچہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے، اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف میں تھیں، نکال ڈالیں مگر جس امر کو اللہ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کرسکتا ہے، بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انہیں سوجھتی نہیں علیٰ ہذا القیاس تورات وزبور میں۔

مولف: ایک صاحب شاہجہانپور سے حاضر خدمت ہوئے انہوں نے عرض کی میں نے سنا ہے اور بعض دیوبندیوں کی کتابوں میں بھی دیکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جناب اللہ تعالیٰ کے علم کریم کے برابر فرماتے ہیں مگر چونکہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے میں نے چاہا کہ حضور کا شرف ملاقات حاصل کرکے اُس سے عرض کروں اور جو کچھ حضور اس کے بارے میں خیال ہو دریافت کروں۔

ارشاد: اس کا فیصلہ قرآن عظیم نے فرمادیا: **فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ** جو میرے عقائد ہیں وہ میری کتابوں میں لکھے ہیں، وہ کتابیں چھپ کر شائع ہوچکی ہیں کہیں اس کا کچھ نام نشان ہو تو کوئی دکھائے۔ ہم اہل سنت کا مسئلہ علمِ غیب میں یہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب دیا[1] (۱ قرآن کریم کی بکثرت آیات کریمہ مثل وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما اور بہت احادیث شریفہ مثلاً فتجلی لی کل شئ وعرفت نیز کثیر اقوال ائمہ سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حضور کو علم غیب عنایت ہوا تفصیل کے لئے خالص الاعتقاد وانباء المصطفٰے الدولۃ المکیۃ مالئی الجیب وغیرہ رسائل شریفہ امام اہل سنت مجدد المأۃ الحاضرۃ دامت برکاتہم ملاحظہ ہوں۔) حضور

عنایت فرمایا۔رب عزوجل فرماتا ہے: وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔تفسیر معالم وتفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیوں کا یہ خیال ہے کہ کسی غیب کا علم حضور کو نہیں، اپنے خاتمہ[1] (1 حضور کو معاذ اللہ اپنے خاتمہ کا بھی علم نہیں اور دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں اور حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے اور شیطان کا علم وسیع ہے اپنے خاتمہ کا علم نہ ہونا دہلی کے ایک وہابی نے کہا تھا باقی سب کفریات براہین قاطعہ میں ہیں۔ مؤلف غفرلہ) کا بھی علم نہیں، دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں بلکہ حضور کے لئے علم غیب کا ماننا شرک ہے اور شیطان کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے اور اللہ کے دیئے سے بھی حضور کو علم غیب حاصل نہیں ہوسکتا۔ برابری تو درکنار، میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین وآخرین کا علم جمع کا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی، متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہے۔

عرض:۴۵ صدقہ کا جانور بلا ذبح کے کسی مصرف صدقہ کو دے دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر صدقہ واجبہ ہے اور وجوب خاص ذبح کا ہے تو بے ذبح ادا نہ ہوگا۔مگر اس حالت میں کہ ذبح کے لئے وقت معین تھا جیسے قربانی کے لئے ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں بارہویں اور وقت نکل گیا تو اب زندہ تصدق کیا جائے گا۔

عرض۴۶: عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ، نانا نانی، دادا دادی، ماموں چچا وغیرہ کھائیں یا نہیں؟

ارشاد: سب کھاسکتے ہیں كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَائْتَجِرُوْا عقود الدریہ میں ہے احكامها احكام الاضحية

عرض۴۷: کیا محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

ارشاد: نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

عرض۴۸: زید کی ربیبہ لڑکی کا نکاح زید کے حقیقی بھائی سے ہوسکتا ہے؟

ارشاد: ہاں جائز ہے۔

عرض۴۹: کیا عدّت کے اندر بھی نکاح ہوسکتا ہے؟

ارشاد: عدّت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے۔

عرض۵۰: اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت میں نکاح پڑھائے گا تو اس کے لئے کیا حکم ہے، اس پڑھانے والے کے نکاح میں تو کچھ فرق نہ آئے گا اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور اس پر کچھ کفارہ بھی لازم ہوگا یا نہیں اور اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوئے ان کی نسبت بھی ارشاد ہو پیش امام نے اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، اب مجھے مسلمان معاف فرمائیں۔مگر ایک

مولوی صاحب نے اس سے کہہ دیا کہ تم کہہ دو" مجھے اطلاع نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھادیا، ان صاحب کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

ارشاد: جس نے دانستہ عدّت میں نکاح پڑھایا اگر حرام جان کر پڑھایا، سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس سے اپنا نکاح نہ گیا اور اگر عدت میں نکاح حلال جانا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور اسلام سے خارج ہوگیا، بہر حال اس کی امامت جائز نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے، یہی حکم شریک ہونے والوں کا ہے، و نہ جانتا تھا کہ نکاح پیش از عدت ہورہا ہے اس پر الزام نہیں اور جو دانستہ شریک ہوا، اگر حرام جان کر تو سخت گناہ گار ہوا اور حلال جانا تو اسلام بھی گیا اور وہ شخص جس نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی سخت گناہ گار ہوا، اس پر توبہ فرض ہے۔

عرض ۵۱: ہندہ کے نکاح ورخصت کو دو سال ہوئے۔ رخصت کے بعد صرف چودہ پندرہ روز شوہر کے گھر رہی پھر اپنے میکے چلی آئی، جسے نہ شوہر بلاتا ہے نہ روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہندہ کا مَہر نصف معجّل اور نصف مؤجل ہے، اب شرعاً وہ نصف معجّل اور نان و نفقہ مل سکتا ہے۔

ارشاد: ہاں نصف معجّل کا ابھی یا جب چاہے دعویٰ کرسکتی ہے اور اگر وہ شوہر کے ہاں جانے سے انکاری ہو کر نہ بیٹھی بلکہ وہاں جانا چاہتی ہے اور شوہر نہیں آنے دیتا تو نان ونفقہ کی بھی مستحق ہے، مگر جتنا زمانہ گزر گیا اس کا دعویٰ نہیں کرسکتی جب تک کچھ ماہوار مقرر نہ ہوگیا (پھر ایک استفتاء پیش ہوا) کہ زید نے اپنی عورت کو طلاق دی، دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کرلیا، ابھی عدت نہ گزری تھی، آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں، اور اگر نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور وہ حرام کا مرتکب ہوا، اب ہم برادری والے اس پر جرمانہ ڈالنا چاہتے ہیں، شریعت کیا حکم دیتی ہے ہم اسے سزا بھی دینا چاہتے ہیں جو شرع فرمائے وہ سزا ہم اسے دیں یا اسے برادری سے جدا کردیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلادیں۔

ارشاد: وہ نکاح نہیں ہوا، حرام محض ہوا، اور مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں، نہ مانیں تو برادری والے انہیں قطعاً برادری سے خارج کردیں، ان سے میل جول، بول چال، نشست برخاست یک لخت ترک کردیں، اس کے سوا یہاں اور کیا سزا ہو سکتی ہے اور جبراً کھانا ڈالنا یا جرمانہ لینا جائز نہیں۔

عرض ۵۲: ہمارے یہاں اب یہ رواج ہو چلا ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین بھمراہی وکیل نہیں جاتے اور قاضی بوکالت وکیل اور حاضرین کی شہادت سے نِکاح پڑھا دیتا ہے یہ امر عندالشرع محمود ہے یا مردود، نیز مذہب حنفی میں اس طور پر نکاح صحیح بھی ہوگا یا نہیں کیا وکیل کو اپنے ساتھ دو شاہد رکھنا اور ان گواہوں کا عورت کی اجازت سُنتا ضروری نہیں، اگر بطریق اول نکاح ہوا تو سب گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں۔

ارشـــاد: وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں اگر واقع عورت نے وکیل کو اذن دیا، اور اس نے نکاح پڑھا دیا، نکاح ہوگیا، ہاں اگر عورت انکار کرے گی کہ میں نے اذن نہ دیا تھا تو حاکم کے یہاں گواہی کی ضرورت ہوگی۔

یہ تو کوئی غلطی نہیں ہاں یہ ضرور غلطی ہے کہ وکیل ہوتا ہے کوئی اور نکاح پڑھاتا ہے دوسرا مذہب صحیح وظاہر الروایۃ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا۔ اس میں بہت دقتیں ہیں، جن کی تفصیل میرے فتاوے میں ہے لہٰذا یہ چاہئے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہو اسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لیا جائے۔

عرض۵۳: حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعًا کیا حکم رکھتا ہے؟

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج ومعمول ہیں سب ناجائز وحرام ہیں۔

عرض۵۴: حضور ولیمہ کا کھانا شریعت کے کس حکم میں داخل ہے اور اس کا تارک کیسا ہے؟

ارشاد: ولیمہ بعد زفاف سنت ہے اور اس میں صیغہ امر بھی وارد ہے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ارشاد فرمایا: **اَوْلِم وَلَو بِشَاۃٍ** ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی دُنبہ یا اگرچہ ا (ا پہلے معنے ایک دنبہ کی قلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی زیادہ نہ ہو تو ایک ہی دنبہ سہی دوسرے معنے اس کی کثرت پر یعنی اگرچہ پورا دنبہ صرف کرنا پڑے۔) ایک دنبہ دونوں معنی متحمل ہیں اور اول اظہر۔

عرض۵۵: جس شہر کے لوگوں میں سے ایک بھی ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ نکاح سے پہلے اول روز جیسا رواج ہے کھلا دیتا ہے تو ان سب کے لئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: تارکان سنت ہیں مگر یہ سنن مستحبہ ہے تارک گناہ گار نہ ہوگا، اگر اُسے حق جانے۔

عـرض۵۶: حضور اگر ہندہ بوقت شیر خوارگی عمرو پسر خود بکر کو مدت رضاعت کے اندر اپنا دودھ پلائے، اس کے بعد ہندہ کے تین لڑکے سعید، فاضل، سلیم پیدا ہوئے تو اب بکر کی لڑکی سے سلیم کا نکاح جو عمرو کا برادرِ حقیقی ہے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: بکر کی لڑکی ہندہ کی اگلی پچھلی سب اولاد کی حقیقی ۲ (۲ تمام نسخوں میں عبادت ہوں ہی ہے لیکن بجائے حقیقی کے رضاعی کا لفظ ہونا چاہئے۔ عبدالستار نظامی) بھتیجی ہے اور باہم مناکحت حرام قطعی۔

عرض۵۷: زید وبکر آپس میں چچا زاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھی، زید کے حقیقی چھوٹے بھائی کا بکر کی حقیقی چھوٹی ہمشیرہ سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: جائز ہے۔

مولف: تحفہ حنفیہ کی جلد پیش نظر تھی، اس میں یہ مکالمہ ملا، خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کرلیا جائے کہ نہایت مفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقت چاشت جناب سیّد محمد شاہ صاحب صدر دوم ندوہ ابن مولوی سیّد حسن شاہ محدث رامپوری مع گرامی جناب سیّد نوشہ میاں صاحب وجناب مولوی سیّد محمد نبی صاحب مختار وجناب تصدّق علی صاحب وکیل۔ صاحب حجت قاہرہ مجدد مأتہ حاضرہ حامی اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدر دوم ندوہ ہیں۔

جو الفاظ دوخط ہلالی کے اندر ہوں وہ فقیر محرر سطور کے ہیں۔

میاں صاحب: (بعد سلام ومصافحہ وباہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حسن شاہ محدث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد: جناب میں ان کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب: میں بالقصد ایک بات آپ سے گذارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی۔

ارشاد: میں حاضر ہوں جو فہم قاصر میں آئے اُسے گذارش بھی کروں گا، اگرچہ رای العلیل علیل۔

میاں صاحب: میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بُرا کہنا نہ چاہئے اس لئے کہ صائب نے کہا ہے۔

دھن خویش بدشنام میالا صائب کیں زر قلب بھر کس کہ وھی باز وھد

رسالہ سَل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجد یہ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ نصیحت کے بنا پر تھی۔

ارشاد: بہت بجا فرمایا جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فرق اہل سنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو بُرا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہئے۔

میاں صاحب: کچھ اختلافات فروعی کی قید نہیں زمانہ رسالت میں دیکھئے۔ منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے، نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں ساتھ بیٹھتے شریف رہتے۔

ارشاد: ہاں صدر اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا تھا کہ (ندوے کا سا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دیگا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔ قال اللہ تعالیٰ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعے کے

دن علیٰ رؤس الاشھاد حضور اقدس سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا: اخرج یافلان فانّک منافق
اے فلاں تو منافق ہے، نکل جا اخرج یافلان فانك منافق اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔
(یہ حدیث طبرانی وابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی) مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے
جنہیں رب العزۃ عزجلالہ رحمۃ' العالمین فرماتا ہے، جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔

میاں صاحب: دیکھئے فرعون کے پاس جب موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کو بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: قولا لہ' قولًا لیّنا اس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد: مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: اَیُّھَاالنَّبِی جاھِدِ الکفار و الْمُنٰفِقِیْنَ وَاغلظ عَلَیْھِمْ
اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت و سختی کر۔ یہ انہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے: اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ بے شک تو بڑے خلق پر ہے تو معلوم ہوا کہ مخالفانِ دین پر شدّت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب: میری مراد کافروں سے نہیں (منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے)

ارشاد: جی آپ کی بہر کس تو سب کو عام تھی، خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجئے۔

میاں صاحب: جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجئے کہ میرے فلاں بھائی نے جو یہ بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر ہوتی ہے۔

ارشاد: کفریات بکنے والا بحمد اللہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت کہ میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے شک ہے۔

میاں صاحب: میرے نزدیک ضرور کہنا چاہئے۔

ارشاد: جب دلیل شرعی قائم ہو تو ضرور کہنا چاہئے۔

میاں صاحب: خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے۔

میاں صاحب: یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی ہے مگر عرف میں گمراہ بہت بُرا لقب ہے۔

ارشاد: داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعل حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں، (کہ راہِ سنت جانتا اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے اگرچہ

شامتِ نفس سے اختیار نہ کی) مگر قائل کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب: کوئی قائل کفریات ہو بھی اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسماعیل دہلوی) جس کو عمر خدمت حدیث میں کٹی، قائل کفریات بنادیا۔

ارشاد: سل السیوف آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔

میاں صاحب: ہاں!

ارشاد: میں نے اس میں کافر لکھا ہے۔

میاں صاحب: نہیں کافر نہیں لکھا (الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کردی)

ارشاد: تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمت حدیث مسلم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں قال اللہ تعالیٰ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

میاں صاحب: اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد: جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے یہی لفظ جابجا دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب: یہ کون کہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد: حضرت اُردو زبان ہے، آپ ہی فرمائیے کہ ماننے کے کیا معنے ہیں۔

میاں صاحب: بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی حدیث کیوں پڑھتے۔

ارشاد: یہ آپ اپنی نسبت کہئے اس وقت میں نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔

مولانا حسن رضا خاں صاحب: حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب: بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا۔

ارشاد: کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں۔

میاں صاحب: (انکاری لہجے میں) ہوں۔ کس نے کہا ہے!

ارشاد: اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب: کوئی نہیں بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے گا۔

ارشاد: تقویۃ الایمان چھپی ہوئی موجود ہے، دیکھ لیجئے۔

میاں صاحب: بھلا کوئی رسول کو ایسا کہے ہے۔

ارشاد: جی رسول ہی کی شان میں کہا ہے دیکھ لیجئے نا۔

سید مختار صاحب: جناب میاں صاحب اس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں جن سے دل دُکھتا ہے یہ (اعلیٰ حضرت قبلہ) ان کے سبب جوش میں ہیں۔

میاں صاحب: مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کئے جا، تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد: مولانا قدس سرہٗ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے!

میاں صاحب: جی مولانا نے۔

ارشاد: مثنوی شریف لاؤ۔

مولوی محمد رضا خاں صاحب مثنوی شریف لائے، جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی، میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹادی۔

ارشاد: حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے۔

میاں صاحب: (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے: ع

گہہ شہیدے دیدہ از۔۔۔۔۔۔خر۔خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھئے۔

ارشاد: یہ فسق پر استہزا ہے (قرآن مجید میں) فرمایا: **ذُقْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْکَرِیْم** اسی حکایت کی سرخی میں ہے: جان من۔۔۔رادیدی وکدوراندیدی، جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے۔جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابر دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہان بددین زیادہ مستحق تشنیع وتوہین ہیں۔

میاں صاحب: اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبدالمصطفےٰ لکھتے ہیں۔

ارشاد: یہ مسلمان کے ساتھ حسنِ ظن کی خوبی ہے۔رب العزۃ جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جوفرمایا: **وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ** اسے بھی شرک کہہ دیجئے (حضرت عالم اہل سنت نے اپنے قصیدۂ اکسیر اعظم کی شرح مجیر معظم میں تحریر فرمایا ہے۔شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کی ہے۔امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا کنت عبدہ وخادمہ میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا۔اس مسئلے پر

بحث کافی اسی کتاب مستطاب میں ہے۔

میاں صاحب: خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔

ارشـــــاد: کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں بُرا کہیں تو اس کی کیا پرواہ۔ ہمارے پیشواؤں صدیق وفاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک اُن کا بُرا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل۔

ارشاد: ضرور حاصل ہے حدیث میں فرمایا: **اَتَرْعُوْنَ عَنْ ذِکْرِ الْفَاجِرِ مَتٰی یَعْرِفُهُ النَّاسُ اُذْکُرُوْا الْفَاجِرَ بِمَافِیْهِ یَحْذَرُہُ النَّاسُ** کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں (یہ حدیث امام ابوبکر ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ اور امام ترمذی محمد بن علی نے نوادرالاصول اور حاکم نے کتاب الکنٰی اور شیرازی نے کتاب الالقاب اور ابنِ عدی نے کامل اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن کبرٰی اور خطیب نے تاریخ میں حضرت معویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی)

میاں صاحب: تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد: فسق عقیدہ فسق علم سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب: بے شک۔

ارشاد: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سب بدمذہبوں کو جہنمی بتایا **کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً** اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں۔

میاں صاحب: رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد: حدیث کا کیا جواب۔

میاں صاحب: (سکوت فرمایا)

ارشاد: کیا آپ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں!

میاں صاحب: کون کہتا ہے کوئی نہیں۔

ارشاد: رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب: کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب: چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں۔

ارشاد: حضرت اب وجہ حمایت معلوم ہوئی۔

میاں صاحب: پھر بھائی تم انہیں بُرا کہو، وہ تمہیں بُرا کہیں۔

ارشاد: اس کی پرواہ نہیں، ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جواَب تک بُرا کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد: آپ کے نزدیک یہود ونصاریٰ گمراہ ہیں کہ نہیں۔

میاں صاحب: ہوں گے۔

ارشاد: ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب: ہوں گے۔ (اللہ اللہ ضروریاتِ دین میں بھی تامل)

سید مختار صاحب: اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں (تو اہلِ باطل اگر اہل حق کو اہل باطل کہیں، اس سے اہلِ حق انہیں اہلِ باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

میاں صاحب: تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا، سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مردود (اللہ کفریات بکنے والوں کو گمراہ نہ کہیئے، رافضوں کو جہنمی نہ بتایئے مگر سنی ضرور مردود۔

(ان لِلّٰہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد: آپ ایسا فرمایئے مگر اہل سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

میاں صاحب: جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے۔ دونوں مردود ہوئے (سبحٰن اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل جمل واہل صفین سب پر معاذ اللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا۔ (ان لِلّٰہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد: بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قرأ و علماء کہلاتے اس کی نسبت کیا ارشاد ہے۔

سید مختار صاحب: میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوگی، اب تشریف لے چلئے اور اس جلسے کو خوشی وخوش اسلوبی پر ختم کیجئے۔

میاں صاحب: (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے اُن کے سامنے بُرا کہا۔

لوگوں نے اسے قتل کرنا چاہا۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے بُرا کہنے والے کے لئے نہیں ہے (آگے تمتہ، حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، میاں صاحب یہیں تک پہنچے کہ: اس کے لئے ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہے معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین سوائے میاں صاحب، سب ہنسنے لگے۔

ارشاد: الحمدللہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تابع ہیں جنہوں نے خوارج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس نہ فرمایا۔

میاں صاحب: السلام علیکم

﴿ جلسہ بالخیر ختم وتمام والحمدللہ ﴾

ارشاد: حدیث میں ارشاد فرمایا: **اتقوا مواضع التّهم** بچو تہمت کی جگہوں سے، یہ امر کسی کے ساتھ خاص نہیں سب مسلمانوں کو عالم ہے۔ وہ عالم ہوں یا خاص اور ظاہر کہ اولیاء کرام مکلّف ہیں تو وہ بھی مامور ہوئے پھر انہیں اس امر کا خلاف کیونکر جائز ہوگا اور پھر اس صورت میں صرف تہمت کے موقع سے نہ بچنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بلاوجہ بدگمانی کا مرتکب کرنا بھی ہے، جو حرام ہے۔

ارشاد: شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں، سب جانتے ہیں کہ خمر وخنزیر حرام قطعی ہیں، مگر ساتھ ہی ارشاد ہوا: **الّا من اضطرفی مخمصة** بھوک یا پیاس سے جان نکل جاتی ہے اور کھانے یا پینے کو حرام کے سوا کچھ نہیں، اب اگر ترک کرے تو گناہ گار ہوگا اور حرام موت مرے گا بلکہ فرض ہے کہ جان بچانے کی قدر استعمال کرے یوں ہی اگر نوالہ اٹکا دم نکلا جاتا ہے اور اتارنے کو سوائے خمر کچھ نہیں، شریعت کا کلیہ قاعدہ ہے: **الضرورات تُبيحُ المحظورات** اللہ عزوجل کے ساتھ قلب کی محافظت اہم فرائض سے ہے جب بحالت تنگی وضعف ظرف اس کا حفظ بے ایسے کسی اظہار کے نہ بن پڑے تو یہ واجب ہوگا حقیقت فعل سے جاہل اسے مرتکب حرام جانے گا حالانکہ وہ ایک مباح کر رہا ہے اور فعل سے واقف حال فاعل سے غافل اسے موضوع تہمت میں پرتا، لوگوں کو بدگمانی میں ڈالتا یوں خلاف امر کرتا گمان کرلے گا، حالانکہ وہ ادائے واجب اعظم کر رہا ہے کیا اپنے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا حرام نہیں لیکن معاذ اللہ آکلہ ہو جائے تو کاٹا جائے گا کہ اور بدن محفوظ رہے۔ سیدنا ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ کو سو اشرفیاں ملیں۔ کنارہ دجلہ پر ایک صاحب خط بنوا رہے تھے، ان کو دیں قبول نہ کیں، حجام کو دیں کہا میں نے ان کا خط اللہ عزوجل کے لئے بنانا چاہا ہے اس پر عوض نہ لوں گا۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال سے فرمایا تو ایسی ہی چیز ہے جسے کوئی قبول نہیں کرتا اور دریا میں پھینک دیا۔ جاہل گمان کرے گا کہ تضییع مال ہوئی حاشا بلکہ حفظ قلب کہ اس وقت یہی اس کا ذریعہ تھا۔ دو صاحب سامنے تھے کسی نے قبول نہ کیں اب ان کو پاس رکھتے اور ایسے فقیر کی تلاش میں نکلتے جو قبول کر لیتا اور معصیت نہیں نہ اٹھاتا اتنی دیر

تک کی زندگی پر تم لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ وہاں ہر آن موت پیش نظر ہے اور ڈرتے ہیں کہ اس وقت آجائے اور اس غیر خدا کا خطرہ قلب میں ہو جنگل میں پھینک دیتے تو نفس کا تعلق قطع نہ ہوتا کہ ابھی دسترس رہتی، اب بتایئے سوا اس کے ان کے پاس کیا چارہ تھا کہ اس سے فوراً فوراً اس طرح ہاتھ خالی کر لیں کہ نفس کو یاس ہو جائے اور اس کے خیال سے باز آجائے، یہ صفائے قلب و دفع خطرہ غیر کی دولت کروڑوں درجہ اعلیٰ و افضل ہے کیا سوا اشرفیاں خرچ کر کے سلطنت ملی کوئی اسے تضیع مال کہہ سکتا ہے بلکہ بڑی دولت کا بہت ارزاں حاصل کرنا ہی یہاں ہے۔

عرض۵۸: وحدت الوجود کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد: وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لئے ہے، اس کے سوا جتنی موجودات ہیں اس کی ظل پرتو ہیں تو حقیقتاً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

عرض۵۹: اس کا سمجھنا تو کچھ دشوار نہیں پھر یہ مسئلہ اس قدر کیوں مشکل مشہور ہے۔

ارشاد: اس میں غور و تامل یا موجب حیرت یا باعث ضلالت اگر اس کی تھوڑی بھی تفصیل کروں گا تو کچھ سمجھ میں نہ آئے گا بلکہ اوہام کثیرہ پیدا ہو جائیں گے اس کے بعد کچھ مثالیں بیان فرمائیں، ان میں سے ایک یاد رہی مثلاً روشنی بالذات آفتاب و چراغ میں ہے زمین و مکاں اپنی ذات میں بے نور ہیں مگر بالعرض آفتاب کی وجہ سے تمام دنیا منور اور چراغ سے سارا گھر روشن ہوتا ہے ان کی وشنی انہیں کی روشنی ہے۔ ان کی روشنی ان سے اٹھالی جائے تو وہ ابھی تاریک محض رہ جائیں۔

عرض۶۰: یہ کیوں کر ہوتا ہے کہ ہر جگہ صاحب مرتبہ کو اللہ ہی اللہ نظر آتا ہے۔

ارشاد: اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جو شخص آئینہ خانے میں جائے وہ ہر طرف اپنے آپ ہی کو دیکھے گا اس لئے یہی اصل ہے اور جتنی صورتیں ہیں سب اسی کے ظل ہیں مگر یہ صورتیں اس کی صفاتِ ذات کے ساتھ متصف نہ ہوں گی مثلاً سننے والی دیکھنے والی وغیرہ وغیرہ نہ ہوں گی، اس لئے کہ یہ صورتیں صرف اس کی سطح ظاہر کی نہی لہٰذا جو اثر ذات کا ہے وہ ان ظلال میں پیداہ ہوگا۔ بخلاف حضرت انسان کہ یہ ظل ذات باری تعالیٰ لہٰذا اظلال صفات سے بھی حسب استعداد بہرہ ور ہے۔

مولف: حضور یہ اب بھی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ ہر جگہ خدا کیوں کر دیکھتے ہیں، اگر ان ظلال وعکوس کو کہا جاوے تو یہ اتحاد ہے وحدت نہیں اور اتحاد کھلا الحاد و زندقہ ہے اور اگر یہ ظلال وعکوس کو نہیں دیکھتے بلکہ انہیں عدم محض میں سلاتے ہیں ایک اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے تو یہ خود بھی ایک ظل ہیں یہ بھی معدوم ہوئے تو نہ ناظر رہا نہ نظر پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے کیا معنی وہ اس سے پاک ہے کہ کسی کی نظر اسے احاطہ کرے وہ سب کو محیط ہے نہ کہ محاط یہ میرا ایمان ہے کہ قیامت میں ان شاء اللہ تعالیٰ دیدار الٰہی سے ہم مسلمان فیضیاب ہوں گے، مگر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ رویت کیونکر ممکن ہے جبکہ احاطہ ناممکن۔ اگر یہ کہا جائے کہ منظور کو نظر کا محیط ہو جانا کچھ ضرور

نہیں مثلاً فلک ہے کہ اس کا ایک حصہ انسان کی نظر میں سما سکتا ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے تو یہ تقریر وہاں جاری نہیں کہ وہ تجزی سے پاک ہے میں اپنا مافی الضمیر اچھی طرح پر ظاہر نہ کرسکا مگر یہ جانتا ہوں کہ حضور میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میرا مطلب خیال فرمالیں گے۔

ارشاد: ظلال وعکوس مرأت وملاحظہ میں مرأت کا مرئی سے متحد ہونا کیا ضرور علم بالوجہ میں وجہ مرأت ملاحظہ ہوتی ہے، حالانکہ ذوالوجہ سے متحد نہیں بلاشبہ آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھتے ہو کیا اس میں کوئی صورت ہے نہیں بلکہ شعاع بصری آئینہ پر پڑ کر واپس آتی ہے اور اس رجوع میں اپنے آپ کو دیکھی ہے۔ لہٰذا دہنی جانب بائیں اور بائیں دہنی معلوم ہوتی ہے تو آئینہ تمہارا عین نہیں مگر دکھایا اس نے تمہیں کو ظلال اپنی ذات میں معدوم ہیں کہ کسی کی ذات مقتضی وجود نہیں **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** مگر وجود عطائی سے ضرور موجود ہیں۔ اسلام کا پہلا عقیدہ ہے کہ **حقائقُ الاشياء ثابتةٌ** نظر سے ساقط ہونا واقع سے عدم نہیں کہ نہ ناظر رہے نہ نظر نے فی الواقع اس مشاہدہ میں خود اپنی ذات بھی ان کی نگاہ میں نہیں ہوتی۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ قیامت وجنت میں مسلمانوں کو دیدار الٰہی بے کیف و بے جہت و بے محاذات ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ: **وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ** کچھ منہ تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوئے۔ کفار کے حق میں فرماتا ہے: **كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ** بے شک وہ اس دن اپنے رب سے حجاب میں رہیں گے۔ یہ کافروں پر عذاب بیان فرمایا گیا ہے تو ضرور مسلمان اس سے محفوظ ہیں، بصر احاطہ مرئی نہیں چاہتی۔ آیہ کریمہ **لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ** کا یہی مفاد ہے کہ وہ ابصار وجملہ اشیاء کا محیط ہے اسے بصر اور کوئی شے محیط نہیں فلک وغیرہ کی مثالیں اس کے بیان کو ہیں کہ بصر کو احاطہ لازم نہیں، نہ یہ کہ وہاں بھی عدم احاطہ معاذ اللہ اسی طرح کا ہے وہاں بمعنی ادراک حقیقت وکنہ ہی رہا۔ یہ کہ "رویت کیونکر" یہ کیف سے سوال ہے اور وہ اس کی رویت کیف سے پاک ہے پھر کیونکر کو کیا دخل۔

عرض ۶۱: ذات باری کے پرتو تو صرف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ جلد ثانی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں اور عامہ مخلوق مظہر اسماء الٰہیہ ہے وسید کل مظہرات ذات حق ست وظہور حق در وے بالذات ست تو تمام مخلوق ظلال ذات کس طرح ہوگی۔

ارشاد: اسماء مظہر صفات ہیں اور صفات مظہر ذات اور مظہر کا مظہر مظہر ہے تو سب خلق مظہر ذات ہے اگرچہ بواسطہ یا بوسائط شیخ کا کلام مظہر ذات بلاواسطہ میں ہے وہ نہیں مگر حضور مظہر اول ﷺ ان کے لفظ دیکھتے کہ ظہور حق در وے بالذات است۔

عرض ۶۲: دو شخصوں میں کچھ روپیہ کا جھگڑا تھا، چودھری نے صلح کرادی اور مدعی کو مدعا علیہ سے روپے مل گئے اور برادری میں

یہ دستور ہے کہ جب چودھری تصفیہ کراتا ہے تو اپنا کچھ حق مقرر کر رکھا ہے وہ لے لیتا ہے چنانچہ اس صلح میں بھی چودھری اپنے حق کا طالب ہوا، اس نے دینے سے انکار کیا۔ جب اس نے اصرار کیا تو اس نے سب روپے چودھری کو دے دیئے چودھری نے کہا کہ میں صرف اپنا حق لوں گا سب نہ لوں گا اس نے کہا: میں خوشی سے دیتا ہوں، چودھری نے وہ سب روپے لے لئے۔ بعد اس واقعہ کے مدعی نے کچہری میں نالش دائر کی کہ مجھے روپے نہیں ملے اور دو شخصوں نے جو اس واقعہ میں موجود تھے اور جن کے سامنے روپے دیئے گئے تھے قسم کھا کر شہادت دی کہ اس کو روپے نہیں ملے ان سب کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

ارشاد: مدعی سے چودھری کو روپیہ لینا حرام ہے ہاں اپنی خوشی سے دیدے تو مضائقہ نہیں اور مدعی اور گواہوں پر توبہ فرض ہے کہ جھوٹا دعویٰ کیا اور جھوٹی گواہی دی اور جھوٹی قسم کھائی۔

عرض ٦٣: رشوت بھی اپنی خوشی سے دی جاتی ہے بلکہ چودھری نے تو مانگا اور مدعی نے انکار کیا، پھر جب چودھری کا بہت اصرار ہوا تھا تو اس نے سب سے دیئے جس سے معلوم ہوا کہ وہ ناخوش تھا اور یہ خوشی سے دیتا ہوں سب جھوٹ تھا اور رشوت تو بغیر طلب خود دی جاتی ہے پھر یہ کیوں جائز ہوا اور وہ حرام ہے ہی اور چودھری کو جو پہلے لینا حرام تھا اس کی وجہ بھی نیت رشوت ہوگی۔

ارشاد: انسانی خواہش وہاں تک معتبر ہے جہاں تک نہی شرعی نہ ہو، رشوت شرع نے حرام فرمائی ہے وہ کسی کی خوشی سے حلال نہیں ہوسکتی، صحیح حدیث میں فرمایا **اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِی فِی النَّار** ''رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔'' چودھری جو صلح ہو جانے پر صلح کروانے کا معاوضہ لیتے ہیں وہ رشوت نہیں ہے، بلکہ ایک ناجائز اُجرت ہے جاہلان بے خرد ایسی جگہ حق کا لفظ بولتے ہیں یہاں تک کہ رشوت خوار بھی یہی کہتا ہے کہ ہمارا حق دلوایئے یہ کفر ہے کہ حرام کو حق کہا۔ ورع کا مرتبہ وہی ہے جو تم نے کہا کہ ظاہر انداز سے مظنون ہوتا ہے کہ اس کا یہ دینا حقیقۃً خوشی سے نہ ہوا اگرچہ بظاہر صاف کہہ رہا ہے کہ میں خوشی سے دیتا ہوں مگر شریعت مطہرہ میں زبان مظہر مافی الضمیر مانی گئی ہے، وہ جو کچھ ہے قیاسی دلالت ہے اور یہ خوشی سے دیتا ہوں صریح تصریح ہے اور فتاویٰ قاضی خاں میں مصرح ہے **اَلصَّرِیْحُ یَفُوْقُ الدَّلَالَۃَ** صریح کے آگے دلالت نہ لی جائے گی، فقہ میں بہت مسائل اس پر مبنی ہیں کہ خانیہ و ہندیہ درمختار میں ہیں اور تمام کتاب حیل کی بنا ہی اس پر ہے ورنہ اصل غرض قبلہ اس عقد ملفوظ کے مطابق نہیں ہوتی۔ درزی سے کپڑا سلوایا اور اُجرت دینے کا کچھ ذکر نہ آیا اجرت واجب ہوگئی کہ اس کا پیشہ ہی دلیل اُجرت ہے لیکن اگر اس نے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے اُجرت نہیں چاہتا اب نہیں لے سکتا، اگرچہ دوستانہ میں کہا ہو اگرچہ ایسی صورت میں غالباً یہ کہنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ محض مروّت ولحاظ سے حتی الامکان مسلمان کا حال صلاح پر محمول کرنا واجب ہے۔ قیاس سے ٹھہرا لینا کہ اس نے خوشی سے دینا جھوٹ کہا اس کی طرف تین کبیروں کی نسبت ہے ایک تو جھوٹ دوسرے دھوکا دینا کہ دیا ناراضی سے اور اس پر رضا ظاہر کی تیسرے حرام مال دینا جس کا لینا حرام ہے۔ دینا بھی حرام ہے لہٰذا اس کا قول واقعیت پر محمول کرینگے۔

عرض٦٤: حضور قسم کا کفارہ کچھ نہیں۔

ارشـــاد: اس صورت میں کفارہ کچھ نہیں۔توبہ ہے۔کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جو آئندہ کے لئے کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر کھائی اور اس کے خلاف کیا گزشتہ پر قسم کھانے سے کفارہ نہیں۔

مـــولف: شب جمعہ میں اعلیٰ حضرت مدظلہ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ آج ایک اخبار سے معلوم ہو ہے اکہ سلطنت بخارا شریف روسیوں سے منتقل ہوکر سلطان المعظم کے زیر اثر آگئی اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ایک قدیمی اسلامی سلطنت ہے جہاں بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین گزرے ہیں اور جن کے برکات اس وقت تک یہ موجود ہیں کہ ایک وقت میں سب جگہ اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت میں نماز دوکاندار اور کاروباری لوگ اپنا اپنا کام فوراً چھوڑ کر شامل جماعت ہوجاتے ہیں۔ پھر اسی تذکرۂ سلطنت میں فرمایا کہ میں ایک روز حکیم وزیر علی صاحب کے یہاں قریب دس بجے دن کے جارہا تھا میری عمر اس وقت جیلانی (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے پوتے یعنی ابراہیم رضا خاں) کے برابر تھی (دس سال) کہ سامنے سے ایک بزرگ سفید ریش نہایت شکیل وجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید اور اس کے بعد عبدالرشید ہوگا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے، چنانچہ اس وقت تک ان بزرگ کا قول بالکل مطابق ہوا۔ایسے ہی ایک صاحب مسجد کے قریب ملے میرے بچپن کا زمانہ تھا مجھے بہت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ تو رضا علی خاں کا کون ہے میں نے کہا پوتا، فرمایا: جبھی اور فوراً تشریف لے گئے۔

عرض٦٥: نماز فرض سے قبل کی سنتیں نہ ملنے سے کیا وہ قضا ہوجاتی ہیں؟

ارشاد: اپنے وقت سے قضا سمجھی جائیں گی نہ وقتِ نماز سے۔

عـــــرض٦٦: کیا ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے جو ہاتھوں کے باندھنے میں اختلاف ہے کہ بعض سینہ پر اور بعض ناف پر باندھتے ہیں۔

ارشـــاد: خربوزہ کھائیے فالیز سے کیا غرض، اس میں نہ پڑیئے جو کچھ ائمہ نے فرمایا مطابق شرع ہے اور جو خلاف کریں تو امام ہی کس بات کے۔ ہر ایک کو امام کی تقلید چاہیۓ۔

عرض۶۷: حبیبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

ارشاد: درود شریف کی کثرتِ شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشاء سو بار یا جتنی بار پڑھ سکے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّےَ عَلَیْہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ط

حصول زیارت اقدس کے لئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شانِ اقدس کے لئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد بے انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضا طلب دوست — کہ حیف باشد از و غیر او تمنائی

پھر ایک مسئلہ معمولی پیش ہوا جس کے اخیر میں لکھا تھا کہ جواب بحوالہ کتب ارقام فرمایا جائے۔

ارشاد: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں بھی استفتاء پیش ہوتے تھے جن کے جواب فرمادیتے تھے حوالہ کتب وہاں کہاں تھا اور آج کل مدلل مفصل صفحہ، سطر دریافت کرتے ہیں حالانکہ سمجھتے کچھ بھی نہ ہوں۔

عرض۶۸: حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے، اس کے واسطے کون سا دن مناسب ہے؟

ارشاد: اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں، البتہ حدیث شریف میں اِرشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتہ کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی کا میں ضامن ہوں۔

عرض۷۹: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر حاجت کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

ارشاد: ہاں جائز حاجت ہونا چاہئے۔

عرض۷۰: الم کے پارے میں ایک جگہ **عَذَاب" عَظِیْم** آیا ہے اگر نماز میں الیم پڑھا ہو جائے گی یا نہیں؟

ارشاد: ہاں ہو جائے گی، نماز اس غلطی سے جاتی ہے جس سے معنی فاسد ہو جائیں۔

عرض ۷۱: نماز میں اگر بِسْمِ اللّٰه شریف بالجہر نکل جائے تو کیا حکم ہے!

ارشاد: بلاقصد نکل جائے تو خیر ورنہ قصداً مکروہ۔

عرض ۷۲: دو مسجدیں قریب قریب ہیں ایام بارش میں ایک شہید ہوگئی اب اس کا سامان دوسری مسجد میں کہ وہ بھی شکستہ حالت میں ہے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: ناجائز ہے حتی کہ ایک مسجد کا لوٹا بھی دوسری مسجد میں جانے کی ممانعت ہے مسلمانوں پر دونوں کا بنانا فرض ہے اور اس قدر قریب بنانے کی ضرورت ہی کیا۔

عرض ۷۳: حضور مسجد کے نام سے چندہ وصول کر کے خود کھا جائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد: جہنم کا مستحق ہے۔

عرض ۷۴: اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

ارشاد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا، قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں البتہ کفن سلوا کر رکھ سکتا ہے کہ جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ لے جائے اور قبر ہمراہ نہیں رہ سکتی۔

عرض ۷۵: جمعہ وعیدین کا خطبہ مع بسم اللہ جائز ہے۔

ارشاد: اَعُوْذُ بِاللّٰه آہستہ پڑھے اس کے بغیر خطبہ پڑھے۔

عرض ۷۶: اگر نماز کے وقت عمامہ باندھ لے اور سنتوں کے وقت اُتار لے کہ دردِ سر کا گمان ہے تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: خیر، مگر اولیٰ یہ ہے کہ نہ اتارے۔ ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بغیر عمامہ کے برابر ہے (اسی بیان میں ارشاد ہوا کہ) دردِ سر اور بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہ السلام کو ہوتے تھے، ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سر ہوا، آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گزار دی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے مجھے وہ امراض دیا جو انبیاء علیہ السلام کو ہوتا تھا۔ اللہ اکبر! یہاں یہ حالت کہ اگر برائے نام درد معلوم ہوا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ جلد نماز پڑھ لیں، پھر فرمایا: ہر ایک مرض یا تکلیف جسم کے جس موضوع پر ہوتی ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے لیکن بخار وہ مرض ہے وہ زیادہ کفارہ اسی موقع کا ہے کہ جس کا تعلق خاص اس سے ہے لیکن بخار وہ مرض ہے کہ تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے جس سے باذنہٖ تعالیٰ تمام رگ رگ کے گناہ نکال لیتا ہے۔ الحمدللہ کہ مجھے اکثر حرارت ودردِ سر رہتا ہے۔

عرض۷۷: حضور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی فرقہ وہابیہ تھا۔

ارشاد: ہاں یہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا: کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی! انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے۔ اب عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، اسی قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے، اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردے گا۔ دیکھو وہی طریقہ استدلال ہے جو وہابیہ کا ہوتا ہے کہ علمِ غیب وامداد وغیرہما میں ذاتی عطائی کے فرق سے آنکھ بند اور نفی کی آیتوں پر دعوے ایمان اور اثبات کی آیتوں سے کفر، اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوگئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت تھی، وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔ امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن وامام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن رات تلاوت میں بسر کرتی ہے، ہم کیونکر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے، بایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں کے نیچے نہیں اُترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا، عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اُتر گئے۔ امیر المومنین نے فرمایا: واللہ ان میں سے دس پار نہ جانے پائیں گے، سب اسی طرف قتل ہوں گے جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ وطہارت وتہجد وتلاوت کا وہ خدشہ رفع کرنے کے لئے فرمایا تلاش کرو۔ اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا، اور اگر وہ نہ ہو تو تم نے بہترین اہلِ زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا، لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستانِ زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہوگیا کسی نے کہا حمد ہے اُسے جس نے اس کی نجاست سے زمین کو پاک کیا، امیر المومنین نے فرمایا کہ کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہوگئے ہرگز نہیں، ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہوجائیگا دوسرا اسر اٹھائے گا حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الدَّجَّالِ یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا، یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانہ میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا، ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں: تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ عِنْدَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ عِنْدَ

صِيَامِهِمْ وَاَعْمَالُكُمْ عِنْدَ اَعْمَالِهِمْ تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَاتُجَاوِزُ طَرَاقِيَهُمْ قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا: يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو يامن قول خير البريه بات بات پر حدیث کا نام لیں گے اور حال یہ ہوگا کہ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے سِيْمَاهِمُ التَّحْلِيْقُ ان کے یہ علامت ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے مُشَمِّرِى الْاُزُرِ گھٹنی ازاروں والے ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا بھی سر منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انہیں دُور کر، یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں، اس وقت سے باز آیا، کہ اب وہابیہ کو دیکھئے ان میں اکثر سر منڈائے اور گھٹنے پائچے والے ہیں۔ (اسی سلسلے میں ارشاد فرمایا) کہ غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیونکہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا، اس پر فاروقِ اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل میں ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا: افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا، اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسےٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔ علماء فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا تمام بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی، جنگل غنائم سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرمارہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لئے ایک اعرابی نے روائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا، اس پر اتنا فرمایا: اے لوگو! جلدی نہ کرو، واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے، حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہان حضور کی عطا سے ایک حصہ ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ

ایک روز بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں صحابہ کرام حاضر ہیں، ایک شخص آیا، اور کنارۂ مجلس اقدس پر کھڑے ہو کر مسجد

میں چلا گیا، ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جا کر دیکھا وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ صدیق اکبر کا ہاتھ نہ اٹھا کہ ایسے نمازی کو عین حالت نماز میں قتل کریں، واپس حاضر ہوئے اور سب ماجرا عرض کیا، ارشاد فرمایا کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور انہیں بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا: کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے۔ مولیٰ علی اٹھے اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں۔ فرمایا ہاں تم، اگر تمہیں ملے مگر تم اسے نہ پاؤ گے۔ یہی ہوا۔ مولےٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک جائیں وہ نماز پڑھ کر چلتا ہوا۔ ارشاد فرمایا: اگر تم اسے قتل کردیتے تو اُمت پر سے بڑا فتنہ اٹھ جاتا۔ یہ تھا وہابیہ کا باپ جس کی ظاہری معنوی نسل آج دنیا کو گندہ کر رہی ہے اس نے مجلسِ اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر ایک نگاہ سب پر کی اور دل میں یہ کہتا ہوا چلا گیا تھا کہ مجھ جیسا ان میں ایک بھی نہیں، یہ غرور تھا اس خبیث کو اپنی نماز وتقدس پر اور نہ جانا کہ نماز ہو یا کوئی عملِ صالح وہ سب اس سرکار کی غلامی وبندگی کی فرع ہے جب تک ان کا غلام نہ ہولے کوئی بندگی کام نہیں دے سکتی، والہذا قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا: لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ط تا کہ تم ایمان لاؤ اللہ ورسول پر اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو، اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو یعنی نماز پڑھو تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے تاس کے تعظیم رسول مقبول نہیں اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں، یوں تو عبداللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبداللہ وہ ہے جو عبدالمصطفےٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

مولف: ایک روز مولوی سعید احمد ابن مولوی محمد فتح محمد صاحب تائب لکھنوی اعلیٰ حضرت مدظلہ سے آکر دست بوس ہوئے اور قربانی کی کھال کے بارے میں دریافت کیا کہ مدارس میں دی جاسکتی ہیں یا نہیں۔ ارشاد ہوا بلاشبہ ان کا صَرف مدرسہ میں جائز ہے۔ مولوی صاحب نے صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا کہ ان کے نزدیک قربانی کی کھال بیچنے سے اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہو جاتا ہے اور صدقات واجبہ کا مصرف مصرف زکوٰۃ ہے اور مصرف زکوٰۃ میں تملیک فقرا شرط ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ تمول کے لئے بیچے کہ وہ بوجہ تقرب صالح تمول نہ رہی، بخلاف اس صورت کے کہ فی سبیل اللہ مصارف خیر میں صرف کے لئے بیچے کہ یہ بھی قربت ہے اور یہاں قربت ہی مقصود ہے علاوہ بریں مدارس میں دینا بیچ کر ہی نہیں ضرور ہے اکثر کھالیں مدارس میں بھیج دیتے ہیں اور کھال تو غنی کو بھی دے سکتا ہے، پھر مدرسہ دینیہ نے کیا قصور کیا ہے اس وقت مولوی حسنین رضا خاں بھی حاضر خدمت تھے انہوں نے عرض کی کہ جب صدقات واجبہ میں تملیک شرط ہے زکوٰۃ اور ایسے صدقات مدارس میں کیونکر صرف کئے جاسکیں گے۔

ارشاد: مہتمم کو چاہئے کہ زکوٰۃ صدقات واجبہ کی رقوم سے ضرورت پر طلبہ کو کتابیں خرید دے اور انہیں مالک بنادے یا یہ کہ جو کھانا طلبہ کو مدرسہ سے بطریق اباحت دیا جاتا ہے طلبہ کو پہلے روپیہ دے کر مالک بنادے پھر وہ روپیہ مہتمم کو واپس کریں اور کھانے میں شریک ہوجائیں البتہ مدرسین کی تنخواہ میں یہ روپیہ صرف کرنا جائز نہیں۔

عرض ۷۸: حضور اگر قرآن عظیم صندوق میں بند ہو اور ریل کا سفر یا کسی دوسری سواری میں سفر کر رہا ہے اور تنگی جگہ کے باعث مجبور ہے تو ایسی صورت میں صندوق نیچے رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: ہرگز نہ رکھے انسان خود مجبوریاں پیدا کرلیتا ہے، ورنہ کچھ دشوار نہیں، جس کے دل میں قرآن عظیم کی عظمت ہے وہ ہر طرح سے اس کی تعظیم کا خیال رکھے گا۔

عرض ۷۹: وقت عصر میں کراہت کس وقت آتی ہے۔

ارشاد: غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل تک کراہت نہیں یعنی سلام کے بعد بیس منٹ غروب میں باقی رہیں۔اس کے بعد کراہت ہے کہ اس وقت تخمینی میں آفتاب پر نگاہ جمنے لگی ہے۔

عرض ۸۰: ایک شخص نے نماز میں سورۃ زلزال وعادیات پڑھیں اور اثقال اور تحدث کی ث کو س کے مخرج سے ادا کیا اور اوْحیٰ کے ح کو ہ اور ضبحا کے ض کو د مفخم بھی نہیں پڑھا بلکہ صریح دبحا پڑھا اور حُصِّل کے ص کو مشابہ س تو اس صورت میں اعادہ نماز ہوتا یا نہیں؟

ارشاد: نماز نہ ہوئی پھر پڑھے!

عرض ۸۱: بعض حاضرین نے عرض کیا کہ حضور دنیوی مکروہات نے ایسا گھیرا ہے کہ روز ارادہ کرتا ہوں آج قضا نمازیں ادا کرنا شروع کردوں گا مگر نہیں ہوتا کیا یوں ادا کروں کہ پہلے تمام نمازیں فجر کی ادا کرلوں پھر ظہر کی پھر اور اوقات کی، تو کوئی حرج ہے مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔

ارشاد: قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں، نہ معلوم کس وقت موت آجائے ، کیا مشکل ہے کہ ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت و ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات رکعت یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کے سوائے طلوع وغروب وزوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کرسکتا ہے اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرلے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء کی یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرلے، کاہلی نہ کرے۔ جن

تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا نیت ان نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی، ہر دفعہ یہی کہے، یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرلے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحٰن اللہ کہے، اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہوجائے گا نیز تسبیحات رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وتروں میں بجائے دعائے قنوت کے رَبِّ اغْفِرْلِی کہنا کافی ہے، طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کرسکتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد ناجائز ہے ہر ایسا شخص جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

(اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) اگر کسی شخص کے ذمہ تیس یا چالیس سال کی نمازیں ہیں واجب الادا، اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزر نہیں کاروبار ترک کرکے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کرلیا کہ کل نمازیں ادا کرکے آرام لوں گا اور فرض کیجئے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کردے گا۔ قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستہ میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہوچکا، یہاں مطلق فرمایا: گھر سے ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں، سارا دارومدار حُسنِ نیت پر ہے۔

عرض ۸۲: حضور جب رسل وملائکہ معصوم ہیں تو ان کو علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر ایصال ثواب کرنے کیا ضرورت ہے!

اول تو علیہ الصلوٰۃ والسلام ایصال ثواب نہیں بلکہ اظہارِ تعظیم ہے، اور ان پر نزول درود وسلام کی دعا اور ہو بھی تو ملائکہ زیادتِ ثواب سے مستغنی نہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرمارہے تھے، رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سونے کا مینھ ان پر برسایا آپ چادر مبارک پھیلا کر سونا اٹھانے لگے، ندا آئی: اے ایوب کیا ہم نے تمہیں اس سے غنی نہ کیا، عرض کرتے ہیں بیشک تو نے غنی کیا ہے لیکن تیری برکت سے مجھے کسی وقت غنا نہیں (اسی تذکرے میں فرمایا) کہ ایک صاحب ساداتِ کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غربت وافلاس کے شاکی رہتے ایک مرتبہ بہت پریشان آئے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جن کی آپ اولاد میں ہیں تنہائی میں اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طلاق دی جس

میں کبھی رجعت نہیں، پھر سادات کرام کا افلاس کیا تعجب کی بات ہے، سید صاحب نے فرمایا واللہ میری تسکین ہوگئی وہ اب زندہ موجود ہیں اس روز سے کبھی شاکی نہ ہوئے۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب جے پوری۔ حضور حاجی عبدالجبار صاحب کو اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے۔

ارشاد: لاحول شریف کی کثرت کریں یہ ۹۹ بلاؤں کو دفع کرتی ہے ان میں سب سے آسان ترین پریشانی ہے اور ۶۰ بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روز پی لیا کریں۔

عرض ۸۳: برکتِ روزی کی کوئی دُعا حضور ارشاد فرمائیں میں آج کل بہت پریشان ہوں۔

ارشاد: ایک صحابی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی۔ فرمایا کیا وہ تسبیح تمہیں یاد نہیں جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے، خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہو کر طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار کہا کر سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی حضور دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی، میں حیران ہوں کہاں اٹھاؤں کہاں رکھوں، اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں، حتیٰ الامکان طلوع صبح صادق کے ساتھ ہو ورنہ صبح سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو اس میں شریک ہو کر بعد کو عدد پورا کیجئے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہو سکے تو خیر طلوعِ شمس سے پہلے۔

مولف: مصر کے میناروں کا تذکرہ ہوا، اس پر فرمایا:

ارشاد: ان کی تعمیر حضرت آدم علٰے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چودہ ہزار برس پہلے ہوئی نوح علیہ السلام کی اُمت پر جس روز عذابِ طوفان نازل ہوا ہے، پہلی رجب تھی بارش بھی ہو رہی تھی اور زمین سے بھی پانی اُبل رہا تھا۔ بحکم رب العٰلمین نوح علیہ السلام نے ایک کشتی تیار فرمائی جو ۱۰ رجب کو تیرنے لگی، اس کشتی پر ۸۰ آدمی سوار تھے جس میں دو نبی تھے (حضرت آدم وحضرت نوح علیہم السلام) حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی پر حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھ لیا تھا اور اس کے ایک جانب مرد اور دوسری جانب عورتوں کو بٹھایا تھا۔ پانی اس پہاڑ سے جو سب سے بلند تھا ۳۰ ہاتھ اونچا ہو گیا تھا دسویں محرم کو چھ ماہ کے بعد سفینہ مبارک جودی پہاڑ پر ٹھہرا۔ سب لوگ پہاڑ سے اترے اور پہلا شہر جو بسایا اس کا سوق الثمانین نام رکھا، یہ بستی جبل نہاوند کے قریب متصل موصل واقع ہے، اس طوفان میں روئے زمین پر سوائے ان کے اور عمارت نہ تھی، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم سے انہیں عمارتوں کی نسبت منقول ہے بَنَ الْهَرَمَانِ انَّسْرُفِیْ سَرْطَانَ یعنی دونوں عمارتیں اس وقت بنائی گئیں جب ستارہ نسر نے برج سرطان میں تحویل کی تھی، نسر دو ستارے ہیں: نسر واقع ونسر طائر اور جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے نسر واقع

مراد ہوتا ہے۔ ان کے دروازے پر ایک گدھ کی تصویر ہے اور اس کے پنجہ میں گنگچہ ہے جس سے تاریخ تعمیر کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ جب نسر واقع برج سرطان میں آیا اس وقت یہ عمارت بنی جس کے حساب سے بارہ ہزار چھ سو چالیس سال ساڑھے آٹھ مہینے ہوتے ہیں کہ ستارہ چونسٹھ برس قمری سات مہینے ستائیس دن میں ایک درجہ طے کرتا ہے اور اب برج جدی کے سولھویں درجہ میں ہے تو جب سے چھ برج ساڑھے پندرہ درجے سے زائد طے کر گیا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے بھی تقریباً پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی آفرینش کو سات ہزار برس سے کچھ زائد ہوئے لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے کہ پیدائش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ساٹھ ہزار برس زمین پر رہ چکی ہے۔

عرض۸۴: حضور انہیں ۸۰ انسانوں کی اولاد ہو کر دنیا بڑھی۔

ارشاد: پسماندگان طوفان سے کسی کی نسل نہ بڑھی، صرف نوح علیہ السلام کی نسل تمام دنیا میں ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے: **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ** اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں۔

عرض۸۵: کیا حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں ایک ہزار برس قیام فرمایا۔

ارشاد: نہیں بلکہ تقریباً سولہ سو برس تک تشریف فرما رہے۔

عرض۸۶: حضور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی حج فرض ہوا تھا۔

ارشاد: ان پر فرضیت کا حال خدا جانے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حج کرتے رہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا ہوا جا رہا تھا جب کعبہ معظمہ سے گزرا تو کعبہ رویا اور اور بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اترا نہ نماز پڑھی، اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹوٹیں گے جیسے پرندہ اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اونٹنی اپنے بچہ کے شوق میں اور تجھ میں نبی آخرالزماں کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء سے زیادہ پیارا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرض۸۷: غرور بالفتح اور گرور بالضم میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: غرور بالفتح فریبی اور بالضم فریب

عرض۸۸: زید اپنے عیال واطفال کو اپنے بھانجے یا بھتیجے کی نگرانی میں چھوڑ کر باہر چلا گیا، اس کے چلے جانے کے بعد عورت کے بچہ پیدا ہوا، اس کی اطلاع خاوند کو دی گئی، اس نے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب واپس آیا تب بھی محض خاموش رہا، نہ کچھ کہا نہ سُنا اور پھر باہر چلا گیا۔ پھر ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کی خبر اطلاع دینے پر اس نے جواب لکھا کہ تم میری عورت پر تہمت لگاتے

ہو،اس صورت میں اولاد حرامی ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: تاوقتیکہ چار مرد مسلمان آزاد عادل گواہاں ثبوت اس طرح دیکھنے کی گواہی نہ دیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی،ان کی شہادت شریعت مطہرہ میں قابل سماعت نہ ہوگی۔

عرض۸۹: حضور عہدِ رسالت میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے یا نہیں!

ارشاد: عہدِ رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہیں ہو،البتہ دو بار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود اقرار کرلیا۔ پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔ دنوں مجرم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواستگار ہوئے کہ ہم پاک ہوجائیں، دونوں کو سنگسار کیا گیا، جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا، اور خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کل واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ جب وہ بھاگا تھا، اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بُرے الفاظ فرمائے، اس پر ارشاد ہوا: برا نہ کہو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے، اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر اقرار کیا، اور سزا کی خواستگار ہوئیں، ارشاد فرمایا: تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا، بعد فراغ حمل بچہ لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں، فرمایا اس کو دودھ پلاؤ۔ یہ ارشاد عالی سُن کر وہ بی بی واپس گئیں اور دو برس بعد بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں، بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، عرض کی حضور اب یہ روٹی کھاتا ہے، بچہ لے کر رحم فرمایا۔

عرض۹۰: کیا حضور حد شرعی سے پاک ہوجاتا ہے۔

ارشاد: حد سے پاک ہوجاتا ہے اور قصاص سے نہیں ہوتا۔ خونِ ناحق کرنے والے پر تین حق ہیں: ایک مقتول کے اعزا کا، دوسرا مقتول کا، تیسرا رب العزت تبارک وتعالیٰ کا، جن میں سے اعزاء کا حق قصاص لینے سے ادا ہوجاتا ہے۔ اور دو حق باقی رہتے ہیں۔

عرض۹۱: اس شخص پر جو قصاص میں قتل کیا گیا، نماز پڑھی جائے۔

ارشاد: ہاں۔ خودکشی کرنے والے اور اپنے ماں باپ کو قتل کرنے والے اور باغی ڈاکو، کہ ڈاکہ میں مارا گیا، ان کے جنازہ کی نماز نہیں۔

عرض۹۲: ایک صاحب نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد: وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ ہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

عرض۹۳: اگر امام منبر چھوڑ کر خطبہ پڑھے اور جب کہا جائے تو کہے حرج نہیں اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد: خلاف سنت ہے امام کو سمجھانا چاہیے نماز ہوگئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں برسوں کے بعد منبر شریف بنا، اکثر ستون کے سہارے حضور نے خطبہ فرمایا ہے۔

عرض۹۴: حضور نمازی کے سامنے سے نکلنے کے لئے کتنا فاصلہ درکار ہے!

ارشاد: خاشعین کی سی نماز پڑھے کہ قیام میں نظر موضع سجود پر جمائی تو نظر کا قاعدہ ہے جہاں جمائی جائے اس سے آگے کچھ بڑھتی ہے میرے تجربہ میں یہ جگہ تین گز ہے یہاں تک نکلنا مُطلقاً جائز نہیں، اس سے باہر باہر صحرا، اور بڑی مسجد میں نکل سکتا ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں دیوار قبلہ تک سامنے نہیں جا سکتا۔ فقہائے کرام نے جس کو بڑی مسجد فرمایا ہے یہاں کوئی نہیں سوائے مسجد خوارزم کے جس کا ایک رُبع چار ہزار ستون پر ہے۔ بڑی مسد ہے یا مسجد حرم شریف میں نمازی کے سامنے طواف جائز ہے کہ وہ بھی مثل نماز عبادت ہے۔

(اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تنہا اپنے گھر یا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا شخص دستک دے یا مسجد میں نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہتا ہو تو نمازی اس کو آگاہ کرنے کی غرض سے بالجہر **لا الٰہ الّا اللہ** کہہ دے اور اگر نماز میں بچہ سامنے آکر بیٹھ جائے تو اس کو ہٹا دے اور اگر تخت پر پڑھ رہا ہو اور بچہ کے گر جانے کا احتمال ہو تو اس کو گود میں اٹھا لے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امامہ بنتِ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گود میں لیکر نماز پڑھی ہے۔ اگر بچے کے کپڑے یا بدن میں نجاست لگی ہے اور وہ اس قابل ہے کہ گود میں خود رُک سکتا ہے تو نماز جائز ہے کہ بچہ حاملِ نجاست ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی کہ اب یہ خود حاملِ نجاست ہوا۔

عرض۹۵: جھوٹے مدعی نبوت سے معجزہ طلب کیا جا سکتا ہے۔

ارشاد: اگر مدعی نبوت سے اس خیال ہے کہ اس کا عجز ظاہر ہو معجزہ طلب کرے تو حرج نہیں اور اگر تحقیق کے لئے معجزہ طلب کیا کہ یہ معجزہ بھی دکھا سکتا ہے یا نہیں تو فوراً کافر ہوگیا۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا کہ) مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہو جائے گا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کر لے گا، یہ سخت حرام ہے اور اشد حماکت ہے، ہم اگر کسی سے لاجواب بھی ہو جائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں، ہم انسان ہیں اس وقت جواب خیال میں نہ آیا۔

مولف: اس وقت مولٰنا مولوی نعیم الدین صاحب اور مولانا مولوی ظفر الدین صاحب اور مولٰنا مولوی افتخار صاحب

صدیقی میرٹھی اور مولٰنا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی و مولٰنا مولوی رحم الٰہی صاحب ناظم انجمن اہل سنت و مدرس مدرسہ اہل سنت و مولٰنا مولوی امجد علی صاحب مدرسہ اہل سنت و مہتمم مطبع اہل سنت وغیرہ حضرات علمائے کرام حاضر خدمت تھے۔ انجمن کے آریہ ناریہ کے مقابل جلسے ہورہے تھے، یہ سب حضرات جلسہ مناظرہ سے مظفر و منصور واپس آئے تھے راجپند رمناظر آریہ کی چرب زبانی اور بے حیائی کا ذکر ہورہا تھا کہ بات سمجھنے کی لیاقت نہیں رکھتا، بے حیائی سے کچھ نہ کچھ کہے ضرور جاتا ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا: سخت غلطی ہے کہ ایسوں سے زبانی بات چیت ہو، اس کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ بکے جائیں گے جس سے لوگ جانیں کہ بڑا مقرر ہے، برابر جواب دے رہا ہے۔ انسان میں یہ قوت نہیں کہ زبان بند کردے، بے حیا کفار اللہ عزّ وجل کے حضور نہ چوکیں گے وہاں بھی زبان چلی ہی جائیگی، یہاں تک کہ منہ پر مُہر فرمائی جائے گی، اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ تو ایسوں سے ہمیشہ تحریری گفتگو ہونا چاہئے، کہ مکر نے بدلنے بچلنے کی گلی نہ رہے، بہت دھوکا ہوتا ہے کہ وہابیہ وغیرہ سے فرعی مسائل پر گفتگو کر بیٹھتے ہیں۔ وہابی غیر مقلد قادیانی وغیرہ تو چاہتے ہی یہ ہیں کہ اصول چھوڑ کر فرعی مسائل میں گفتگو ہو، انہیں ہرگز موقع نہ دیا جائے، اُن سے یہی کہا جائے کہ تم اسلام کے دائرے میں آلو اپنا مسلمان ہونا ثابت کرلو پھر فرعی مسائل میں گفتگو کا حق ہوگا۔

عرض۹۶: مصافحہ واپسی کے وقت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد: نہیں اصحاب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب آپس میں ملتے تھے مصافحہ فرماتے اور جب رخصت ہوتے معانقہ کرتے۔

عرض۹۷: معانقہ ایک جانب یا دونوں سے کرے۔

ارشاد: ایک طرف بھی ہوجائے گا لیکن عرب شریف میں دونوں طرف سے کرتے ہیں۔

عرض۹۸: نماز جمعہ یا عیدین یا بعد صلاۃ پنجگانہ مصافحہ کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: جائز ہے، نسیم الریاض میں ہے۔ اَلْاَصَحُّ اِنَّهَا بِدْعَةٌ مُبَاحَةٌ

عرض۹۹: اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضہ مبارک کی طرف منہ کرسکتا ہے۔

ارشاد: خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عزّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں، قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے البتہ خطبہ میں اگر کلمہ شریف خطیب پڑھے تو فرع سبابہ میں کوئی حرج نہیں۔

عرض۱۰۰: گناہ کبیرہ وصغیرہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد: گناہ کبیرہ سات سو ہیں، ان کی تفصیل بہت طویل اللہ کے معصیت جس قدر ہے سب کبیرہ ہے۔ اگر صغیرہ کبیرہ کو علیحدہ شمار کرایا جائے تو لوگ صغائر کو ہلکا سمجھیں گے، وہ کبیرہ سے بھی بدتر ہو جائے گا، جس گناہ کو ہلکا جان کر کریگا وہی کبیرہ ہے۔ ان کے امتیاز کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ فرض کا ترک کبیرہ ہے اور واجب کا صغیرہ جو گناہ بے باکی اور اصرار سے کیا جائے کبیرہ ہے۔

عرض۱۰۱: کون کون عورتیں غیر محرم کے یہاں جا سکتی ہیں۔

ارشاد: مریضہ، غاسلہ، قابلہ کا غیر محرم کے یہاں جانا جائز ہے۔

عرض۱۰۲: لامذہب کو مسلمان بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد: **لاالہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم** ۔ اللہ ایک ہے، آسمان سے پانی اتارنے والا ایک اللہ ہے، زمین سے کھیتی اگانے والا، ایک اللہ ہے جلانے والا، ایک اللہ ہے مارنے والا، ایک اللہ ہے روزی دینے والا، ایک اللہ ہے، ایک اللہ کی پوجا ہے، اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہیں، لوگ اللہ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں، اللہ نے اپنے بندوں کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اپنے نیک بندے بھیجے جنہیں نبی اور رسول کہتے ہیں، وہ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے وہ سب حق ہے، میں ان نبیوں اور کتابوں پر ایمان لایا، ان میں سب سے بڑے اور سب کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ جو کچھ اللہ کے پاس سے لائے سب سچ ہے میرا دین مسلمانوں کا دین ہے، مسلمانوں کا دین سچا ہے، مسلمانوں کے دین کے سوا اور دین جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں۔ **لاالہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم**

عرض۱۰۳: وسوسہ کے دفع کے لئے کیا پڑھے۔

ارشاد: **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ ورسُوْلِہٖ ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ والبَاطن وَھُوَ بکلِّ شئٍ علیم**

پڑھنے سے فوراً وسوسے رفع ہو جاتے ہیں بلکہ صرف **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ** ہی کہنے سے دُور ہو جاتے ہیں۔

عرض۱۰۴: اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: (معاذ اللہ) فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مفسد نہ پایا، ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب نار کا مستحق ہوگا، روز قیامت اس سے کہا جائے گا: ''اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا، یہی ایک برائی ریا کی مذمت کو کافی ہے۔''

عرض۱۰۵: تبارک بعد مرنے ہی کے ہوسکتا ہے یا زندگی میں بھی کرسکتا ہے، اور مقدار سَو من صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد: ہر سال کیا کریں یا ایک ہی سال تبارک شریف سے مقصود ایصالِ ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں بلکہ مقرر کر کے موقوف کرنا نہ چاہئے، اس کے فوائید بے شمار ہیں، اس میں سورۃ تبارک شریف پڑھی جاتی ہے، اس سورہ کریمہ کے برابر عذاب قبر سے بچانے والی اور راحت پہچانے والی کوئی چیز نہیں اگر اس کے پڑھنے والے کے پاس ملائکہ عذاب آنا چاہتے ہیں تو ان کو روکتی ہے وہ دوسری طرف سے آنا چاہتے ہیں تو ادھر حائل ہوجاتی ہے اور فرماتی ہے کہ اس کے پاس نہ آؤ، یہ مجھے پڑھتا ہے عرض کرتے ہیں ہم اس کے حکم سے آئے ہیں جس کا تو کلام ہے تو فرماتی ہے ٹھہر جاؤ جب تک میں واپس نہ آؤں اس کے پاس نہ آنا، اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر اپنے پڑھنے والے کی مغفرت کے لئے ایسا جھگڑا کرتی ہے کہ مخلوق کو ایسا جھگڑنے کی طاقت نہیں، انتہا یہ کہ اگر مغفرت میں تاخیر ہوتی ہے عرض کرتی ہے وہ مجھے پڑھتا تھا اور تو نے اُسے نہ بخشا۔ اگر میں تیرا کلام نہیں تو مجھے اپنی کتاب میں سے چھیل دے، اس پر ارشاد باری ہوتا ہے: جا ہم نے اسے بخشا تو وہ فوراً جنت میں جاتی ہے اور وہاں سے ریشمی کپڑے اور آرام تکیے اور پھول اور خوشبوئیں لیکر قبر میں آتی ہے اور فرماتی ہے: مجھے آنے میں دیر ہوئی تو گھبرایا تو نہ تھا۔ پھر بچھونے بچھاتی اور تکیہ لگاتی ہے۔ فرشتے بحکم رب العٰلمین واپس جاتے ہیں۔

عرض۱۰۶: حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ ہے، یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔

ارشاد: کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ مع درُود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے ان شاءَ اللہ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے، دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دوگنا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین و مومنات کو ایصال ثواب کرسکتا ہے، اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو بڑا ثواب ہوگا۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتًا رونے لگا وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہی کلمۂ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کردیا فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا: لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جارہے ہیں، شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے!

عرض۱۰۷: عذاب فقط رح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی۔

ارشاد: روح وجسم دونوں پر، یوں ہی ثواب بھی، حدیث میں ہے: ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر میوے اسے نظر نہ آتے، لنجھے نے اندھے سے کہا تو مجھے باغ میں لے چل وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں، اندھا اس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا، لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائی اس صورت میں کون مجرم ہوگا، دونوں ہی مجرم ہیں اندھا جسم ہے اور لنجھا روح۔

عرض۱۰۸: ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں۔

ارشاد: صرف ایک روح ہے اگر مسلمان ہے تو علیّین میں اور کافر ہے تو سجّین میں جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہے، اس کی بات سُنتی سمجھتی ہے۔ مرنے کے بعد روح کا ادراک بیشمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کفر کی۔ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے۔ روح بصر کو دیکھو کنوئیں کے اندر سے ستاروں کو دیکھتی ہے یعنی نگاہ اٹھتی ہے زمین سے فلک ثوابت تک پہنچتی ہے جو یہاں سے آٹھ ہزار برس کی راہ پر ہے۔ حدیث میں روح زندہ و مردود کی مثال پرندکی فرمائی، کہ جب تک پنجرے میں بندے اسی لائق پر کھول سکتا ہے جب قفس سے نکال دو پھر اس کی اڑان دیکھو۔

عرض۱۰۹: قبر کھودی وہاں مردے کی ہڈیاں نکلیں تو کیا کیا جائے۔

ارشاد: اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہر گز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر حائل کا فصل دے کر اس کو دفن کریں، اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے یہاں قبر تھی اگر چہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی اور جگہ نہ مل سکے اور یہ قبر پُرانی ہو چکی ہے تو مجبورًا جائز ہے۔

عرض۱۱۰: داڑھی منڈانا اور کتروانا گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔

ارشاد: کتروانا یا منڈوانا ایک دفعہ کا صغیرہ گناہ ہے اور عادت سے کبیرہ جس سے فاسق معلن ہو جائے گا، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اگر اعادہ نہ کیا گیا گناہ گار ہوگا۔ ایک روز حضرت مولانا شاہ سید احمد اشرف صاحب کھوچھی تشریف لائے ہوئے تھے، رُخصت کے وقت اُنہوں نے عرض کیا کہ مولوی سید محمد اشرفی اپنے بھانجے کو، میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کر دوں، حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں، ارشاد ہوا ضرور تشریف لائیں یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں ردوہابیہ اور افتا یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے ان میں بھی طبیب حاذق کے مطب میں بیٹھنے کی ضرورت ہے، میں بھی ایک طبیب حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا، مجھے وہ وقت وہ

دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے اچھی طرح یاد ہیں۔ میں نے ایک بار ایک نہایت پیچیدہ حکم کو بڑی جانفشانی سے نکالا اور اس کی تائیدات مع تنقیح آٹھ ورق میں جمع کیں مگر جب والد ماجد قدس سرہٗ کے حضور میں پیش کیا تو انہوں نے ایک جملہ ایسا فرمایا کہ اس سے یہ سب ورق رَد ہو گئے، وہی جملے اب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اب تک ان کا اثر باقی ہے خودستائی جائز نہیں مگر وقت حاجت اظہار حقیقت تحدیث نعمت ہے۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ط زمین کے خزانے میرے ہاتھ میں دیدے بیشک میں حفظ والا ہوں اور علم والا ہوں بفضل ورحمت الٰہی پھر بعون وعنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتا اور ردوہابیہ کے دونوں کامل فن دونوں نہایت عالی فن انہیں یہاں سے اچھا ان شاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کہیں نہ پائے گا۔ غیر ممالک کی بابت نہیں کہتا میں تو ہر شخص کو بطیب خاطر سکھانے کو تیار ہوں۔ سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدّ امجد یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ ہے عطیہ ہے، آپ کے یہاں موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے وہ مولوی امجد علی صاحب میں زیادہ پائے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ استفتا سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اخاذ ہے، طرز سے واقفیت ہو چلی ہے، اسی طرح علم توقیت بھی ایک ایسا فن ہے کہ اس کے جاننے والے بھی معدوم ہیں۔ حالانکہ ائمہ دین نے اسے فرض کفایہ بتایا ہے علمائے موجودین میں تو کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ فلاں دن آفتاب کب طلوع ہوگا اور کب غروب، بہت سی عمر گذر گئی تھوڑی باقی ہے جن صاحب کو جو کچھ لینا ہو وہ حاصل کرلیں۔ سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے اور شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا قول بالکل صحیح ہے "قدر نعمت پس از زوال بود" پھر لینے والے کو چاہئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرلے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو، اپنے تمام کمالات کو دروازہ پر ہی چھوڑ دے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائیگا، اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا تو۔۔۔

انائے کہ پر شد دگر چون برد

بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی اور آج کل تو حاصل کرنے والے ایسے ہیں کہ جب میں حسن میاں مرحوم کے مکان میں رہتا تھا، اس میں ایک زینہ ہے جو باہر سے چھت پر گیا ہے اس زمانے میں ایک مدرس صاحب کے ہدایہ اخرین سپرد ہوا یہ کوئی آسان کتاب نہیں جب اُنہوں نے کام چلتا نہ دیکھا تو مجھ سے پڑھنا چاہا مگر شرط یہ کی کہ اس باہر کے زینہ سے چھت پر مجھے بلالیا کیجئے اور وہاں تنہائی میں پڑھا دیا کیجئے کسی کو معلوم نہ ہو۔ میں نے کہا: مولانا ہدایہ اخریں کا سبق کوئی سرقہ نہیں جو لوگوں سے چھپ کر ہو مجھے سے یہ نہ ہوگا۔ ایک صاحب یہیں کے فتویٰ نویسی کرتے تھے وہ اس طرح لکھتے تھے کہ باہر سے جواب لکھ کر بھیجدیا، میں نے اصلاح دے کر بھیجدیا ایک روز ان سے کہا گیا: مولانا یوں جواب تو ٹھیک ہو جائے گا مگر آپ کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ آپ کی لکھی

ہوئی عبادت کیوں کاٹی گئی اور دوسری عبارتیں کس مصلحت سے بڑھائی گئیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بعد نماز عصر اپنے لکھے ہوئے فتووں پر اصلاح لے لیا کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اس مجمع میں آپ فرمائیں گے کہ تم نے یہ غلط لکھا وہ غلط لکھا اور مجھے اس میں ندامت ہوگی اس بندۂ خدا کے نام افریقہ اور امریکہ سے استفتا آتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ان کے نام سے جواب جاتا تو لوگ انہیں کے نام استفتا بھیجتے، اس زمانے میں مکہ معظمہ کے ایک عالم جلیل حضرت مولانا سیّد اسمٰعیل حافظ کتب حرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے، مکہ معظمہ سے صرف ملاقات فقیر کے لئے کرم فرمایا تھا، ان کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا فرمایا: ایسا شخص برکت علم سے محروم رہتا ہے، یہی ہوا کہ وہ صاحب چھوڑ کر بیٹھ رہے، اب بی-اے پاس کی تلاش میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہِ ادب ان کو آواز نہ دیتا، ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا۔ ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی، پھر جب حضرت زید کاشانۂ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے: ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی۔ میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا۔ یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں، ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انہوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں، اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اترے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا: ہمیں یہی حکم ہے کہ اہلِ بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ ہارون رشید جیسے جبار بادشاہ نے مامون رشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی سے (جو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خالہ زاد بھائی اور اجلہ علماء قراء سبع میں سے ہیں) عرض کیا فرمایا میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا شہزادہ میرے ہی مکان پر آجایا کرے، ہارون رشید نے عرض کی وہ وہیں آجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو، فرمایا یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ غرض مامون رشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈالتا ہے، بادشاہ غضب ناک ہو کر اُترا اور مامون رشید کے کوڑا مارا، اور کہا: او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے ان کا پاؤں دھو۔ ایک مرتبہ ہارون رشید

نے ابو معاویہ عزیز کی دعوت کی وہ آنکھوں سے معذور تھے، جب آفتابہ اور چلمچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو چلمچی خدمت گار کو دی اور آفتابہ خود لے کر ان کے ہاتھ دھلائے اور کہا: آپ نے جانا کون آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے کہا نہیں کہا ہارون جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی ہی اللہ آپ کی عزت کرے۔ ہارون رشید نے کہا اسی دعا کے حاصل کرنے کے لئے یہ کیا تھا۔ ہارون رشید کے دربار میں جب کوئی عالم تشریف لاتے، بادشاہ ان کی تعظیم کے لئے سروقد کھڑا ہوتا۔ ایک بار درباریوں نے عرض کیا: امیر المومنین رُعب سلطنت جاتا ہے، جواب دیا اگر علمائے دین کی تعظیم سے رعب سلطنت جاتا ہے تو جانے ہی کے قابل ہے، یہی وجہ تھی کہ ان کا رعب روئے زمین کے بادشاہوں پر بدرجۂ اتم تھا۔ سلاطین نصاریٰ ان کا نام لئے تھراتے تھے، تخت قسطنطنیہ پر ایک عیسائیہ عورت حکمران تھی اور وہ ہر سال خراج ادا کرتی جب وہ مرگئی تو اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور اخراج حاضر نہ کیا، ادھر سے خراج کا مطالبہ ہوتو اس نے حضرت ہارون رشید کی خدمت میں ایک ایلچی کے ہاتھ اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ:

''وہ مرگئی جو خود پیادہ بنی تھی اور آپ کا رُخ بنایا تھا''

یہ تحریر لیکر ایلچی جب حاضر دربار ہوا، وزیر کو حکم ہوا سناؤ! وزیر نے اسے دیکھ کر عرض کی: حضور مجھ میں تاب نہیں جو اسے سنا سکوں۔ فرمایا: لا مجھے دے اور اس تحریر کو پڑھا، بادشاہ کو دیکھتے ہی ایسا جلال آیا جسے دیکھ کر تمام دربار بھاگ گیا۔ صرف وزیر اور ایلچی رہ گئے، وزیر کو حکم ہوا کہ جواب لکھ! اس نے ارادہ لکھنے کا کیا مگر رُعب شاہی اس قدر غالب تھا کہ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور قلم نہ چلا پھر فرمایا: لا مجھے دے اور یوں لکھا: ''یہ خط ہے خدا کے بندے امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے روم کے کتے فلاں کو کہ او کافر کے جنے جواب وہ نہیں جو تو سُنے جواب وہ ہے جو تو دیکھے گا'' یہ فرمان ایلچی کو دیا اور فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا، ایلچی کو ساتھ لشکر لے کر پہنچے، اور جاتے ہی قسطنطنیہ کو فتح کر کے اس بادشاہ عیسائی کو گرفتار کرلیا، اس نے بہت گریہ وزاری کی، ہاتھ پاؤں جوڑے، خراج دینے کا وعدہ کیا، چھوڑ دیا اور تاج بخشی کر کے واپس آئے، ابھی ایک منزل آئے تھے کہ خبر پائی: اُس نے پھر سرتابی کی۔ فوراً واپس گئے اور پھر فتح کیا اور پھر اسے گرفتار کیا، پھر اس نے ہاتھ جوڑے اور خوشامد کی پھر چھوڑ دیا، ایسے جبار بادشاہ کی علماء کے ساتھ یہ طرزِ تعظیم تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

عرض ۱۱۱: بندوں کو قرب الی اللہ کا مرتبہ علاوہ نماز بھی ہوتا ہے۔

ارشاد: ہاں ہر سجدہ میں رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ چار قسم ہیں:

(۱) سجدۂ نماز (۲) سجدۂ تلاوت (۳) سجدۂ سہو (۴) سجدۂ شکر

عرض۱۱۲: سجدۂ شکر مسنون ہے یا مستحب۔

ارشاد: سنتِ مستحبہ ہے، جس وقت ابوجہل لعین کا سر کٹ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو سجدۂ شکر فرمایا۔

عرض۱۱۳: اس لعین سے بھی قلب اقدس کو بہت تکلیف پہنچی۔

ارشاد: یہ ان بارہ لعینوں سے تھا جو سب کے سب تباہ و برباد ہوگئے۔ کسی کے سر پر بجلی گری، کسی پر پتھر برسے غرض طرح طرح کے عذاب الٰہی ان خبثا پر نازل ہوئے۔ ایک مرتبہ عاص سفر کو گیا تکان کے باعث ایک درخت سے تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ جبریل امین بحکم رب العالمین تشریف لائے اور اس کا سر پکڑ کر درخت سے ٹکرانا شروع کردیا وہ چلاتا تھا کہ ارے کون میرے سر کو درخت سے ٹکرا رہا ہے اس کے ساتھ کہتے تھے کہ ہمیں کوئی نظر نہیں آتا، یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ قیامت کے دن اس جہنمی کی سب سے جدا حالت ہوگی: یہ اپنے آپ کو معاذ اللہ عزیز و کریم کہا کرتا یعنی عزت والا و کرم والا، داروغہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ اس کے سر پر گرز مارو جس کے لگتے ہی ایک بڑا خلاسہ میں ہوجائے گا اور جس کی وسعت اتنی نہ ہوگی جتنی تم خیال کرتے ہو بلکہ جس کی ایک داڑھ کوہ احد کے برابر ہوگی اس کے سر پھٹنے سے جو خلا ہوگا وہ کس قدر وسیع ہوگا غرض اس خلا میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی بھرا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا **ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ** چکھ تو تو عزت و کرم والا ہے اور کافر کو یہی پانی پلایا جائے گا کہ جب منہ کے قریب آئے گا منہ اس میں گل کر گر پڑے گا۔ اور جب پیٹ میں اترے گا، آنتوں کے ٹکڑے کردے گا، اور اس پانی کو ایسا پئیں گے جیسے تونس کے مارے اونٹ بھوک سے بیتاب ہوں گے تو خاردار تھوہر کھولتا ہوا چرغ دیئے ہوئے تانبے کی طرح اُبلتا ہوا کھلائیں گے جو پیٹ میں جا کر پانی کی طرح جوش مارے گا اور بھوک کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ انواع انواع کے عذاب ہوں گے۔ ہر طرف سے موت آئے گی اور مریں گے کبھی نہیں نہ کبھی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی، یہی حال تمام رافضیوں وہابیوں اور قادیانیوں نیچریوں تمام مرتدین کا ہے۔ جس نے کسی دوسرے کے بہکانے سے کفر کیا ہوگا وہ بارگاہِ رب العزت میں عرض کرے گا اس نے مجھے بہکایا ہے اس پر دونا عذاب کر۔ رب العزۃ فرمائے گا: سب پر دونا ہے مگر تم جانتے نہیں اور ناریوں کے جسم ایسے ایسے بڑے ہوں گے جن کی ایک ایک داڑھ مثل کوہ احد کے۔

عرض۱۱۴: مسجد میں کپڑا سینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر اجرت پر سیتا ہے تو ناجائز ورنہ کوئی حرج نہیں۔

عرض۱۱۵: کھانا کھانے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد: داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا ہو اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے سے توڑنا چاہئے۔ ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا عادت متکبرین ہے۔

عرض۱۱۶: فاتحہ میں الحمد شریف پڑھنے کو وہابیہ منع کرتے ہیں، آیا کچھ زیادہ ثواب ہے۔

ارشاد: جو کچھ تیس پاروں میں ہے وہ صرف الحمد شریف میں ہے اس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رب عزّ وجل فرماتا ہے: اِنّیْ قَسَّمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْن میں نے سورہ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان نصف نصف تقسیم فرمایا۔ نصف اول میرے لئے اور نصفِ آخر میرے بندے کے لئے ہے۔ جب بندہ پہلے تین آیتوں کو پڑھتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تمجید کی، اور جب بیچ کی آیت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْن پڑھتا ہے، ارشاد فرماتا ہے: یہ آدھی میرے لئے اور آدھی میرے بندے کیلئے۔ جب اخیر کی تین آیات پڑھتا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے جو اس نے مانگا یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ پہلی تین آیتوں میں مٰلِكِ یَوْمِ الدِّین تک مولیٰ عزّ وجل کی خالص حمد وثنا ہے اور پچھلی میں اھدنا سے آخر سورۃ تک اپنے لئے دعا ہے اور بیچ کی آیت میں ذکر عبادت اور استعانت ہے۔ عبادت مولیٰ تعالیٰ کے لئے ہے اور استعانت بندے کا نفع۔ وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہئے کہ ایسی متبرک سورۃ کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔

عرض۱۱۷: حضور زمانہ صحابہ میں بھی قرآن عظیم کے پارے ہوگئے تھے۔

ارشاد: امام جلال الدین سیوطی نے کتاب الاتقان میں جس قدر احادیث وروایات واقوال قرآن عظیم کے ایسے امور کے متعلق ہیں جمع فرمادیئے ہیں۔ اس میں پاروں کا کہیں ذکر نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے وقت تک یہ تقسیم نہ تھی ہاں رکوع جاری ہوئے آٹھ سو برس ہوئے۔ مشائخ کرام نے الحمد شریف کے بعد پانچ سو چالیس رکھے کہ تراویح کی ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھتے تو ستائیسویں شب میں کہ شب قدر ہے ختم ہو۔

عرض۱۱۸: یہ احزاب وغیرہ کیسے شروع ہوئے۔

ارشاد: احزاب واعشار زمانہ مبارک سے ہیں۔ اعشار دس دس آیتوں کے مجموعہ کا نام تھا یعنی صحابۂ کرام ایک عشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھتے اور اس کے متعلق علوم ومعارف جوان کے لائق ہوتے ان سب کو حاصل کرنے کے بعد دوسرا عشر شروع کرتے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ برس میں سورۂ بقر شریف ختم فرمائی اور بعد اختتام ایک اونٹ قربانی فرمایا۔ سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ بقر شریف بارہ برس میں پڑھی۔

عرض۱۱۹: کیا یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر شریف میں ننگے سر کھڑے ہو کر گانے والوں پر لعنت فرمارہے تھے۔

ارشاد: یہ واقعہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ آپ کے مزار شریف پر مجلس سماع میں قوالی ہورہی تھی اب تو لوگوں نے بہت اختراع کرلئے ہیں، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر بھی نہ تھے حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں باہر مجلس سماع کے تشریف فرماتھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو، اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں، ایں بدبختاں وقت مارا پریشان کردہ اندر واپس آئے اور قبل اس کے عرض کریں، فرمایا آپ نے دیکھا۔

عرض۱۲۰: حضور کاکی کے کیا معنی ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ارشاد: حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند مسافر حاضر ہوئے، حضور کے یہاں اس وقت کچھ سامانِ خورد ونوش موجود نہ تھا غیب سے کاک (روٹیاں) آئیں جو سب کو کافی ووافی ہوگئیں جب سے آپ کاکی مشہور ہوگئے (اسی تذکرہ میں فرمایا) کہ ایک مرتبہ مولانا فضل رسول صاحب جو میرے پیر ومرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مولانا بحر العلوم ملک العلماء کے شاگرد تھے) پڑھتے تھے۔ دہلی میں تھے، جلسۂ وہابیہ میں تشریف لے گئے، وہاں حاضرین پر کاک اور چھوہارے برسا کرتے تھے چنانچہ حسب دستور آپ کے سامنے بھی بوچھاڑ ہوئی ایک کاک اور ایک چھوہارا آپ کو بھی ملا۔ آپ نے چھوہارا توڑا، تو اس میں سے کیڑا نکلا اور کاک کا کنارا جلا ہوا، یہ دیکھ کر تبسم کیا اور باآواز کہا: صاحبو آج تک تو سُنا کرتے تھے کہ فرشتے بھولتے نہیں یہ کیسا بھول گئے کہ روٹی بھی جلادی اور سنتے تھے کہ جنت کا میوہ سڑتا گلتا، تعجب ہے کہ چھوہاروں میں کیڑے پڑگئے، اس پر بہت شور وغل ہوا، آپ کو غصہ آیا، پردہ کو ہٹادیا جس کے پیچھے سے یہ

بارش ہورہی تھی، دیکھا تو اسماعیل دہلوی کا ایک غلام جس کا نام عبداللطیف تھا ایک جھولی میں کاک اور ایک میں چھوہارے لئے بیٹھا ہے۔ پردہ ہٹتے ہی پردہ فاش ہوگیا اس کے بعد حضور مولانا فضل رسول صاحب دہلی سے لکھنو حضرت مولانا نُور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اندر سے خبر آئی کہ آنے کی ممانعت ہے، آپ چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور رونے لگے اور عرض کی کہ میری کیا خطا ہے معلوم ہو کہ وہ قابل معافی بھی ہے یا نہیں جب بہت دیر گزر گئی تو مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ وہابیوں کے جلسوں میں جاؤ۔ آپ نے عرض کی کہ اتنا تو معلوم ہوگیا کہ میری خطا قابل معافی ہے اور پھر آپ نے سارا واقعہ اسماعیل دہلوی کے مکروفریب والا عرض کیا اور کہا میں اس کا صرف پردہ فاش کرنے کو گیا تھا کہ نہ معلوم کتنے بندگان خدا اس کی عیاری سے گمراہ ہورہے تھے، آپ سن کر خوش ہوئے اور راضی ہوگئے۔

یہی مولانا نور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز راستے میں تشریف لئے جارہے تھے، سامنے سے علی بخش وزیر بادشاہ اودھ جو اس کی ناک کا بال ہورہا تھا، ہاتھی پر چلا آرہا تھا، اس نے حضرت کو دیکھ کر اتنا ادب کیا کہ ہاتھی کو بٹھادیا اور اُتر کر قریب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیرلیا اور سلام نہ لیا وہ رافضی تھا اور داڑھی منڈھی ہوئی تھی، سمجھا شاید مجھے دیکھا نہیں، دوسری طرف جاکر سلام عرض کیا آپ نے اُدھر سے منہ اور سلام قبول نہ فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا اس خبیث کو غصہ آیا اور ہاتھ پر چڑھ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ فرنگی محل کے مردودوں کی داڑھی اور عورتوں کا سر نہ منڈوایا تو علی بخش نام نہیں۔ آپ جب مکان میں تشریف لے گئے تو ایک طالب علم نے علی بخش کا وہ فقرہ عرض کیا، آپ فوراً باہر تشریف لائے آستانے پر اس وقت میرے پیرومرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر تھے۔ عرض کیا: حضور کہاں کا قصد فرماتے ہیں، فرمایا بچو نورا کی حماقت تو ہے (آپ کی زبان پوربی تھی) رافضی آیا تھا، سلام کیا تھا، جواب دے دیا ہوتا، اب کسی کی داڑھی مونڈھے ہے کسی کا موئڑ موئڑے ہے۔ نورا کی حماقت تو ہے اور آپ سیدھے بادشاہ کے محل کو تشریف لے چلے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ گئے تھے، پیچھے پیچھے یہ دونوں حضرات بھی ہولئے، اس دن نوروز کا دن تھا اس کے محل میں جشن ہورہا تھا شراب وکباب اور گانے بجانے کے سامان موجود تھے، جب دربان میں آپ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا، گھبرا کر دوڑتا ہوا گیا، اور بادشاہ کو خبر دی، بادشاہ سنکر گھبرا گیا اور حکم دیا کہ فوراً منہیات شرع اٹھادیے جائیں اور خود دروازہ تک استقبال کرکے حضرت کو اندر لے گیا اور باعزاز تمام بٹھایا۔ علی بخش کھڑا ہوا یہ واقعہ دیکھ رہا تھا، کاٹو تو بدن میں خون نہیں، سمجھ رہا ہے کہ اب یہ شکایت فرمائیں گے کہ خدا جانے بادشاہ کیا کچھ کرے گا، مگر یہ وسیع ظرف اس ہلکے قیاس سے وراہیں۔ یہ شکایت فرمانے تشریف نہ لے گئے بلکہ اسے اپنی عظمت دکھانے کہ وہ ایذا رسانی کے خیال سے باز رہے۔ بادشاہ نے عرض کی حضرت نے کیسی تکلیف فرمائی، ارشاد فرمایا: تیری زمین میں رہتے ہیں ہم نے کہا ہو آئیں، بادشاہ نے وہ شیرینی جو نوروز کے لئے آئی تھی پیش کی، فرمایا ہمارے دو بچے بھی باہر ہیں۔

چنانچہ ان حضرات کو بھی بلالیا گیا۔تھوڑی دیر تشریف رکھ کر واپس تشریف لائے۔

یہ دونوں حکایتیں مجھ سے حضور مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھنؤ میں بیان فرمائیں جب میں اور وہ ۱۲۰۹ھ میں کچھ کتابیں دیکھنے لکھنؤ گئے تھے۔ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب ایک کتاب جس میں انہوں نے تعریفات اشیاء لکھی تھیں۔ اعلیٰحضرت مدظلہٗ کو بغرض اصلاح بعد ظہر سنارہے تھے۔علم جعفر کی تعریف سناتے وقت حضور نے ارشاد فرمایا: آپ نے علم زایرچہ کی تعریف نہ لکھی۔ یہ علم جعفر ہی کا ایک شعبہ ہے: اس میں جواب منظوم عربی زبان بحر طویل اور حرف ل کی روی سے آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا منقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھایا جاتا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لاتے ہیں، اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین ورز پڑھا، تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے اور اس میں ایک بڑا پختہ کنواں ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور چھ صحابہ کرام بھی حاضر ہیں جن میں سے میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانا۔اس کنوئیں میں سے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکالا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا اور اس پر سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن بہت جلی قلم سے اھذ اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ہذیاں فرمایا جاتا ہے۔اس سے بقاعدۂ جفر ازن نکال سکتا تھا۔ ہ کو بطور صدر مؤخر آخر میں رکھا۔اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف نون ہے یوں اذن سمجھا تا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنیٰ ہیں فضول بک۔

عرض ۱۲۱: مرید کو بعد وفات شیخ قبر پر کس طرح ادب کرنا چاہئے۔

ارشاد: چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کی حیات میں جیسا ادب کرتا تھا سامنے سے حاضر ہو کہ بالیں سے حاضر ہونے میں مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی ہے۔(اسی سلسلہ میں یہ حکایت بیان فرمائی) ایک بزرگ کا انتقال ہوا، ان کی صاحبزادی روزانہ قبر پر حاضری ہوتیں اور تلاوت قرآن عظیم کیا کرتیں۔کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ جوش جاتا رہا، ایک روز حاضر ہوئیں، شب کو خواب میں تشریف لائے، فرمایا: ایسا نہ کرو، آؤ اور میرے مواجہ میں کھڑے ہو۔یہاں تک کہ تمہیں جی بھر کے دیکھ لوں، پھر میرے لئے دعا رحمت کرو اور پھر چلی جاؤ رحمت آکر مجھ میں اور تم میں حجاب ہو جائے گی۔ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا: میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادہ نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ

وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ لڑکے نے فوراً عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا: یہ میری ماں کو پہنچا دینا، رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا: خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ اہبان بن صیفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں، ان کے کفن میں ایک تہ بند زائد چلا گیا، شب کو اپنے صاحبزادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: یہ تہ بند لو اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔ ایک شخص قبرستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر میں غافل ہوگیا۔ خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک قبر وہیں کھد رہی ہے اور سامنے ایک جنازہ جو کسی رئیس کا تھا چلا آرہا ہے اس نے سب کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے خراب ہے ایسی ہے ویسی ہے، غرض وہ لوگ باز رہے اور دوسری جگہ اس میت کو لے گئے، شب کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے تو نے آگ کو میرے پاس سے دُور کیا۔

مولف: ایک روز مولوی امجد علی صاحب بعد عصر بہارِ شریعت حصّہ سوم بغرض اِصلاح سنا رہے تھے، اس میں ایک مسئلہ اس بارے میں تھا کہ رب العزۃ جل جلالہٗ کی طرف مؤنث کا صیغہ زبان سے نماز میں نکل جائے تو نماز باطل ہوجائے گی۔

ارشاد: فرمایا صیغہ ہو یا ضمیر۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفعتاً سوتے سوتے اٹھ بیٹھے اور بہت روئے، لوگوں نے سبب دریافت کیا، فرمایا: میں نے دیکھا رب العزّت کو کہ فرماتا ہے تو اشعار لیلیٰ وسلمہ کو مجھ پر محمول کرتا ہے، اگر میں نہ جانتا کہ تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ عذاب کرتا جو کسی پر نہ کیا ہوتا۔

عرض ۱۲۲: حضور دعا کے وقت اگر کسی شخص کے ہاتھ سردی کی وجہ سے ڈھکے رہیں تو کیسا ہے۔

ارشاد: ایک بزرگ شاید حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا میں سردی کے سبب صرف ایک ہاتھ نکالا تھا، الہام ہوا: ایک ہاتھ اٹھایا ہم نے اس میں رکھ دیا جو رکھنا تھا، دوسرا اُٹھاتا تو اسے بھی بھر دیتے۔

عرض ۱۲۳: دعا ہر وقت مقبول ہوتی ہے۔

ارشاد: حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ حیا والا کرم والا ہے اس سے شرم فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور انہیں خالی پھیر دے اور فرمایا جو دعا نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرماتا ہے۔

عرض ۱۲۴: کیا صفِ اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔

ارشاد: حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صف اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر ثواب ہے تو ضرور اس پر قرعہ اندازی کرتے یعنی ہر ایک صف اوّل میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری پر فیصلہ ہوتا۔ سب سے پہلے امام پر رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے پھر صفِ اول میں جو اس کے محاذی کھڑا ہو، اس محاذی کے دائیں جانب پھر بائیں، اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذی امام پر پھر دائیں پھر بائیں پر یوں ہی، آخر صفوف تک۔

مولف: برکات اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا: سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے، آپ کا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا۔ بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ لوگوں نے سبب پوچھا کہا میں دیکھتا ہوں: یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشقِ الٰہی نے کباب کر دیا۔ اللہ اکبر ان بزرگوں کا بول وہ ہدایت کرتا ہے جو دوسروں کا قول نہیں کرتا۔ یمن کے ایک نصرانی نے یہ حدیث صحیح سُنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِتَّقُوْ فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ مسلمان کی فراست سے ڈرو، کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس نصرانی نے نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصاریٰ زنار باندھتے ہیں، اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا، عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا۔ ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی پوچھتا وہ کچھ فرمادیتے یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا۔ یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا سیدی! اس حدیث کے کیا معنی ہیں: اِتَّقُوْ فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ فرمایا: اس کے یہ معنی ہیں کہ زنار توڑ، اور نصرانیت چھوڑ، اسلام لا۔ وہ یہ سنتے ہی بے تاب ہوا، اور کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا یا سیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا۔ فرمایا سب نے پہچانا مگر تجھ سے تعرض نہ کیا کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہے!

ارشاد: مجاہدے کے کیا معنی ہیں۔

عرض ۱۲۵: سارا مجاہدہ اس آیۂ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے: وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے۔ یہی جہادِ اکبر ہے حدیث میں ہے: جہاد کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم اب اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔ ایک صاحب کو انار کی خواہش

میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا، اس کے بعد خواب میں زیارت حضرت اقدس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی، فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر۔ فوراً خواہش دور ہوگئی۔ اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا شیطانی۔ جس کے دو امتیاز سہل ہیں: ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلد کا تقاضا ہوتا ہے کہ ابھی کرلو اَلْعِجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ اور نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جمارہتا ہے جب تک پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں۔ اسے واقعی اسی شے کی خواہش ہے اگر شیطانی ہے تو ایک چیز کی خواہش ہوتی وہ نہ ملی، دوسری چیز کی ہوگئی، وہ نہ ملی تیسری کی ہوگئی اس واسطے کہ اس کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر بھی۔

ایک صاحب ایک بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی پینے کا گھڑا دھوپ میں رکھا ہے انہوں نے کہا پانی دھوپ میں رکھا رہ گیا، گرم ہوگیا، فرمایا: صبح تو سایہ ہی تھا پھر دھوپ آگئی۔ میں نے اللہ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزہ تھا، طاق میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے آبخورہ میں رکھ دیا تھا۔ عصر کے مراقبہ میں تھے۔ حوارن بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کردیا۔ جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے؟ وہ ایک بندۂ خدا کا نام لیتی، ایک آئی اس سے پوچھا۔ اُس نے کہا: میں اس کے لئے ہوں جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے نہ رکھے۔ فرمایا اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ گرادے، اس نے گرادیا۔ اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی، دیکھا تو آبخورہ ٹوٹا پڑا ہے۔ دو فرشتے آپس میں ملے، ایک نے پوچھا: کہاں جاتے ہو، دوسرے نے کہا: فلاں عابد کے ہاتھ میں دُودھ کا پیالہ ہے اور وہ پیا چاہتا ہے مجھے حکم ہے کہ جاکر پَر ماروں اور گرادوں اور تم کہاں جاتے ہو، کہا ایک فاسق دیر سے دریا میں بنچھی ڈالے بیٹھا ہے اور مچھلیاں نہیں پھنستیں مجھے حکم ہے جاؤں اور پھانس دوں۔

(اسی تذکرہ میں ارشاد فرمایا) اگر چالیس دن گزر جائیں کہ کوئی علّت یا قلّت یا ذلّت نہ ہو تو خوف کرے کہ کہیں چھوڑ نہ دیا گیا، حدیث میں ہے جب کوئی مقبول بندہ رب عزّ وجل کی طرف اپنی کسی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور گڑگڑاتا ہے، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ارشاد ہوتا ہے، اے جبریل اس کی حاجت رہنے دے کہ مجھے اس کا گڑگڑانا اور میری طرف منہ اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے اور جب کوئی فاسق اپنی حاجت کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے ارشاد ہوتا ہے: اے جبریل! اس کی حاجت جلد روا کردے کہ مجھے اپنی طرف اس کا مُنہ اٹھانا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس حدیث میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاجت روا ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاجت روا، مشکل کشا و دافع البلاد ماننے میں کس کو تامل ہوسکتا ہے! وہ تو جبریل کے بھی حاجت روا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایک روز مولوی مختار احمد صاحب میرٹھ سے تشریف لائے اور بعد نماز عشاء اعلیٰ حضرت مدظلہٗ سے دست بوس ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ آیا شرعی امامت کبریٰ کے لئے قرشی ہونا شرعاً ضروری ہے کہ بے اس کے شرعی امامت کبریٰ نہ پائی جائے گی اگرچہ عرفی ہو یا یہ کوئی استحسانی شرط ہے۔

ارشاد: مولانا یہ مذہبی مسئلہ ہے اس میں ہمارا اور روافض وخوارج کا خلاف ہے۔ خوارج کچھ تخصیص نہیں کرتے اور روافض نے اس قدر تنگی کی کہ صرف ہاشمیوں سے خاص کردی اور یہ بھی مولیٰ علی کی خاطر ورنہ۔۔ فاطمہ کی تخصیص کرتے اہل سُنت صراطِ مستقیم وطریق وسط پر ہیں۔ ہمارے تمام کتب عقائد میں تصریح ہے کہ اہل سنت کے نزدیک امام کبریٰ کے لئے ذکورت و حریت وقرشیت لازم ہے اور تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا اشتراط قطعی یقینی اجماعی ہے۔

عرض۱۲۶: خلافت راشدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے مصداق کون کون ہوئے، اور اب کون کون ہوں گے!

ارشاد: خلافت راشدہ وہ خلافت کہ منہاج نبوت پر ہو جیسے حضرات خلفاً اربعہ وامام حسن مجتبےٰ وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی، اور اب میرے خیال میں ایسی خلافتِ راشدہ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی قائم کریں گے والغیب عنداللہ۔

عرض۱۲۷: قِیامت کب ہوگی اور ظہورِ امام مہدی کب۔

ارشاد: قِیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قِیامت ہی کا ذکر کرکے ارشاد فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ غیب کا جاننے والا ہے، وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ امام قسطلانی وغیرہ نے تصریح فرمائی کہ اس غیب سے مراد قِیامت ہے جس کا اوپر متصل آیت میں ذکر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علمائے کرام نے بملاحظہ احادیث حساب لگایا کہ یہ اُمت سن ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی، امام سیوطی نے اس کے انکار میں رسالہ لکھا **الکشف عن تجاوز ھذہ الامۃ الالف** اس میں ثابت کیا کہ یہ اُمت ۱۰۰۰ھ سے ضرور آگے بڑھے گی۔ امام جلال الدین کی وفات شریف ۹۱۱ھ میں ہے، اور اپنے حساب سے یہ خیال فرمایا کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بحمداللہ تعالیٰ اِسے بھی چھبیس برس گذر گئے اور ہنوز قِیامت تو قِیامت، اشراط کبریٰ میں سے کچھ نہ آیا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ سے مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۸۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

مولف: جب میں مکہ معظمہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قاضی رحمت اللہ وہابی کو حاضر خدمت پایا اور یہ وہ وقت تھا کہ مولانا اس کو سندِ حدیث دے چکے تھے، مجھے یہ نہایت ہی گراں گزرا، میں نے مولانا عبدالحق صاحب سے عرض کیا کہ میں بھی آپ کی غلامی میں حاضر ہوا ہوں، اور یہ بھی آپ سے سند حاصل کر چکے ہیں تو یہاں وہ اختلاف جو ہم میں ان میں دربارہ مسئلہ غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بآسانی طے ہوسکتا ہے، اس پر مولانا نے تین دن میں ایک رسالہ **بفرائد السنیہ فی الفوائد الھیہ** تحریر فرما کر قاضی رحمت اللہ کو دیا اس رسالہ میں مولانا نے آثارِ قیامت کے متعلق بہت سی احادیث جمع فرمائیں لیکن ان میں بھی تعین وقت نہیں!

ارشاد: حدیث میں ہے: دنیا کی عمر سات دن ہے، میں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دُوسری حدیث میں ہے: میں امید کرتا ہوں کہ میری اُمت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی: **اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ** تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔ ان حدیثوں سے جو مستفاد ہوا وہ اس توقیت کے منافی نہیں جو اس علم سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عز جلالہٗ سے استدعا ہے آئندہ انعام الٰہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے جیسے جنگِ بدر میں حضور نے صحابہ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لئے آنے کی اُمید دلائی: **اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ** ''کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔''
اس پر سبحانہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ: **بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ** ''کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشان والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔''

عرض ۱۲۸: حضور نے جفر سے معلوم فرمایا۔

ارشاد: ہاں (اور پھر کسی قدر زبان دبا کر فرمایا) آم کھایئے پیڑ نہ گنئے، (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ میں نے یہ دونوں وقت (۸۳۷ھ میں سلطنت اسلامی کا بڑھنا اور ۱۹۰۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرمایا) سید المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں، اللہ اکبر! کیسا زبردست واضح کشف تھا کہ سلطنت ترکی کا بانی اوّل عثمان پاشا حضرت کے مدتوں بعد پیدا ہوا مگر حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنے زمانے پہلے عثمان پاشا سے لیکر قریب زمانہ آخر تک جتنے بادشاہ اسلامی اور ان کے وزراء ہوں گے۔ رموز میں سب کا مختصر ذکر فرمایا۔ ان کے زمانے کے عظیم وقائع کی طرف بھی اشارے

فرمادیئے، کسی بادشاہ سے اپنی اس تحریر میں بہ نرمی خطاب فرماتے ہیں اور کسی پر حالت غضب کا اظہار ہوتا ہے اس ذیل میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ لااقول ایقظ الھجریۃ بل ایقظ الجفریۃ ۔میں نے اس ایقظ جفری کا جو حساب کیا تو ۱۸۳ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ھ ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ رباعی

اذا دار الزمان علی حروف ببسم اللّٰہ فالھدی قاما

ویخرف فی الحطیم عقیب صوم الافاقرأۃ من عندی سلاما

خود اپنی قبر شریف کی نسبت بھی فرمادیا کہ اتنی مدت تک میری قبر لوگوں کی نظروں سے غائب رہے گی مگر اِذَا دَخَلَ السِّیْنُ فِی الشِّیْنِ ظَھَرَ قَبْرُ مُحْیِ الدِّیْن جب شین میں سین داخل ہوگا تو محی الدین کی قبر ظاہر ہوگی۔ سلطان سلیم جب شام میں داخل ہوئے تو ان کو بشارت دی کہ فلاں مقام پر ہماری قبر ہے سلطان نے وہاں ایک قبہ بنوادیا جو زیارت گاہِ عام ہے (پھر فرمایا) چند جدول ۲۸-۲۹ خانوں کی آپ نے تحریر فرمادی ہیں جن میں ایک ایک خانہ لکھا اور باقی خالی چھوڑ دیئے اب اس کا حساب لگاتے رہیئے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔

عرض۱۲۹: کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں، مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان خبثا کے تیوہار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی نصیب غازی سمجھے۔

عرض۱۳۰: اگر نماز میں بلغم آجائے تو کیا کرے۔

ارشاد: دامن آنچل میں لیکر مل دے۔

عرض۱۳۱: حضور ہر سائل پر رحم کھانا چاہیئے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کہ قرآن عظیم میں وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ فرمایا ہے۔

ارشاد: پھر سائل بھی تو ہو، بحرالرائق وغیرہ میں تصریح ہے کہ کافر حربی پر کچھ تصدیق کرنا اصلاً جائز نہیں، فرمایا یہ بھی ارشاد ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ نماز پڑھو تو کیا اس سے مطلب ہے خواہ وضو ہو یا نہ ہو شرط بھی تو موجود ہونا چاہیئے نہ کہ مطلق فقہائے کرام فرماتے ہیں اگر آدمی کے پاس ایک پیاس کا پانی ہو اور جنگل میں ایک کتا اور ایک کافر شدت تشنگی سے جان بلب ہو تو کتے کو پلادے اور کافر کو نہ دے۔ حدیث شریف میں ہے: قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہِ رب العزت میں لایا جائے گا اس

سے سوال ہوگا کیا لایا، وہ کہے گا: میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوۃ کے اور اس قدر حج کئے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذلک۔ ارشاد باری ہوگا: هَلْ وَالَيْتَ لِيْ وَلِيًّا وَعَادَيْتَ لِيْ عَدُوًّا کبھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی تو عمر بھر کی عبادت ایک طرف اور خدا اور رسول کی محبت ایک طرف اگر محبت نہیں سب عبادات وریاضات بیکار۔ بر کے کاٹنے سے ایک ذرا سی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کہیں اسے زمین پر پڑا دیکھیں کہ اس کا ایک پاؤں یا پَر بیکار ہوگیا ہے اور اس میں طاقت پرواز نہیں ہے تو اس پر رحم کیا جاتا ہے کہ پَیر سے مسل دیتے ہیں تو خدا ورسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کریں اور ان سے دشمنی وعداوت رکھیں وہ قابلِ رحم ہیں خواہ خدا اور رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ذرا سی اعانت کافر کی کرنا جیسے اگر وہ راستہ پوچھے اور کوئی مسلمان بتادے اتنی بات اللہ تعالیٰ سے اس علاقہ مقبولیت قطع کردیتی ہے۔ ہاں ذمی مستامن کافروں کے لئے شرع میں رعایت کے خاص احکام ہیں، یہ اس لئے کہ اسلام اپنے ذمہ کا پورا ہے اور اپنے عہد کا سچا۔

عرض ۱۳۲: حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا اللہ فرمایا، اور دریا میں اُتر گئے۔ پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد: غالباً حدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے، بعد کو ایک شخص آیا، اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی: میں کس طرح آؤں فرمایا: یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا، کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے جنید کہلواتے ہیں، میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں، اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا، پکارا: حضرت میں چلا: فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا: ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے، اللہ اکبر!

دو صاحب اولیائے کرام سے ایک دریا کے اس کنارے اور دوسرے اس پار رہتے تھے، ان میں سے ایک صاحب نے اپنے یہاں کھیر پکائی اور خادم سے کہا: تھوڑی ہمارے دوست کو بھی دے آؤ، خادم نے عرض کی، حضور راستے میں تو دریا پڑتا ہے کیوں کر پار اتروں گا، کشتی وغیرہ کا کوئی سامان نہیں، فرمایا: دریا کے کنارے جا اور کہہ کہ میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو آج تک اپنی عورت کے پاس نہیں گیا، خادم حیران تھا کہ یہ کیا معمہ ہے اس واسطے کہ حضرت صاحب اولاد تھے، بہر حال تکمیل حکم ضروری تھی، دریا پر گیا اور وہ پیغام جو ارشاد فرمایا تھا، کہا: دریا نے فوراً راستہ دے دیا، اس نے پار پہنچ کر ان بزرگ کی خدمت میں کھیر پیش کی انہوں نے

نوش جان فرمائی اور فرمایا: ہمارا سلام اپنے آقا سے کہہ دینا۔ خادم نے عرض کی کہ سلام تو جبھی کہوں گا جب دریا سے پار اتر جاؤں۔ فرمایا: دریا پر جا کر کہہ دینا میں اس کے پاس سے آتا ہوں جس نے تیس برس سے آج تک کچھ نہیں کھایا۔ خادم ششدر وپیچ میں تھا۔ یہ عجیب بات ہے ابھی تو میرے سامنے کھیر تناول فرمائی اور فرماتے ہیں اتنی مدت سے کچھ نہیں کھایا مگر بلحاظ ادب خاموش رہا دریا پر آ کر جیسا فرمایا تھا کہہ دیا۔ دریا نے پھر راستہ دے دیا، جب اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا تو اس سے نہ رہا گیا اور عرض کی: حضور یہ کیا معاملہ تھا، فرمایا ہمارا کوئی فعل اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتا۔

عرض ۱۳۳ : وہابیہ کی جماعت چھوڑ کر الگ نماز پڑھ سکتا ہے۔

ارشاد: نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔

عرض ۱۳۴ : وہابیوں کی مسجد بنوائی ہوئی مسجد ہے یا نہیں۔

ارشاد: کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔

عرض ۱۳۵ : وہابی مؤذن کی اذان کا اعادہ کیا جائے یا نہیں۔

ارشاد: جس طرح ان کی نماز باطل اسی طرح اذان بھی، ہاں تعظیماً اللہ کے نام پر جل شانہ اور نام اقدس پر درود شریف پڑھے۔

عرض ۱۳۶ : حضور یہ روایت صحیح ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانۂ اقدس میں ایک کافر مہمان ہوا، اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ میں ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی، شرمندگی کی وجہ سے کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا۔ جب حضور حجرہ شریف میں مہمان کی خیریت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے خود نجاست کو صاف کیا، صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا، اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا، حضور اپنے دستِ اقدس سے بستر دھو رہے ہیں۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا: تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھا لو۔ وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف با سلام ہو گیا تو حضور اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار پر بھی نظر عنایت کرنا چاہئے۔

ارشاد: اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن ہی سے خلق فرماتے جو

رجوع لانے ہوالے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے بظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں، ہاتھ کاٹے پاؤں کاٹے۔ پانی مانگا تو پانی تک نہ دیا۔ یہ سلوک کس کے ساتھ تھے؟ وہ جو رجوع لانے والے نہ تھے۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت ہے آپ مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لئے جاتے ہیں ایک مسافر نے کھانا مانگا، امیر المومنین اسے ہمراہ لے آئے۔ خادم بحکم امیر المومنین کھانا حاضر کرتا ہے۔ اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے جس پر حضور فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں کہ اسے نکال دے، رب العزت کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامہ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے، خود بخود دل نفرت کرنے لگتا ہے۔ حضور والد ماجد قدس سرہٗ کے زمانہ حیات میں دہلی کا ایک واعظ حاضر ہوا اور اس وقت مولانا عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے اسماعیل دہلوی اور وہابیہ پر بڑے شد و مد سے دیر تک لعن طعن کی اور اس نے اپنی سُنی ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا میرے بچپن کا زمانہ تھا، جب وہ چلا گیا تو میں نے اپنا خیال حضرت کی خدمت میں ظاہر کیا کہ مجھے تو یہ پکا وہابی معلوم ہوتا ہے۔ مولانا بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ابھی تو وہ تمہارے سامنے وہابیوں اور اسمٰعیل پر تبرا کہہ گیا ہے میں نے عرض کی کہ میرا قلب گواہی دیتا ہے کہ یہ سب تقیہ تھا، اس جامع مسجد میں وعظ کہنے کی اجازت ہمارے حضرت سے لینے ہے کہ بے حضرت کی اجازت کے یہاں وعظ نہیں کہہ سکتا، اس لئے اس نے تمہید ڈالی، دوسرے دن شام کو پھر حاضر ہوا میں نے اسے مسائل وہابیت میں چھیڑا، ثابت ہوا کہ پکا وہابی ہے دفع کر دیا گیا۔ اپنا سا منہ لے کر چلا گیا، حضرت والد ماجد قدس سرہٗ العزیز کے وصال شریف کے کچھ دنوں بعد جب کہ اپنے منجھلے بھائی مرحوم کے مکان میں رہتا تھا، باہر تنہا بیٹھا تھا گلی میں سے ایک عربی صاحب نظر آئے جب قریب آئے میں نے چاہا ان کے لئے قیام کرتا کہ اہلِ عرب کے لئے قیام میری عادت تھی مگر اس بار دل کراہت کرتا ہے، میں اٹھنا چاہتا ہوں اور دل اندر سے دامن کھینچتا ہے، آخر میں نے کہا کہ یہ تیرا تکبیر ہے۔ جبراً قہراً قیام کیا اور آ کر بیٹھے، میں نے نام پوچھا کہا: نجد، اب تو میں کھٹکا اور میں نے اس سے مسائل متعلقہ وہابیت پوچھے اتنا اشد وہابی نکلا کہ یہاں کے وہابیہ اس کی شاگردی کریں۔ بار بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لیتا نہ اول میں کلمہ عظیم نہ آخر میں درود، میں ہر بار روکتا اور کلمات تعظیم اور درود شریف کی ہدایت کرتا اور وہ نہ مانتا آخر میں نے سختی کے ساتھ اس سے کہا تو مجبور ہو کر بولا: اَقُوْلُ لِقَوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں تمہارے کہنے سے کہتا ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ میں نے اسے دفع کیا، اخیر فقرہ یہ تھا کہ ہمارا رخصتانہ دو میں نے شہر کے دو ایک وہابیہ کا پتہ بتایا کہ ان کے پاس جا یہاں تیرے لئے کچھ نہیں۔ بالآخر وہ خائب و خاسر دفع ہوا۔ میں نے اپنے دل کو شاباش دی کہ تو نے ہی ٹھیک کہا تھا، بے شک اس شیطان کیلئے قیام ناجائز تھا۔

ایک دفعہ علی گڑھ سے ایک شخص اپنا بیگ وغیرہ لئے آیا، اس کی صورت دیکھ کر میرے قلب نے کہا، یہ رافضی ہے، دریافت کرنے پر

معلوم ہوا کہ واقعی روافضی ہے کہا: میں اپنے مکان کو لکھنؤ جاتا تھا، راستے میں صرف آپ کی زیارت کے لئے اتر پڑا ہوں۔ کیا آپ اہل سنت میں ایسے ہی ہیں جیسے ہماری یہاں مجتہدین، میں نے التفات نہ کیا، غرض وہ رافضی اپنی طرف مجھے مخاطب کرتا تھا اور میں دوسری طرف منہ پھیر لیتا تھا، آخر اُٹھ کر چلا گیا، اس کے جانے کے بعد ایک صاحب شاکی بھی ہوئے کہ وہ اتنی مسافت طے کر کے آیا اور آپ نے قطعی التفات نہ فرمایا میں نے یہی روایت (امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ بدمذہب ہے فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکلوا دیا) بیان کی کہ ہمارے ائمہ نے ان لوگوں کے ساتھ ہمیں یہ تہذیب بتائی ہے۔ اب بھلا وہ کیا کہہ سکتے تھے، خاموش ہو گئے۔ مسلمانو! ذرا ادھر خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو، اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش مغلظہ گالیاں دینا اپنا شیوہ بنالیں بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوے گے حاشا ہرگز نہیں، اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت باقی ہے اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انہیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خُون اُترے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہیں کرو گے لِلّٰہ انصاف صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں، ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمدللہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بُرے ناخلف بیٹے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام نیچی تہذیب کے مدعیوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے۔ آنکھیں لالا ہو جاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں، اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے، وجہ کیا ہے اللہ و رسول و معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے، ایسی ناپاک تہذیب اُنہیں کو مبارک فرزندان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کو نام لے لے کر اٹھا دیا۔ ایک مرتبہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز جمعہ میں دیر ہو گئی، راستے میں دیکھا کہ چند لوگ مسجد سے لوٹے ہوئے آرہے تھے، آپ اس ندامت کی وجہ سے کہ ابھی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے چھپ گئے، اور وہ اس ذلت کی وجہ سے جو مسجد شریف سے نکال دینے میں ہوئی تھی الگ چھپ کر نکل گئے۔ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ”اے نبی جہاد فرما اور سختی فرما کافروں اور منافقوں پر۔“

اور فرماتا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

”محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں آپس میں نرم دل۔“

اور فرماتا ہے جل وعلا **وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً** لازم ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں تو ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سختی فرماتے تھے۔

عرض ۱۳۷: اگر کسی شخص کا ستر کھل جائے تو جس نے دیکھا یا جس کا ستر کھلا، وضو رہا یا نہیں۔

ارشاد: وضو کسی چیز کے دیکھنے یا چھونے سے نہیں جاتا۔ (پھر فرمایا) تیس عضو عورت کے عورت ہیں اور ۹ مرد کے، ان میں سے کسی عضو کا چہارم بقدر رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے تک بلا قصد کھلا رہنا مفسدِ نماز ہے اور بالقصد تو اگر ایک آن کے لئے کھولے جب بھی نماز جاتی رہے گی۔

عرض ۱۳۸: حضور وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں۔

ارشاد: وجود ایک اور موجود ایک ہے باقی سب اس سے ظل ہیں۔

عرض ۱۳۹: اسمٰعیل دہلوی کو کیسا سمجھنا چاہئے۔

ارشاد: میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے، اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے، اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد، سید احمد، خلیلی احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر **مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ**

عرض ۱۴۰: ہر کافر ملعون ہے۔

ارشاد: ہاں عند اللہ جو کافر ہے قطعاً ملعون ہے۔

عرض ۱۴۱: اگر مرتے وقت توبہ کر لی مسلمان ہو گیا۔

ارشاد: کسی خاص کا نام لیکر اگر پوچھا جائے گا ہم اسے ملعون نہیں کہیں گے ممکن ہے کہ توبہ کر لے اور اگر عام کفار کی بابت سوال ہوا تو ملعون کہیں گے۔

عرض ۱۴۲: خدا اور رسول عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد: تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سُننے اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کرے۔ ایک روز خاکسار مدیر کچھ استفتاءسُن رہا تھا اور حضور جوابات ارشاد فرماتے جاتے تھے، ایک کارڈ پر اسم جلالت لکھ گیا اس پر ارشاد فرمایا: یاد رکھو کہ میں کبھی تین چیزیں کارڈ پر نہیں لکھتا۔ اسم جلالت اللہ اور محمد اور احمد اور نہ کوئی آیت کریمہ، مثلاً اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہے تو یوں لکھتا ہوں:

حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام یا اسم جلالت کی جگہ مولیٰ تعالےٰ۔

عرض۱۴۳: لفظ شہر ہر مہینہ کے ساتھ بولا جاتا ہے یا نہیں، یہ کہہ سکتے ہیں: **شہر رجب المرجب۔**

ارشاد: نہیں، یہ لفظ ان تینوں مہینوں کے لئے ہے،

شہر ربیع الاول ، شہر ربیع الآخر، شہر رمضان المبارک۔

عرض۱۴۴: حضور ''اللہ میاں'' کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: زبان اُردو میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شان الوہیت پاک و منزہ ہے اور ایک کا صدق ہوسکتا ہے، تو جب لفظ دو خبیث معنوں میں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا، اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا اس کے ایک معنی مولیٰ تعالیٰ بے شک مولیٰ اللہ ہے، دوسرے معنی شوہر، تیسرے معنی زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ میں متوسط ہو۔

عرض۱۴۵: میلاد شریف میں جھاڑ و فانوس فروش وغیرہ سے زیب و زینت اسراف ہے یا نہیں۔

ارشاد: علماء فرماتے ہیں: **لَاخَیْرَ فِے الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْر** جس شے سے تعظیم ذکر شریف مقصود ہو، ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتی۔ امام غزالی نے احیاء العلوم شریف میں سید ابو علی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا کہ ایک بندۂ صالح نے مجلس ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جاکر فرمایا کہ جو شمع میں نے غیر خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔

عرض۱۴۶: تحیۃ الوضو کی کیا فضیلت ہے۔

ارشاد: ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتا دیکھا۔ عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں، فرمایا یہی سبب ہے!

عرض۱۴۷: حضور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ رکوع کے بعد پائچے اوپر کو چڑھا لیتے ہیں، یہ کیسا ہے۔

ارشاد: مکروہ ہے اور اگر دونوں ہاتھ سے ہو تو بعض علماء کے نزدیک مفسدِ صلوٰۃ ہے۔

خواب: ایک مسجد معمولی وسعت کی ہے اور نماز تیار ہے، ایک شخص جس کو میں جانتا ہوں عقائد وہابیہ کا پیرو، اذان کہتا ہے لیکن نام اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پھر مکبّر تکبیر کہتا ہے وہ بھی نام نامی تک۔ میں نے کہا یہ عجیب وہبڑوں نے دستور نکالا ہے۔

میں اندر مسجد کے اس وقت پہنچا جبکہ امام اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا اور چاہتا تھا کہ تکبیر تحریمہ کہے، میں نے باآواز بلند السلام علیکم کہا، جس سے امام نے چونک کر میری طرف رُخ کیا اور پیچھے ہٹ آیا اور میں فوراً اس کی جگہ کھڑا ہو کر امامت کرنے لگا جب سلام پھیرا فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو فجر کا وقت تھا۔

تعبیر: ان شاء اللہ وہابیہ کی دعوت بند ہو گی اور اہل سنت کی ترقی ہو گی۔

عرض ۱۴۸: نوافل میں رکوع کس طرح کرنا چاہئے، اگر بیٹھ کر پڑھ رہا ہے۔

ارشاد: اتنا جھکے کہ سر گھٹنے کے محاذی آجائے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو پنڈلیاں مقوس نہ ہوں اور کف دست گھٹنوں پر قائم کر کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں، ایک صاحب کو میں نے دیکھا کہ حالت رکوع میں پشت بالکل سیدھی اور منہ اٹھائے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا گیا یہ آپ نے کیسا رکوع کیا۔ حکم تو یہ ہے کہ گردن نہ اتنی جھکاؤ جیسے بھیڑ اور نہ اتنی اٹھاؤ جیسے اونٹ، وہ صاحب کہنے لگے کہ منہ اس وجہ سے اٹھا لیا تھا کہ سمت قبلہ سے نہ پھر جائے میں نے کہا تو آپ سجدہ بھی ٹھوڑی پر کرتے ہوں گے، ان کی سمجھ میں بات آگئی اور آئندہ کے لئے اصلاح ہو گئی۔

عرض ۱۴۹: حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد: عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

عرض ۱۵۰: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اے خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔

ارشاد: کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب۔

عرض ۱۵۱: حضور والا عجم کے معنی بے پڑھے والا ہیں۔

ارشاد: گونگی زبان اور عرب کے معنی تیز زبان۔

عرض ۱۵۲: حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض ۱۵۳: حضور اس سے یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہو جاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں، اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے، امثال کا وجود شے کا وجود نہیں۔

ارشاد: امثال اگر ہوں گے تو جسم کے ان کی رُوح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہوکر تصرف فرمائے گی تو از رُوئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے۔ یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانا کا وعدہ فرمالیا ہے، یہ کیونکر ہو سکے گا، شیخ نے فرمایا کہ کشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہوگیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا تعجب ہے۔ یہ ذکر کر کے فرمایا: کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے، باقی جگہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراہیں خوض وفکر بے جا ہے۔

عرض۱۵٤ : حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا۔

ارشاد: حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آگیا تھا، مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے سترہ حملے ہندوستان پر ہوئے۔

عرض۱۵۵ : اس شعر کا کیا مطلب ہے،

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا　　　کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

ارشاد: شب میلاد کعبہ نے سجدہ کیا اور جھکا مقام ابراہیم کی طرف اور کہا حمد ہے اس کے وجہ کریم کو جس نے مجھے بتوں سے پاک کیا۔

عرض۱۵٦ : غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔

ارشاد: بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

عرض۱۵۷ : غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔

ارشاد: نہیں بلکہ انہیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا) ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں، غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دستِ چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ بخلاف سلطنت دنیا کے اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔ غوث اکبر وغوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست، پھر امت ہیں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومولےٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ

امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیّدنا غوث اعظم مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سیّد الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

عرض۱۵۸: حضور افراد کون اصحاب ہیں۔

ارشاد: اجلۂ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں، ولایت کے درجات ہیں، غوثیت کے بعد فردیت۔ ایک صاحب اجلۂ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا، حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، فرمایا ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی، فرماتے تھے: میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا، جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے، ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا، اور جگا کر کہا: اٹھو مشغول بخدا ہو، کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ ولی اللہ ہے۔ کہا: میں مشہور کردوں گا یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لئے دعا کرو کہا: دعا تو آپ ہی کا حق ہے، میں نے کہا: تمہیں دعا کرنی ہوگی: **وَفَّرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنْہُ** اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے اور کہا: میں اگر غائب ہوجاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہوگئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہوسکے۔ وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیر کرتا ہے، قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا، غیب سے ندا آئی: ''اے خضر احتیاط کیجئے'' اُس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا: حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں، میں نے کہا تو میں مشہور کئے دیتا ہوں: یہ ولی اللہ ہے، کہا میں مشہور کردوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں، میں نے کہا: میرے لئے دُعا کرو۔ کہا: دعا تو آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا: تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا: **وَفَّرَ اللّٰہُ حَظَّکَ مِنْہُ** اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ پھر کہا: اگر میں غائب ہوجاؤں تو ملامت نہ فرمایئے گا، میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے کہا: یہ تو بتایئے کہا تو اسی مرد کی بی بی ہے، کہا: ہاں یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہوگیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم ملا تھا، یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہوگئی۔ حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں، فرمایا: یہ لوگ افراد ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا: ہاں! شیخ عبدالقادر جیلانی۔

عرض۱۵۹: غوث کے انتقال کے بعد درجۂ غوثیت پر کون مامور ہوتا ہے۔

ارشاد: غوث کی جگہ امامین سے غوث کردیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتادِ اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بدلا سے بدلا کی جگہ عامۂ مومنین سے کردیا جاتا ہے۔ کبھی بلالحاظ کافر کو مسلمان کرکے بدل کردیتے ہیں، ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

عرض۱۶۰: پانی میں مسام ہیں یا نہیں۔

ارشاد: نہیں، کہ پانی میں بالطبع خلا بھرنے کی قوت رکھی گئی ہے ضرور ہے، کہ جو مسام فرض کئے جائیں وہ پانی کہ ان سے اُوپر ہے ان کی طرف اُترے گا اور انہیں بھرے گا اور مسام ہونے پر فلسفۂ جدیدہ کی یہ دلیل کہ شکر ڈالنے سے پانی میں حال ہو جاتی ہے اور اس کا حجم نہیں بڑھتا مقبول نہیں، جب زیادت قدر احساس کو پہنچے گی ضرور حجم بڑھتا ہوا محسوس ہوگا مگر ایک استدلال اس پر یہ خیال میں آتا ہے کہ حوض کے کنارے ایک شخص کھڑا ہے، دوسرا غوطے لگائے اور باہر والا شخص بآواز پکارے اگر مسام ہیں تو ضرور سُنے گا اور سُنتا ہے، تو معلوم ہوا کہ مسام ہیں بخلاف اس کے ایک کمرہ صرف آئینوں کا فرض کیجئے جس میں کہیں وزن نہ ہو، اس کے اندر کی آواز باہر نہ آئے گی اور باہر کی اندر نہ جائے گی اگرچہ اندر باہر وہ شخص متصل کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو بآواز بلند پکاریں، مگر یہ استدلال بھی کافی ہیں آواز پہنچنے کے لئے ملاء فاضل میں تموج چاہئے مسام کی کیا حاجت، ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی، آئینے میں نہ تموج نہ مسام لہٰذا نہ پہنچے گی پختہ دخام عمارات میں تموج نہیں منافذ و مسام ہیں ان سے پہنچتی ہے آب و ہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعہ صورت ہے ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے، وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے، دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔

قطعہ تاریخ عطیہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ

مدظلہ الاقدس

میرے ملفوظ کئے کچھ محفوظ　　مصطفےٰ مصطفےٰ کا ہو ملحوظ

نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں　　زبر و بینہ میں الملفوظ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۳۳۸ھ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدہٗ وَنُصَلِّے عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ملفوظاتِ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿حصّہ دوم﴾

مولف: حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں، مریدین ومعتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ مناظر اسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے۔ حضور نے دریافت فرمایا: کیا کتاب ہے۔ عرض کیا: حضور اعمال تسخیر میں ہے، ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد: میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے پڑے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال نہیں کیا۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا۔ میری تو تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہی ہیں، دوسری بار جب کعبہ معظمہ حاضر ہوا یکا یک جانا ہو گیا، اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا، پہلی بار حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی۔ اس وقت مجھے تیئسواں سال تھا واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا، اس کی تفصیل میں بہت طول ہے۔ لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم! یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دُعا ارشاد ہوئی ہے، میں نے دُعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا۔ پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا، معاً حدیث یاد آئی:

مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَے اللّٰہِ یُکَذِّبْہٗ

حضرت عزت طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں موقوف ہو گئی۔ اور جہاز نے نجات پائی۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی، مکان میں قدم رکھتے ہیں پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرما دیا۔ اب میری زندگی پھر دوبارہ ارادہ نہ کیا۔

ان کا یہ فرمایا مجھے یاد تھا، اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں، یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خان (خلف اکبر) معہ متعلقین باررادۂ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آ گیا، لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی، ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لئے زیادہ بے چین ہوا۔ بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سیکنڈ کلاس ریزرو کر والیں کہ نمازوں کا آرام رہے، انہوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اس نے پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا: اسی شب کے دس بجے والی سے۔ وہ بولا: یہ گاڑی نہیں مل سکتی۔ اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے بیشتر اطلاع دیتے۔ بیچارے

مایوس ہوکر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا، مل گیا۔ اس نے کہا گھبراؤ مت! میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے، میں آپ سے کہنا بھول گیا اس نے ایک سو تریسٹھ روپے پانچ آنے لے کر سیکنڈ کلاس کا کمرہ ریزرو کر دیا۔ عشاء کی نماز سے اول وقت فارغ ہو گیا۔ شکرم بھی آ گئی۔ صرف والدہ ماجدہ سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت نہ دیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدین حج نفل کو جانا حرام، آخر اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں، میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: حضور مجھے حج کی اجازت دیجئے۔ پہلا لفظ جو فرمایا، یہ تھا: ''**خُدا حافظ**!''

یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا، میں اُلٹے پاؤں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ بعد سبھی کے معلوم ہوا کہ اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا انہوں نے فرمایا ''میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا۔ کون بلاتا۔ چلتے وقت جس مکان میں، میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔ بریلی اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا۔ وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰحضرت مدظلہٗ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں، اس واسطے کہ ان کا سال آئندہ میں ارادہ تھا، میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا۔ مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا، مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کٹ کر کیوں جدا کر لی؟ کہا میل ریزرو نہ تھا آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا، یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اس وقت تک نہ پہنچ سکا۔

اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے تو میں رہ یا اب جانا کیونکر ہوگا۔ یہ دن پنجشنبہ کا ہے۔ تار آ چکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھپارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں۔ گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا۔ اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کیا حباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لئے موجود ہیں۔ سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو اُنہوں نے کہا یہ تھا ''شہر کو نہ چلئے بلکہ سیدھے قرنطینہ چلئے، ابھی آپ کے لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں!''

میں شکرِ الٰہی بجا لایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا۔ یہ حدیث انہیں دعاؤں کا اثر تھا کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی۔ میں نے واقعہ پوچھا۔ وہاں کے لوگوں نے کہا: عجب ہے اور سخت عجب، ایسا کبھی نہ ہوا تھا، پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کا بھپارا دیا کہ دفعۃً اسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا، یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے، اب ایک اور دِقت پیدا ہوئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا، اور وہ بھی تیسرے درجے کا ملا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے

چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں گا۔ تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنہیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بھیڑی کے ساکن مل گئے جنہوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا، وہ اس جہاز میں گئے اور میں بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز میں رہا۔

سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لئے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا۔ ان سے تبدیلی میں مالی نقصان نہ ہو، بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرالیا۔ جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا، نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں۔ میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لئے کہ میں مواَمرہ ہندسہ سے عدن و کامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا۔ وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے، جب میں فارغ ہوا تو ان سے پوچھا اس وقت بتائے سمت کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی، جس کو انہوں نے بھی تسلیم کیا۔ جب کامران آیا تو قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں دس روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالیٰ ان ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے۔ حجاج کو ایسا آرام دیا کہ لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دن بیمار رہتے اور یہاں کے آرام کا لطف اُٹھاتے، بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اس احاطہ سے باہر قدم رکھتا۔ احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی۔ ہندو سپاہی قصداً حجاج کو تنگ کرتے تھے۔ یہاں میں نے سُنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر کسی بزرگ کا مزار ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا ترکی ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کتنے آدمی ہونگے؟ میں نے کہا دس بارہ ان سے کو بھی اجازت دی، اور ہم زیارت سے فارغ ہو کر آئے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جس میں اکثر مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی تعظیم شان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہت بڑا رائیس بھی جہاز میں تھا شریف وعظ ہوتا مسائل سنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت اس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی، میں سمجھا وہابی ہے۔ دریافت کئے سے معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اس روز میں نے روئے سخن ردّ وہابیہ و گنگوہی کی طرف پھیرا، جبرًا وقہرًا اسْتَتار رہا۔ مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا۔ میں نے حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا۔

اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے، کل جہاز پر جانا ہے، دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا، میرے درد تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا، دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کیآنے کا وقت ہو باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے۔ میرے بھائی ننھے میاں کو اندیشہ ہوا اور عزم کرلیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو۔ مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھ کر روک لئے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا۔ کہا اب ڈاکٹر اور

داکٹرنی آتے ہوں گے اگرانہیں اطلاع ہوئی تو ہمارانہ کہنا اخفا میں نہ ٹھہرے گا، میں نے کہاذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں، مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بانسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا ان کا ساتھ ہوگیا تھا۔ سامنے سے تشریف لائے اوران کی تشریف آوری فال حسن تھی۔ میں نے ان سے بھی دعا کو کہا انہوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہوں گے، اب جو مکان میں جا کر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اس کا ضعف بھی نہ رہا۔ سب ڈھائی تین میل پیادہ چل کر سمندر کے کنارے پہنچے۔ جدّہ شریف میں جب جہان پہنچا حجاج کی بے حد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود۔ بھلا ایسی حالت میں کسی طرح گذر ہو زنانی سواریاں ساتھ۔ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گذر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اس وقت سلسلہ منقطعہ ہونا تھا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دوپہر قریب ہوگیا، دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہوگئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خان نے مجھے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے۔ میں نے کا کہ تمہیں جلدی ہے تو جاؤ میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو، زنانی سواریوں کو نہیں لے جاؤں گا۔ اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہا۔ مجبوراً خاموش ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جن کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک پہلا لفظ یہ فرمایا۔

کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں، میں نے عرض کیا پریشان ظاہر ہے ہمارے ساتھ مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہوگئے۔ فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بنا کر عورتوں کو درمیان می لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ غرض حلقہ مین عورتوں کو لے کر اُن عربی صاحب کے پیچھے ہولئے۔ ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہوگئے۔

جدّہ پہنچتے ہی مجھے فوراً ابخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالیٰ احرام بندھ چکا تھا اس سردی میں رضائی گردن تک اوپر سے ڈال لیا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سوجاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالیٰ رضائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی۔ تین روز جدّہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے۔ آج چل کر جدّہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی، بخار میں کیا حالت ہوگی۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالیٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا۔ جب بفضلہٖ تعالیٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہولئے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا میں نے کہا اب آیا کیجئے ہمارا کام رب العزت نے پورا کردیا۔

بعد فراغ مناسک حج کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا، پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خان ساتھ تھے۔ محافظ کتب حرم ایک وجیہہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان کی زیارت کا تھا۔ یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکہ معظمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے۔ جس کا سبب میرا فتویٰ مسمّٰی بہ فتاوے الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ ساتھ برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں روندہ کے لئے اٹھائیس سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انہوں نے اپنی گراں بہا تقریظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بیشمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۷ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ اس وقت مولا عزّ وجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت ووقعت ان جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی؟ مولانا نے فرمایا، یہاں کے علماء نے جواز پر فتویٰ دیا ہے، حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو جاری رہی تھی، مجھ سے استفسار ہوا، میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا ممکن ہے کہ روایتاً جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہوگا۔ وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گذارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتویٰ کا لفظ نہ تھا حضرت مولانا حامد رضا خان سے کان میں جھک کر پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے رہی تھی۔ لہٰذا ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرا نام لیا، نام سُنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اُٹھ کر بیتابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے، پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ دوادنے کامل ترقی کی۔ اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے، وہ حکمتِ الٰہیہ یہاں آکر کھلی، سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے جن میں خلیل احمد انبٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علماء مکہ حضرت شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ ومفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے۔

میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ حضرت مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبد الاحد صاحب بھی ہمراہ تھے۔ میں نے بعد سلام ومصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اسے آیات واحادیث و اقوال آئمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے، جب میں نے تقریر ختم کی، چپکے سے اٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کو **هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیءٍ عَلِيم** لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھالائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔ میں حمد الٰہی بجالا اور منرو دگار پر واپس آیا۔ مولانا سے مقام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا۔ اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم، آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور ان کے والد ماجد سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھ (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گذارش کی کہ قلم دوات دیجئے۔ حضرت سید مولانا کمال و مولانا سید اسمٰعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرماتے تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہئے۔ دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہوسکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں۔

میں نے اپنے رب عزّ وجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں تبیض کرتے، اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔ میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں۔ حضرت شیخ الخطباء حضرت شیخ کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور رسالہ سننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا، رسالہ کی قسم اول ختم ہوچکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے۔ قسم دوم لکھی جارہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا: میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں قبول کیا رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل وکمال و باں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی، یہ لفظ فرمائے کہ: **اَنَا اُقَبِّلُ اَرْجُلَكُمْ، اَنَا اُقَبِّلُ اَنْعَالَكُمْ** آمین میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں

تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔ یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت! میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا۔ اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے، صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف میں آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ ودینیہ میں، مصر میں چھپ چکی تھیں، ان کا خادم پیام لایا: کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوؤں گا، فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جا تا ہوں، تجویز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں، ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی۔ وہاں زوال ہوتی ہی معاً اذان ہو جاتی ہے، اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا۔

آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار تھا ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد نماز عشاء فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل تبیض سب پوری کرادی۔ **الدولة المكية بالمادة الغيبية** اس کا تاریخی نام ہوا، اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد نصف شب تک کہ عرب گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں، شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا: اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں دو وہابی بیٹھے تھے، ایک احمد فلکیہ کہلاتا، دوسرا عبدالرحمن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ سیں، بحث میں اُلجھا کر وقت گذاریں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا۔ آگے بڑھے، انہوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا، حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا: کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراج بے قاعدہ ہے، ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں، اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے۔ یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا، کچھ دور پہنچے تھے، انہیں اُلجھانا مقصود تھا پھر متعرض ہوئے، اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ سیدنا! حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جابے جا اُلجھتے ہیں، حُکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم تو ہو کتاب پڑھ کر سناؤں۔ شریف صاحب نے فرمایا: **اقــراء** : آپ پڑھئے! اب ان کی ہاں کون نہ کر سکتا تھا، معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولانا

کتاب سناتے رہے، اس کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا: اللّٰہ یُعْطِیْ وَھٰؤُلاءِ یَمْنَعُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ (وہابیہ) منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک نصف کتاب سنائی، اب دربار برخاست ہونے کا وقت آ گیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا کہ یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے جا کر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک تمہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا اور وہابیہ پر اوس پڑ گئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان کا تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمہارا کفر وشرک تمہیں پر پلٹا۔ وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا یا مولا عزّ وجل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم علمائے کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنا شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا اور اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجئے وہ سید تھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں۔ اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ مرداد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے ہیں۔ حضرت مولانا ابوالخیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مرداد کا لینے کو آنا مجھے شبہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولےٰ عزّ وجل کی رحمت میں اس وقت کتاب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسمٰعیل لوااللہ عزّ وجل جنات عالیہ میں حضور رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گذارش بھی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آتے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولانا ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی واللہ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہٖ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرام کہلاتا (اسے کسی طرح اپنے) موافق کیا۔ احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے۔ آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے۔ خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بڑک جائے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان (وہابیوں کا دوسرا مکر) سے گذارش کی کہ ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہٰذا مجبورانہ اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء کمہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل ومولانا شیخ

صالح کمال و مولانا ابوالخیر مرداد اس کے ساتھ ہوگئے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبورانہ بھی اس پر آ سی پڑی۔ پاشان نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا:

یَاخَبِیْثُ ابْنَ الْخَبِیْثِ یَاکَلْبُ ابْنَ الْکَلْبِ اِذَا کَانَ ھٰؤُلَاءِ مَعَہٗ فَھُوَ لِیُفْسِدُ اَمْ یُصْلِحُ

''اے خبیث ابن خبیث اے کتے کے بچے جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا۔''

اس روز سے مولانا اسمٰعیل وغیرہ **اے ناهب الحرام** کہتے اور احمد فلکیہ کو احمق سفیہ اور ایک اور مخالف کو معصوم، مولانا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت (وہابیوں کی ترقی مسلمانوں کے یہاں ذلت ہے) پہنچی، یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا۔ اسی طریقے کی ذلّت پائی۔ دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہٖ تعالیٰ **حسام الحرمین** کی کاروائی جاری کی۔ اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں: آپ حضرات کے پیش نظر ہیں۔ ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا اُدھر حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی، مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں (وہابیوں کی ترقی مسلمانوں کے یہاں ذلت ہے) نذرانہ لے کر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ فرمایا: کیا تم خلیل احمد ہو؟ کہاں ہاں! مولانا نے فرمایا، تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھی ہیں، میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دستگیر قصوری مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھ کر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اس میں انبیٹھی صاحب اور ان کے استاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا: حضرت! کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدّہ فرار ہوگئے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا، اور انہوں نے بعینہٖ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا: میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا۔ میں نے کہا: مولانا! آپ نے بھگا دیا۔ فرمایا: میں نے، میں نے کہا: ہاں آپ نے۔ فرمایا: یہ کیونکر! میں نے عرض کیا: جب آپ نے کیا فرمایا! فرمایا: میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا: اسی نے اسے بھگایا۔ آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے اس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا: واللہ! یہ مجھ سے رہ گئی میں نے کہا تو

....

(بقیہ صفحہ گذشتہ) **انبیٹھی جی کے بارے میں مولانا صالح کمال کا ایک نامی نامہ۔**

صاحب الفضیلة والاخلاق والمجة الجمیلة حضرة السید اسمٰعیل افندی حافظ الکتب حضرت عندنا قبل تاریخة رجل من اهل اهند یقال له خلیل احمد مع بعض علماء الهند المخاورین بمکة یستعطف خاطرنا علیه لانه قدبلغه انے شدید الغیظ علیه وانا لااعرفه' شخصاً فقال یا سیدی بلغنی ان کم واجدون علی و ذالک لسبب انی ذکرت ماوقع منه فی البراهین القاطعه لدی حضرت الامیر حفظ اللّٰه فقلت له' لعلک خلیل احمد الانبیٹهی فقال نعم فقلت له' ویحک کیف تقول فی البراهین قاطعه تلک المقالات الشنیعة و تجوز الکذب علی اللّٰه جل جلاله' کیف الاغتاظ علیک ولقد کتبت علیها بانک رجـــل زنـــدیـــق وکیف

ترجمہ: بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علمائے ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اُوپر اس لئے کہ اسے خبر پہنچی کہ اس میں سخت ناراض ہوں اس پر، پس کہا: اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھ پر ناراض ہیں۔ یہ آنا اس کا اس سبب تھا کہ جو کچھ اس سے براہین قاطعہ ہیں واقع ہوا تھا اس کو میں نے حضرت امیر حفظ اللہ سے ذکر کردیا تھا پس میں نے اس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے۔ کہا ہاں میں نے کہا: تجھ پر افسوس ہے تو کیوں کر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہٗ پر، کیوں کہ نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھ کو ان کی برابر زندیق اور کس طرح

آپ ہی نے بھگایا۔ زمانہ قیام میں علماء عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں۔ ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا، مذاکرات علمیہ رہتے۔ شیخ عبدالقادر کردی مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے۔

تعتذو وبنكر وهي قد طبعت و شاعت عنك وقال يا سيدي هي لي ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولاكن فيها فاناتائب و راجع عما فيها مما يخالف اهل السنة والجماعة فقلت له' ان اللّٰه يحب التائبين والبراهن موجودة وساخرج لك منها هذا الذى انكرتة وتجاسرته به على الله جل شانه فصار ينتصل ويعتذور يقول ان كان فهو مكذوب على وانا رجل مسلم موحد من اهل سنة والجماعة فتعجبت منه كيف ينكر ما هو مطبوع فى رسالة البراهين القاطعة المطبوعة بلسان الهندو ظهرلى انه انما قال ذالك تقية

عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ براہین قاطعہ چھپ کر تیری جانب سے شائع ہوچکی ہے۔ پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے۔ مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے اس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اس میں کچھ مخالف مذہب اہل سنت والجماعت ہے اس سے رجوع کرتا ہوں۔ پس میں نے کہا بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا اور جرأت کی تو نے اللہ جل شانہٗ پر تو عذر وخوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے۔ اور میں مسلمان موحد سنی ہوں، میں نے نہ اس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالفت مذہب اہلِ سنت سے ہے۔ مجھے تعجب ہوا کیوں کر انکار کرتا ہے اس بات سے، جو چھاپی جاچکی ہے اس کی براہین قاطعہ میں، کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے

مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے۔ ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گذارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد۔ ان کے یہاں دعوت میں انواع اطمعہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے، ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی گئی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی، نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ! ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے: کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہوجائیں فقیر کے دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا۔ مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر آلہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا، مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی گنتی نہیں اور مولانا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی

دن میں دوبارہ بھی تشریف لاتے ، اور ایک بار کا آنا تو ناغاہی نہ ہوتا۔ آخر محرم میں کہ طبیعت بہت روبہ صحت ہوگئی

کانهم مثل الرفضة یرون التقیة واجبة واردت ان احضرها واحضر من یفهم ذالک اللسان لاقرره وما فیها و استبتیه لکنه فی ثانی یوم من مجیه عندنا اهرب الیٰ جلدة والاحول والا قوة الا باللّٰه اجبنا اعلامکم بذالک ومتم

محمد صالح کمال

۲۸ ذی الحجه ۱۳۲۳ ھ

گویا وہ مثل روافض کے ہے جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں گا اور اس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تاکہ اس سے اقرار لوں اس کا جو کچھ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔

محمد صالح کمال

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

تھی، ایک ضرورت کے سبب دوروز تشریف لانا نہ ہوا، ان دوراز میں میرا ان کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں۔ میں ان سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ کر بھیجے ؎

هذان یومان مافزنا بطلعتکم ولوقدرنا جعلنا رأسنا قدما

یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بلا آتے،

قالو القاء خلیل للعیل شفاء الاتحبون ان تبرو النا سقما

لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفاء نہیں چاہتے۔

عودتمونا طلوع الشمس کل ضحی وهل سمعتم کریماً یقطع الکرما

آپ نے ہمیں عادی کردیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا کہ کرم قطع کرے۔

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حامل رقعہ نے دیکھی۔ فوراً اس کے ساتھ ہی تشریف لائے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جانا مجھے یاد نہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے، کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہیں لے گئے۔ قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے۔ مولانا سید اسمٰعیل وغیرہ ان کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے۔ مولانا سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانۂ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فروش تھے، نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا: مجھے حرم شریف میں لے چلو! کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا،

زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر کو ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے، اپنے منصب جلالت قدر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔ ایک شاگردِ خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں، مولانا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے، میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی، فوراً روکا اور فرمایا: واللہ یہ نہ ہوگا۔ تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں۔ ان کی قسم کے سبب مجبور رہا تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا، اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انہیں دونوں میں مولانا عبداللہ مرداد و مولانا حامد احمد محمد جدّاوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے استفتا کیا تھا جس میں بارہ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں رسالہ **کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم** تصنیف کیا تھا، وہ تبییض کے لئے حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفیٰ برادر خورد مولانا سید اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ عمر بن مکی رحمۃ اللہ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا، اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردنوں علماء میں امانت ہے، مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ ایک دن کتب خانہ میں جاتا اور ایک شاندار صاحب کو دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ **کفل الفقیہ** کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے، جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے:

ابن جمال بن عبداللہ من ھذا النص الصریح حضرت جمال عبداللہ اس نصِ صریح سے ہاں غافل رہا۔

پھر کوئی مسئلہ دیکھنا تھا اس کے لئے کتابیں نکلوائیں، ان کی عبارتیں نکال کر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصیح کر رہا تھا۔ اس وقت تک نہ انہوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو، اتنے میں انہوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھ دی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے، میں نے ان پر نہ اعتراض کیا۔ بلکہ کتاب کی تعظیم کے لئے اتار کر نیچے رکھ دی اور کہا بحرالرائق الکراہیہ میں اس کے جواز کی تصریح ہے۔ میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحرالرائق الکراہیہ تک کب پہنچی۔ وہ کتاب القضا میں ہی ختم ہوگئی ہے۔ ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اُڑیں نہیں، کہا کہ میں لکھنا ہی چاہتا ہوں میں نے کہا: ابھی لکھتے تو نہیں ہو، وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے، اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے۔ حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا:

سبحان اللہ! یہ کیسا واقعہ ہوا۔ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ اس سے پہلے محرم شریف میں شدید و مدید دورۂ بخار رہ چکا تھا۔ دوبار مسہل ہوئے، ایک بار ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا۔ دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا: کہ آبِ زم زم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زم زم شریف کی کثرت کر واس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا، اور انہوں نے دوا اور بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب یعنی زمزم شریف کہ مجھے ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے، میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے۔ میری پیدائش سے پہلے حکیم سید وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا، جب سے معمول ہے کہ رات کے گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ کبھی نہار منہ پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں جو پیاس ہوتی ہے اس میں کلیاں کرتا ہوں اس سے تسکین ہوتی ہے مگر زم زم شریف کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا، اور نفع ہی کیا زور قیں ہر وقت بھری رکھتی رہتی تھی، بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی۔ کلی کر کے زم زم شریف پی لی۔ صبح وضو سے پہلے پیتا بارہ بارہ روز قیں ایک دن ایک رات میں صرف میرے صرف میں آتیں، پونے تین مہینے کے قیام مکہ میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زم زم شریف پینے میں آیا ہوگا۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے، میری واپسی حج کے چند سال بعد جب ۱۳۲۸ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زم زم کا ذکر ہوا، فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے طنک یعنی پیپے بھیج دیا کروں گا کہ تمہارے ایک مہینہ کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے جاتے ہی انہیں سفر باب عالی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا، اسی حالت میں علماء کرام کو اجازت لکھی جاتیں کہ اسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا۔ وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں بالا خانوں میں زمین پر فرش ہیں: اس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل وحضرت مولانا شیخ صالح کمال رحمہم اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا۔ ایامِ مرض میں اسی پر سوتا اور علماء عظماء عیادت کو آتے تو فرش پر تشریف رکھتے ہیں اس سے نادم ہوتا۔ ہر چند چاہتا کہ نیچے اُتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی۔ جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا۔ یہ علماء مانع ہوئے۔ اوّل تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل۔ میں نے عرض کی اگر سچ پوچھئے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے، دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں۔ اُنہوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا۔ میں نے حدیث **مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ** پڑھی۔ فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو، میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلا کہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے۔ اب آپ دعا فرمایئے: کہ میں

سرکار تک پہنچ لوں، روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگر چہ اسی وقت دم نکل جائے حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے بآں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے، بار بار اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھ دیا۔ تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا۔ جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا، اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گذارش کر دیتا۔ ایک بار کہا: مؤذنوں نے یہ جواذان واقامت تکبیرات انتقال میں نغمات ایجاد کئے ہیں۔ آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے۔ فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے نغموں کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع وسجود وغیرہ افعال نماز کرے گا، اس کی نماز نہ ہوگی۔ فرمایا حکم یہ ہی ہے۔ مگر ان پر علماء کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں۔ ایک جمعہ میں، میں خطیب کے قریب تھا، اس نے خطبہ میں پڑھا **وارض عن اعمام نبیک الا طائب حمزۃ والعباس وابی طالب** یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی۔ پہلی بار کی حاضر میں نہ تھی اور بداہتہ جانب حکومت سے تھی اسے سنت ہی فوراً میری زبان سے بآواز نکلا: **اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مُنْکَر** کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **مَنْ رَاٰیٔ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذَالِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ** فقیر بتوفیق ربّ کریم یہ حکم احکم بر وجہ اوسط بجالایا اور مولے تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: **رَاَئَیْتَ** تم نے دیکھا۔ میں نے کہا **رَاَئَیْتَ** ہاں دیکھا کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علماء نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارک باد دی کہ اس ردمنکر پر کوئی متعرض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے اُمور میں کہ جانب حکومت سے سکوت شایاں ہے۔

اسی واقعۂ مفتی حنفیہ کے وقت میں جناب سید مصطفےٰ خلیل برادر حضرت مولانا سید اسمٰعیل سے کہا **ھَلْ عِنْدَکُمْ شَیْءٌ مِنْ ھَزْمَۃِ جِبْرِیْلَ** آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے۔ سیدزادے نے فرمایا: **نَعَمْ** اور کٹورے میں زم زم شریف لائے ہیں، اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں۔ جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید جلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انہیں دیا یہ حال ان معظم ومعزز بندگانِ خدا کے ادب اجلال کا تھا۔ بایں ہمہ شدت مرض وشوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے دونوں علمائے کرام کا غصہ

سے رنگ متغیر ہو گیا اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ **تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ ثُمَّ يَكُوْنُ** تو روضہ انور پر باب حاضر ہو کر پھر حاضو ہر، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو۔ مولےٰ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے، ان کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرتِ والد ماجد قدس اللہ سرہٗ العزیز سے دیکھی تھی۔ میں اس زمانہ میں بشدتِ درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت امتداد و اشتد اد ہوا تھا۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کے میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا، اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی، ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں، فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔ الحمد اللہ! یہ جنازہ میں نے پڑھا اور یہ وہی برکات احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھیں کہ محبت پیر و مرشد کے سبب اور انہیں حاصل ہوئیں۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

ہاں تو اس خواب میں میں نے دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد اقدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔ میں شدتِ مرض سے تنگ آچکا تھا، زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سُنتے ہی حضرات والد ماجد قدس سرہٗ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں: واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ حاضری مدینہ طیبہ ہوئی اس وقت مجھے باون واں ہی سال تھا۔ یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی۔ یہ چودہ سال کی پیشن گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب دیتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے۔ ابھی چند ماہ ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس سرہٗ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا، روزہ نہ چھوڑنا۔ ویسا ہی ہوا، اور ہر چند طبیب نے کہا: میں نے بحمد اللہ روزہ نہ چھوڑا، اور اسکی برکت نے بفضلہٖ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے: **صُوْمُوْا تَصِحُّوْا** "روزہ رکھو، تندرست ہو جاؤ گے۔" وہ حضرات علماء بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زیادہ ہو۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: یہاں کی شدتِ گرمی تمہارے لئے باعثِ تپ ہے۔ چلئے گرمی کا موسم نہایت معتدل اور وہاں میرا مکان بہت فضا ہے، چلئے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گذارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو ہنس کر فرمایا کہ میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہ کر تم

سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آمدوشد کے ہجوم سے تمہیں فرصت نہیں۔ مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا: اجازت ہو تو ہم یہاں تمہاری شادی کی تجویز کریں۔ میں نے کہا: وہ کنیز بارگاہِ الٰہی جسے میں اس کے دربار میں لایا اور اس نے مناسک حج ادا کئے کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اسے یوں مغموم کروں۔ فرمایا: ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمہارے قیام کا سامان ہو جاتا۔

اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالاخانے پر تھا، چالیس زینے کا تھا اور اس سے اُترنا اور چڑھنا نہ مقدور تھا۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی نا آشنا سے بزرگ میرے بھائی مولوی رمضان خاں کو ملتے تو فرمایا: کئی دن سے تمہارے بھائی کو نہ دیکھا انہوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرما کر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تم کو یہیں ملوں گا۔ دس بجے دن کے یہ بخار رہا، نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کیساتھ پیش آیا۔ نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کر کے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے میں پڑھنا تین مصلوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے، اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چار نمازیں سب کے بعد چار نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے، اس کے بعد نماز حنفی ہوتی ہے اس کے بعد باقی تین مصلوں پر، وہ لوگ اپنے لئے اسے بہت تاخیر سمجھتے۔ آخر کوشش کر کے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں۔ اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی، اگر چہ کتب حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین پر بھی بعض نے فتویٰ دیا مگر اصح و احوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ہے ارفقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ **اجلی الاعلام بان الفتوے مطالقا علی قول الامام** میں ہے۔

اِذقَالَ الْاِمَامُ فَصَدِّ قُوْہٗ　　　　فَاِنَّ الْقَوْلَ مَاقَالَ الْاِمَامُ

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی، میں اس بار جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال حضرت مولانا سید اسمٰعیل ودیگر بعض محتاطین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات امامت پر اس فقیر کو مجبور فرماتے۔ پہلے شیخ عمر صحی کا مکان کرایہ پر لیا تھا۔ پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لئے گئے۔ بالاخانے کے دروسطانی پر میری نشست تھی، دروازوں پر جو طاق تھے، بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا رہتا تھا، وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے۔ اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لئے پلنگ لایا گیا، وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لئے جگہ وسیع رہے۔ اس وقت کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا: وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں

میں نے عرض کی: صَالَحْنَا هُمْ فَصَالَحُوْنَا ہم نے ان سے صلح کی تو انہوں نے بھی ہم سے صلح کی۔ اس پر بعض علماء حاضرین نے کہا: میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آخر بیٹھتے ہیں انہیں اڑاتے ہیں، کنکریاں مارتے ہیں، سلامیوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھرتھرا کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں، انہیں اڑانا یا ڈرانا منع ہے۔ پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھتا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اٹھا کر خود بیٹھے۔ ان علماء نے فرمایا: یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں، اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں، میں نے کہا: کیا یہ ابتدا بالایذا کرتے ہیں، کہاں ہاں! میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں۔ چیل کوّے فاسق ہیں۔ وہ ساکت ہو گئے۔ شریعت میں وہ جانور فاسق ہے جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ایذا پہنچائے، ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل، کوّا، بندر، چوہا، چیل، کوّے اور زیور اٹھا کر لے جاتے ہیں، بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں، چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہِ شرارت ایذا دیتے ہیں لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلی کے کہ اگرچہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑتی ہے مگر اپنی غذا کے لئے نہ تمہاری ایذا کے لئے۔ کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گریں گی نہ یہ چمنی پر کنکری مارنا انہیں مقصود ہو۔ اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں۔ اگر اسی وقت منضبط کر لئے جاتے، محفوظ رہتے۔ مگر اس کا ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی احساس نہ تھا۔

جب اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت ہوئی، وہاں ایک سلطانی حمام ہے۔ میں اس میں نہایا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا۔ حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہو گیا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمتِ الٰہی میں تیرتا ہے، فوراً سنگ اسود شریف کو بوسہ لے کر بارش میں ساتھ پھیرے طواف کیا، بخار پھر عود کر آیا، مولانا اسمٰعیل نے فرمایا: ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا: حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمداللہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف بحمداللہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا۔ بارش کے سبب طائفین کی کثرت نہ تھی اور اس سے زیادہ لطف کا طواف بفضلہٖ عزّ وجل گیارہویں ذی الحجہ کو نصیب ہوا تھا۔ طواف زیارت کے لئے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے۔ عام حجاج دسویں ہی کو منا سے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ میرے ساتھ میں مستورات تھیں اور خود بھی بخار اٹھائے ہوئے تھا۔ گیارہویں کو بعد زوال رمی جمار کر کے اونٹوں پر مع مستورات روانہ ہوا، حرم شریف میں نماز عصر ادا کی۔ آج تمام حجاج منا میں تھے حرم شریف میں صرف پچیس تیس آدمی تھے آج طواف اطمینان سے ہوا۔ ہر بار جھبر کر سنگ اسود شریف پر منہ ملتا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا۔ ایک اعرابی صاحب جنہیں پہچانتا نہیں، مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف کر رہے تھے اُنہیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ بھوں کو سنگ اسود کا بوسہ لینے دو، یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھی کی مستورات بھی مشرف بہ بوسۂ سنگِ اسود ہوئیں: الحمدللّٰہ وتقبل اللّٰہ

بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف مبارک ہاتھ میں لے کر یہ دعا عرض کرنی شروع کی:

یَاوَاجِدُنَایَامَاجِدُلَا تَزِلُ عَنِّی النِّعْمَۃَ اِلنِّعْمَتِھَاعَلَیَّ

اور بہت ہی پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی ویکسوئی تھی مگر تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آ کھڑے ہوئے اور بآواز چلا کر رونا شروع کر دیا ان کے چلانے سے کچھ طبیعت ہٹی، پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلی ڈالے۔اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا۔

مغرب پڑھ کر منا کر واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں ان سے سند لے کر علو حاصل کروں مگر بفضلہٖ تعالیٰ تمام علماء سے میری ہی سند عالی تھی۔ یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم جہاں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں، ممکن کہ کوئی صاحب جفر واں مل جائیں کہ ان سے اس فن کی تکمیل کی جائے۔ ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں، نام پوچھا معلوم ہوا مولانا عبدالرحمٰن دہان حضرت مولانا احمد دہان کے چھوٹے صاحبزادے۔ میں نام سن کر اس لئے خوش ہوا کہ یہ اور ان کے بڑے بھائی صاحب مولانا اسعد دہان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے ہیں۔ میں نے مولانا عبدالرحمٰن کو بلایا وہ تشریف لائے، کئی گھنٹے خلوت رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو ان کے پاس ناقص تھا قدرے اس کی تکمیل ہو گئی اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ یہ ہوا، وہاں بھی ایک صاحب عبدالرحمٰن نام ہی کے ملے۔ یہ عبدالرحمٰن وہاں عربی مکی ہیں اور وہ عبدالرحمٰن آفندی شامی ترکی۔ کئی روز متصل تشریف لاتے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے، ہجوم حضرات اہلِ علم و معززین کے سبب انہیں بات کا موقع نہ ملتا۔ کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے فرمایا: یہاں نہ میرا اب قیام ہے نہ تیرا، میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان آؤں گا، وہ تو نہ آئے مگر مولانا سید حسین مدنی...... صاحبزادہ مولانا عبدالقادر شامی مدنی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور چودہ مہینے فقیر خانے پر قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق و تکسیر سیکھے۔ انہیں کے لئے میں نے اپنا رسالہ **اطائب الاکسیر فی علم التکسیر** زبان عربی میں املا کیا۔ یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اسے سمجھتے جاتے، علم جفر میں اتنی دست گاہ ہو گئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لئے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کر لیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں، اگر چہ مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکال لیتے، میں نے جداول کثیرہ اس فن کی دیں کہ خود اس فن کی تکمیل جلیل کے لئے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں، رخصت کے وقت انھیں نذر کر دیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سُنی نہ تھا۔ انہوں نے میرے آقا زادے حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعے

سے سوال کرایا، جواب نکلا: سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا یہ حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رورعایت صاف کہہ دیا جائے، میں نے یہ ہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا، ارو مرض بڑھتا گیا اب حضرت ہی کے ذریعے ی سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہوگی اپنے شہر میں...... یا نینی تال پر کہ اس وقت تبدیل آب وہوا کے لئے مریضہ کا وہیں قیام تھا۔ یہ سوال ۸ شوال المکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا۔ جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہوگی اور کہاں ہوگی، اس کے جواب میں میں نے ان کے شہر کا پہلا حرف اور اس کے بعد ق اور اس کے بعد ۲ کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھ دیا، وہاں کے جفارے بلائے گئے کہ اس معمہ کو حل کریں، انہوں نے حرف سے نام شہر مراد تھا اور ق سے قریب اور دو سے حرف ب کہ اوّل لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہوگی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں، ایسا ہی ہوا تو ۷ محرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی، جب اس جواب کا شہرہ ہوا۔ اطراف سے جلد بازوں کے خط ذیقعدہ ہی سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی۔ میں نے کہا: بھائیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کے لئے تم ابھی سے موت کو تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کرلیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کروں گا کہ باذنہٖ تعالیٰ پھر غلطی نہ ہو۔ یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین ان کا اعلان چاہتے ہیں۔ ان کی حالت تو یہ ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے، تو اس علم میں ناظر کو غلط فہمی کیا تعجب ہے اور ہو بھی مجھ جیسے کے لئے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ مذاکرہ کرنے والا۔ صرف ایک قاعدہ بدوح ملیں کہ مزدوجات سے ہے، والا حضرت عظیم البرکۃ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہٗ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا۔ اس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور رواج ہیں: ان کی نسبت اسی فن سے سوال کیا، اس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں۔ صرف دو کتابوں کو مدح کی جو ان سے رائج کتابوں سے جدا ہیں۔ جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرادیں، انہیں مطالعہ کیا جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف ہوا، ہوا۔ اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہولیا تھا اس سے سوال کئے۔ اس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا۔ اب جو آگے اُلجھا اس سے پوچھا اس نے بتایا۔ اور حل ہوا، اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی۔ میری کتاب سفر السفر عن الفجر با جفر انہیں مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب، اس نے ایک دوسرے علم زایرچہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے رسالہ فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ پتے دیئے گئے ہیں، ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے۔ میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا۔ اس نے روشن طور سے بتادیا،

اب جوان بارہ پہلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہوگئیں، میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے، اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ: چندروز کچھ اسمائے الٰہیہ تلاوت کئے جاتے ہیں، مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضورِ انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ اگر سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے ہو ورنہ چھوڑ دے۔ میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کئے، پہلے ہفتہ میں سرکار کا کرم ہو جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں۔ اس سے اذن کا استنباط ہوسکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا۔ غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہوگا کہ علم اولیائے کرام کا ہے۔ اہل بیت عظام کا ہے۔ امیر المومنین علی المرتضیٰ کا ہے رضی اللہ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کروں گا اور صحیح اُترا تو فن کا اشتغال چھوڑ دوں گا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی وقت کون سہے۔ جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اُترا، اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا۔ طبعزاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنہوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں، ان سے پہلے مولانا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے۔ انہوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھا، حضرت نے ارشاد فرمایا: کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہوسکتا خود آیئے۔ وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لائے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہٗ کے یہاں رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی وصالح وعالم تھے، وہ جہاں ہوں اللہ تعالیٰ انہیں خیر وخوبی سے رکھے حضرت قدس سرہٗ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ سیکھو ان کو بتاؤ۔ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کر سکا کہ اگر ممانعت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکہ کروں گا۔ آٹھ مہینے تک انہیں سکھایا، ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے، وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منظبط کر لئے، آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اجلا با ضابطہ مرتبہ فرما لیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا۔ مجھے دکھاتے میں گذارش کرتا دیکھئے یہ جواب رکھا ہے۔ اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا۔ میں گذارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القاء ملک سے ہے اگر القاء نہ ہو اپنا کیا اختیار؟ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لئے انہیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں، ان کی محبت وصلاح وتقویٰ کے سبب اکثر ان کی یاد آجاتی ہے۔ جزیرۂ سنگاپور سے ایک خط ان کا آیا تھا اس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں۔ سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم وبے طمع عربی میں ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا، ان کی خوبیاں دل پر نقش ہیں۔

میں حضرت سید اسمٰعیل پر تذکرہ اکثر ان کے سامنے کرتا تو فرماتے: یہ سعادت ان کی کہ ان کی ایسی یاد تمہارے قلب میں ہے۔ اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیوں کر دیکھیں کہ ان کی کتنی یاد ہے۔ یہاں سے ملک چین تشریف لے گئے پھر ان کا کوئی خط بھی نہ آیا۔ نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ ان کا کوئی خط گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی میر ابراہیم مدنی ان سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو ان کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارسال تشریف لائے تھے!

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہوگیا۔ اونٹ کرایہ کر لئے سب اشرفیاں پیشگی دے دیں، آج سب اکابر علماء رخصت ہونے کو ملا، وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے بُرا مانتے ہیں۔ ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نو فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عادی نہیں اور چائے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے کو مضر ہے اور میرے گردے ضعیف رات کو معاذ اللہ بہت بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری سب جاگتے کٹی۔ صبح میں سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی رہا۔ جمالوں سے کہہ دیا گیا کہ تا شفا نہیں جا سکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی انہی کے ساتھ گئیں، ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاستر لگائے، دو ہفتے سے زائد تک معالجے کئے۔ بحمد اللہ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چمک ہو جاتی تھی۔ اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کئے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلا علے اللہ تعالیٰ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبہ تن سے کعبۂ جاں کی طرف روانہ ہوا۔ براہِ بشریت مجھے بھی خیال آیا تھا کہ اونٹ کا یال سے کیا حال ہوگا ولہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ کی ہوں گی بلکہ جدّہ سے براہِ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا۔ حال کا ضرر پہنچا درکنارہ چمک کہ روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی، دفعۃً دفع ہوگئی، وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہٖ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی ہے۔ یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے، مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہر چند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا۔ پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جانِ نور میں کیا جو حاضریٔ دربارِ معلےٰ میں لکھا گیا تھا۔

وہ دیکھو جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی! پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدّہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے۔ کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اس میں جہاز کا سا مستول تھا۔ ہوا کے لئے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے، حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے، ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے، ایک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر، تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو، چوتھا حضرت سیدی اہدل کو علےٰ ہذا القیاس رضی اللہ عنہم۔ ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دل کش لہجے سے ہوتیں، اور بہت خوش آتیں۔

ایک حبشی صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان سے کہا گیا، نہ مانے، معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے، میں نے ان سے کہا: یا شیخ انہوں نے کہا الشیخ عبدالقادر جیلانی۔ شیخ تو حضرت عبدالقادر جیلانی ہیں۔ ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے، انہوں نے اس پہلے بزرگ کو سمجھا دیا، اس کے بعد جب ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے، پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے۔ تین روز میں کشتی رابغ پہنچی، یہاں کے سردار شیخ حسین تھے، ٹیٹوں کے مکان قیام کیلئے تھے۔۔ جب ان میں اترنا ہوا، اللہ اعلم! لوگوں کو کس نے اطلاع دی، ان کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزا کی جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کو مدت سے نافیصل پڑھا تھا، پیش کیا، میں نے حکم شرعی عرض کیا، بحمد اللہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہوگیا ربیع الاوّل شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا۔ یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے۔ نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا تھا، تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا۔ گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہوگئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا۔ جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن نہ گھی ہے **ولاحول ولاقوۃ اِلّا باللّٰہ العلی العظیم** یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستاں جنت نشان ہوئے۔ **الحمدللہ رب العلمین**

راہ میں جب منزل بیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز میں نہ رہتا: میں اور میرے رفقا اتر پڑے، قافلہ چلا گیا، کرمچ کا ڈول پاس تھا، رسی نہیں اور کنواں گہرا۔ عمامے باندھ کر پانی بھرا، وضو کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی، اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے۔ اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا منہ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اور اس پر سوار ہوا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا: ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا۔ کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا: جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے۔ میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی۔ قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا۔ یہ سب میری سرکار کرم کی وصیتیں تھیں۔ **صلی اللّٰہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ**

عترته قدر رأفته و رحمة ورنہ کہاں یہ فقیر، اور کہاں سرور رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکار اعظم میں حاضر کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک کہیں راستہ میں نکل گیا۔ یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہ بھی سرکار کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا۔

دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا۔ اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام سامان کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا۔ اس پر بار اس نے شیخ کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کہ یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں۔ میں ہر چندان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا۔ مگر انہوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی تھی کہ شیخ سے کچھ نہ لینا۔

یہاں کے حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہٖ تعالیٰ اکتیس روز کی حاضر نصیب ہوئی۔ بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی۔ صبح سے عشاء تک اسی طرح علمائے عظام کا ہجوم رہتا۔ بیرون باب مجیدی مولانا کریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر آلہ آبادی رہتے تھے۔ ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ حسام الحرمین و دولت المکیۃ پر تقریظات میں اُنہوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللّٰہ خیرا کثیرا یہاں بھی اہل علم نے دولت المکیۃ کی نقلیں لیں۔ ایک نقل بالخصوص مولانا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی۔ میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام بغداد مقدس وغیرہا کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے، ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ

علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں لیں اور اجازتیں لیں۔ خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی۔ اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے: میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں۔ فرمایا: واللہ سید تم ہو۔ میں نے عرض کی: میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی سید ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مولی القوم منهم قوم کا غلام آزاد شدہ انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین!

یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بریلوی و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان غنی بن عبدالسلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں۔ ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اُٹھ گئے تھے۔ مکہ معظّمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمدہٖ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں، زیادہ زمانہ قیام انہیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب معہ تقریظات مکہ

معظمہ دیکھتے اور کوئی کوئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے۔ مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا: اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کرکے شائع کرنا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیۃ پر تقریظات کا خیال ہوا۔ دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی۔ یہ آنکھوں سے معذور ہوگئے تھے، یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو، عشاء کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے، میں نے کتاب سنانی شروع کی۔ بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرأت کے ساتھ مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے، جابجا ان کا ذکر میں نے **دولۃ المکیۃ** حاشیہ **لافیوض المکیہ** میں کردیا۔ بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں جوان جوابوں کا غبار رہا۔ مجھے بعد کو معلوم ہوا، اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کرلیتا۔ ایک رات اُن کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ اُلجھنے لگے۔ حامد رضا خاں نے انہیں جواب دیئے جن کا وہ جواب نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اُٹھے، مجھے معلوم ہوگیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انہیں صواب کی راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں، جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم۔ وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرۂ بے مقدار کا مشتاق بنا رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں، اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے۔ میں نے عرض کی: میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔

کریماں کہ درفضل بالا تزمذ　　　سگاں پرورند و چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں　　　ہمسوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہد احمزہ رضی اللہ عنہ کو حاضر ہوا۔ باقی سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حاضری رکھی۔ سرکار کریم ہیں: اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خریب ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ؎

ہم کو مشکل ہے انہیں آسان ہے

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لئے ہیں پا بر کاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ دیئے وہ سب تو **اجازت المتینۃ** میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر تک مشایعت فرمائی، اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔ اونٹ جدّہ کے لئے کئے تھے، اب موسم سخت گرمی کا آ گیا تھا اور بارہ منزلیں: منزل پر ظہر کی، نماز کہ ٹھیک زوال ہوتی ہی پڑھتا تھا اور معاملۂ قافلہ روانہ ہوتا تھا، سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر، اللہ تعالیٰ مولوی نذیر احمد کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے: کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لے کر سایہ کرتے، جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھ دیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں۔ ابتدا میں یوں نہ کر سکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوگا، انہوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلاطمع بلامعاوضہ محض اللہ و رسول عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیسے آرام دیئے، اللہ تعالیٰ ان کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے آمین! جدّہ پہنچ کر جہاز تیار ملا، بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے، خریدے اور روانہ ہوئے۔ جب عدن پہنچے تو معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا، عدن پہنچ کر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائے گا۔ ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں۔ اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اس نے کہا: بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا۔ ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی۔ راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولیٰ تعالیٰ نے ہر طرح امان رکھی۔ جب کراچی پہنچے ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا، جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چورنگی کی چوکی، جس پر انگریز یا کوئی گورا نوکر اسباب کثیر، یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم وارشاد فرمانے والے پر بیشمار درود وسلام! ان کی ارشاد فرمائی ہوئی، دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھ کر بارہ آنے محصول کہا، ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دے دیئے۔ چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ، سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر بارہ آنے کہہ کر چلا گیا۔ پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ آنے ہی کہے اور رسید دے کر چلا گیا۔ اب سوا روپیہ باقی رہا، اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا، تا کہ دو سو روپیہ بھیجیں۔ یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کر بمبئی سے آتا کراچی سے کیسا آیا۔ بارہ، روپے پہنچ گئے۔ بمبئی کے احباب وہاں لے جانے پر مصر ہوئے، وہاں جانا پڑا۔ مولوی حکم عبدالرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی۔ آدمی بھیجے، بااصرار احمد آباد لے گئے، سواریوں کو بمبئی سے محمد خاں واحمد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کو بفضلہٖ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں **المرجفون فی المدینۃ** کی وراثت

سے یہاں یہ اڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہوگیا۔ بمبئی آکر یہ خبر سُنی، احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہہ دیا جائے۔ واحد قہار نے ان کا کذب خود ہی سب پر روشن فرمادیا تھا، مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں اتنا ہوا کہ یہ آیہ کریمہ: اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اس میں کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا یہاں انہیں دیر لگی کافروں نے اڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لئے گئے۔ میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو استفسار واقعات کے خطوط لکھے جس کے جواب انہوں نے وہ دیئے کہ سُنیوں کا دل باغ باغ ہوگیا اور وہابیوں کو کلیجہ داغ داغ والحمد اللہ رب العالمین، ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ اعداء ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سُنیوں کو بھی میرے مخالف کردیا تھا: یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا۔ علم الٰہی اور علم نبوی کا متناہی فرق میں نے ظاہر کردیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذاً باللہ یہ قدرت نبوی کو نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے۔ کچے ناسمجھ لوگ آیہ کریمہ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًا پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں آگئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے، یہ بھی انہیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے، میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح و ظفر مولیٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی۔ اُن صاحب نے اپنے زعم پر کہ مجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اس نے اپنا سکہ جما لیا آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرادوں گا۔ مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے ان کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ میں ہی ہوں ان کی نسبت دھوکے سے چندے منگانے کا دعویٰ ہوا، اور جیل بھیج دیئے گئے۔ جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹ کر آچکے تھے۔ مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا: میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں میں نے کہا: علماء عظماء کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا: میں اسی وقت آؤں گا۔ میں نے کہا اس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی: تشریف لائے اور کلمات استمالت و استعفا کے فرمائے۔ میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہٖ تعالیٰ اس کا کچھ غبار بھی نہ تھا۔ پھر ہندوستان تشریف لاکر بھی مجھ سے ملے، اظہار نام کی ضرورت نہیں،

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تم وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی۔ ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہوگیا۔ جو یاد آیا بیان کیا، نیت کو اللہ عزوجل جانتا ہے: قَالَ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر، یہ برکات ہیں، ان دعاؤں کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی۔

والحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ الکریم وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

مولف: ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ اشعار نعت شریف سنانے کی درخوست کی، استفسار فرمایا: کس کا کلام ہے۔ انہوں نے بتایا: اس پر ارشاد فرمایا: سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سُنتا، مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام، اوّل سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ البتہ مولانا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جا بجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا و بے جا ہے۔ مولانا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی، ورنہ احتراز فرماتے۔ حسن میاں مرحوم کے یہاں بفضلہٖ تعالیٰ یہ بھی نہیں، ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتادیے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیات اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے، ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا ؎

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت　　　　خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ جس کے لئے جس کے لئے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَد، فَاَنَا اَوَّلُ الۡعَابِدِیۡنَ ط

اے محبوب تم فرمادو کہ اگر رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا۔

ہاں شرط و جزا میں علاقہ چاہے وہ اسمہ آیۃ کریمہ کی طرح یہاں بھی بروجہ حسن حاصل ہے بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں، سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَیُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ　　　　اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔ یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں یا دے سکتا ہے مگر بخال مانع ہے یا جسے نہ دی اور اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد سے کوئی اور محبوب ہے اس کے لئے بچار کھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں، باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھ کر جواد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔ جیسے ارشاد ہوا:

لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ

اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا رشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہود یو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو۔

ہمیں اگر اپنے لئے بیٹا بنانا ہوتا تو انہیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا،

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے   بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان کا کلام ایسا ہے، باقی اکثر دیکھا گیا ہے: کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔

غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولانا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی، میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولانا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا ۔

بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد میں منتہائے حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آرہے ہیں۔ ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں نو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں، تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

عرض ۱ حضور طالب اور بیعت میں کیا فرق ہے؟

ارشاد طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنی پورے طور سے بکنا: بیعت اس شخص سے کرنا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی:

اولاً : سنی صحیح العقیدہ ہو۔

ثانیاً : کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلاکسی کی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل سے نکال سکے۔

ثالثاً : اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

رابعاً : فاسق معلن نہ ہو۔

(اسی سلسلہ بیان میں ارشاد ہوا کہ:) لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں، بیعت کے معنی نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحیٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا: اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں، ان مرید نے عرض کی: یہ ہاتھ حضرت یحیٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحیٰ منیری ظاہر ہوئے، اور ان کا نکال لیا۔

عرض ۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جا رہے تھے۔ پہلی بار فرمایا: سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمہ تم بیعت نہ کروگے۔ عرض کی: حضور ابھی کرچکا ہوں، فرمایا ایضاً: پھر بھی۔ انہوں نے پھر بیعت کی۔ آخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: سلمہ تم بیعت نہ کروگے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دوبار بیعتر چکا ہوں۔ فرمایا وایضاً پھر بھی! غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی، ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرماتا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا، اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ قارہ سے تھے، سلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا ہیں کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مددان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔ انا سلمة ابن الاكوع واليوم يوم الرضع: میں سلمہ ابن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت خواری کا دن ہے۔ ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم

جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں بھاگنا دشوار ہوگیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہری اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اٹھی، یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے، اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامن گر پھٹا، تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں، اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو فارس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ عنہ **کو راجل رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خوب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں **اسد من اسد اللّٰہ و رسُولہٖ** فرمایا: اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر، ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی، تھا ان پر بندھا ہوا چکا۔ فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے۔ اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں: باگ چھوڑ دی اور کہا: جدھر تو جانتا ہے چل۔ گھوڑا اُڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن قاری سے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اس کے اس پورا ہونے آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی، انہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا، خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے، اس نے کہا: میری بی بی کے لئے کون ہوگا! فرمایا: نار اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لا کر حاضر بارگاہِ انور کیا۔

عرض ۳ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد اگر وجد صادق ہے اور حال غائب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں۔

که سلطان نگیرد خراج از خراب

اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسر یعنی لچکے توڑنے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لئے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حسن و محمود ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انہیں میں سے ہے۔

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

عرض٤ اگر کوئی تنہا خشوع کے لئے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا۔

ارشاد یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیر خدا ہے۔ یہاں ایک حدیث وہابی کش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے۔ عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرمائے مثلاً ایک سب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لئے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لئے گئے انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا: صدیق نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِیْہِ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سن لیتا ہوں۔

یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں، فاروق نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَطْرُدُ الشَّیْطَانَ وَاُوْقِظُ الْوَسْنَانَ میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔

یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو، وہ جاگ کر پڑھے گا، اس لئے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔ حضرت بلال نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہِ بَعْضَہٗ مَعَ بَعْضٍ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔

اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے، گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے در منثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے ہیں، کہیں حمد سے کہیں ثنا ہے کہیں ذکر کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا۔ جانب الٰہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کرکے پڑھتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کُلُّکُمْ قَدْاَصَابَ تم سب ٹھیک پر ہو۔

مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو، اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کرکے دوسری سورت کی طرف چلو۔ اسی طرح ایک شب تہجد میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا پڑھنا سنا۔ ان کی آواز نہایت دلکش، ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا، ارشاد ہوا، انہیں داؤد علیہ السلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے۔ صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی، انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا، میں کہتا ہوں یہ جگہ کہ وہابیت کا زبراشق ہو جائے۔ ریا حرام ہے بلکہ اسے شرک فرمایا۔

اگر روئے اطاعت ترا در خدا ست اگر جبریلت نہ بیند روا است

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لئے تصنع، یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کر رہے ہیں کہ میں حضور کیلئے اور زیادہ بنا کر پڑھتا، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انکار نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لئے بنا کر غیر خدا کے لئے بنانا نہیں خدا ہی کے لئے ہے کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ مِنْ تَمَامِ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِیْ صَدَقَۃً اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری توبہ کہ تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب الہ ورسول کے نام پر تصدق کردوں۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تُبْتُ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔

اس قسم کی بہت آیات وحادیث میری کتاب **الامن والعلے** میں ملیں گی جس سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں، اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل وایمان نہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے پنج آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم ٹھیک پر ہو اور آگے جو انہیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولٰی یوں ہے۔

عرض ۵ حضور **فنافی الشیخ** کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد یہ خیال رہے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائز ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہوجائے گی کہ شجر وحجر ودیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی، یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی، پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑگئی، یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی، دوبارہ پھر آپ کی نظر اُٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ آپ کے پیرومرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہوکر انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کو جاگتے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا: حضور اس وقت وہ سوتی تھی۔ فرمایا: سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈالی تھی۔ عرض کیا کہ حضور کس طرح علم ہوا۔ فرمایا: جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا: ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

عرض۶ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہوسکتی ہے۔

ارشاد اگر ایک دن کا بچہ ہو، ولی کی اجازت سے بیعت ہوسکتا ہے۔

عرض۷ اثباتِ ہلال میں تار پر اعتماد ہوگا یا نہیں!

ارشاد میرا رسالہ ''ازکی الاہلال'' ملاحظہ فرمایئے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم وفہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ ستدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تا بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے **وَلاحَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** ان کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً ونقلاً باطل ومردود ہے۔ **اَلْخَطُّ یَشْبَهُ الْخَطَّ** اور **اَلْخَطّلا یُعْمَلُ بِهٖ** سوم آپ کے لیکھے اس سیکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت بالشت تاربوب کے ہاتھ میں جو محض مجہول اور اکثر کفار، اس کا نام مفتی گری ہے، آدمیاں گم شدند،

عرض۸ حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے!

ارشاد یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے۔ قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے۔ (اسی تذکرہ میں فرمایا) حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے، غیب سے ندا آئی: ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔

عرض۹ دسترخوان پر اگر اشعار لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے!

ارشاد ناجائز ہے۔

عرض۱۰ اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو، ورنہ اجازت نہیں۔

عرض ۱۱ اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی مں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی۔

ارشاد نہیں۔مگر جب کہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکے،فرش مسجد میں پہنچ ئے۔یہ ناجائز ہے۔میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طور پر کیا وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف۔جاڑوں کے دن تھے،میں نے شک بچھا کر اور اس پر لحاف ڈال کر وضو کرلیا۔اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا تو شک اور لحاف نے جذب کرلیا۔

عرض ۱۲ حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد جمہور حنفیہ کا یہ ہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہے۔ایک صحابی نے کہا: مکہ معظمہ افضل ہے۔فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔انہوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ۔ فرمایا میں کہتا ہوں،کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہ میرا مسلک ہے۔صحیح حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْمَدِیْنَۃُ خَیرٌ لَّھُمْ لَوْکَانُوْا یَعْلَمُوْنَ — مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

دوسرے حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ اَفْضَلُ مِنْ مَّکَّۃَ — مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

ورتفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا جواب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں۔جسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں،گنتی میں دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گُنی۔مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے۔جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں۔اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں،عجب نہیں کہ حدیث میں خَیْرٌ لَّھُمْ کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مولف حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا، اُن کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قیامت قریب ہے، اچھے لوگ اُٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا: نوے ہزار شاگرد محدث، سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا، نوے ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے۔ محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے۔ امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مگس رانی کررہا ہوں۔ خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی ہی نہ تھی۔ علماء نے تعبیر فرمایا: بشارت ہو تمھیں کہ احادیث میں غلط ہوگیا ہے تم اسے پاک صاف کروگے۔

عرض ۱۳ حضور احادیث میں غلط کس نے کردیا، اس کی کیا وجہ ہوئی۔

ارشاد خدا نا ترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کردیا ہے، ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا۔ حدثنا احمد بن حنبل و یحیی بن معین ۔ احمد بن حنبل اور یحیٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی۔ اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اُس وقت وہاں تشریف فرما تھے۔ باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہ جاتے، جب وہ ختم کرچکا۔ یحیٰ بن المعین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: احمد یہ ہیں اور یحیٰ میں، ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی۔ بولا میں سنا کرتا تھا کہ ابن حنبل وابن معین کم عقل ہیں، آج مجھے یقین ہوا، ساتھ احمد بن حنبل اور یحیٰ بن المعین ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں۔ یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) پہلے مرتبہ کی حاضری حرمین الطیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کر کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لئے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ عرب شریف میں عام طور سے قیام ہوتا ہے، یہاں شیخ العلماء احمد زین وحلان قیام کو منع کرتے ہیں، میں نے کہا شیخ العلماء کا دولت کدہ یہاں سے چند قدم ہے چلو ہم دریافت کرادیں۔ ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ کر بیٹھ گیا، مفتریوں کی یہ جرأت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کاش! مکہ معظمہ سے باہر جاکر بلکہ جہاز میں سوار ہوکر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لئے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلماء کے زیر دیوار بیٹھ کر ایسا جیتا افترا مگر اس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا، اُٹھ کر چلا گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلماء خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں اُن کے متعدد فتوے ہیں۔ فتاویٰ کے علاوہ ان کی کتاب **مستطاب الدار السنیہ فی الرد علی الوھابیہ** میں اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ میں اس سے بھی روشن تر۔

(سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: جرت العادۃ ان الناس اذا سمعو اذکرو ضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقومون تعظیماً لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذالک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہوگئی کہ لوگ ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور

مستحسن ہے کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور امت کے بڑے بڑے علماء نے ایسا کیا جن کی پیروی کی جاتی ہے۔)

عرض ۱۴ واقعی اگر منہ بند ہوا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے۔ دل میں (معلوم کیا کیا) کہتے ہوں گے۔

ارشاد اس کا خیال خوف، دل میں برملا فحش گالیاں دیتے ہیں۔ بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں۔ پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں، اس سے زیادہ میری ذات پر حملہ کریں، میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزّ وجل نے مجھے دین کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے، بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا، اور نہ کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَذًى كَثِيْرًا

''البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ بُرا سنو گے۔''

بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین وصحابہ وتابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں یہ درکنار جب اللہ واحد قہار اور اس کی پیارے حبیب ومحبوب احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانا چاہی، انہیں عیب لگائے تو کوئی کس گنتی میں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا: راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے، انہوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی، کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب ہو رہی انہوں نے لوگوں سے پوچھا اب مذمتیں سنیں کوئی کہتا: وہ دہلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا۔ انہوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی۔

حضرت یحیٰی علیہ والصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: الٰہی مجھے ایسا کر کہ کوئی مجھے بُرا نہ کہے ارشاد باری ہوا: اے یحیٰی یہ میں نے اپنے لئے تو کیا نہیں، کوئی میرا شریک بناتا ہے، کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لئے بیٹے ٹھہراتا ہے، لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحیٰی علیہ السلام کا ایک بھی بُرا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں تک انہیں اور ان کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے۔ چار سو انبیاء کو صاف جھوٹا لکھا ہے کہ درباره حدیبیہ، خود شانِ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا مگر یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہی کی۔

(یہ فرما کر ارشاد فرمایا) کیا اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں۔ اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی ہے نہ کوئی بُری بات، ادھر سے ان کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس! سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی۔ ہاں ہاں! اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخی کرے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد اور واللہ کہ میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں، میں تو ان کا چپراسی ہوں۔ چپراسی کا کام ہی سرکار حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا، اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے آمین!

عرض ۱۵ حضور علم ماکان و مایکون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ **وَمَاعَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَايَنْبَغِيْ لَهٗ** فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا، باقی قدرت نہیں رکھتا، حدیث میں ارشاد ہوا:

عَلِّمُوْا بَنِيْكُمُ الرَّمْيَ وَالسِّبَاحَةَ "اپنے بیٹوں کے تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ۔"

کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرا دو بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔ صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے۔ کعب بن زبیر اسلمی رضی اللہ عنہ نے قصیدۂ نعت میں عرض کیا۔

ان الرسول النا یستضاء بہ وصادم من سیوف الھند مسلول

ارشاد ہوا: نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگران علم اقدس میں آنا منافی آیہ کریمہ **وماعلمنہ الشعر** نہ ہوا تو جمیع الشعار اولین و آخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہوسکتا ہے، جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں بلکہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا۔ اور اس پر بھی رب العزت نے دفع وہم فرما دیا ہے کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ **وما ینبغی لہ** یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرما دیتے تو اسے وزن سے ساقط فرما دیتے۔ لبید رضی اللہ عنہ کے شعر

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلاً   ویاتیک بلاخبار من لم تزودٖ

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے، شاعر نے یوں کہا ہے:

ویاتیک بالاخبار من لم تزوّدٖ

عرض ۱۶ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزولایتجزیٰ باطل ہے۔ اگر باطل مانا جائے اور ھیولےٰ اور صورت کی قدامت باطل کردی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی!

ارشاد اگر جزولایتجزیٰ نہ مانا جائے تو ہیولیٰ اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا ان دلائل فلاسفہ کا اٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہے گا۔ اس لئے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرمایا: ''گربہ بہ کشتن روز اول باید'' دینِ اسلام میں ذات صفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں۔ رب العزت فرماتا ہے: **بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ** نیا پیدا فرمانے والے آسمانوں اور زمین کا۔ اور حدیث میں ہے: **کَانَ اللّٰہُ وَلَمۡ یَکُنۡ مَّعَہٗ شَیۡءٌ** ازل میں اللہ تھا اور اس کے ساتھ نہ تھا۔ غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض ۱۷ باری تعالیٰ کا علم مخلوقات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا!

ارشاد یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل وانفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں مسلمان کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اس کی ذات کی کُنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم مانا صورت حاصلہ عندالعقل کا ہے غلط ہے۔ ان سفہا نے اصل وفرع میں فرق نہ کیا۔ علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصولِ صورت سے علم۔ علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آ گئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔ جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے: علمِ الٰہی کو کیا پہچانیں گے، حق سبحانہٗ تعالیٰ ذہن وصورت وارتسام ونور عرضی سب سے منزہ ہے نہ اس کا علم حضور کا محتاج اس کا علم حضوری وحصول دونوں سے منزہ ہے، اس کا علم اس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون وچگوں وچرا وچساں کا دخل نہیں۔ ہم نہ اس کی ذات سے بحث کرسکتے ہیں نہ اس کی صفت سے، حدیث میں ارشاد فرمایا:

تَفَکَّرُوۡا فِیۡ اٰلَآءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوۡا فِیۡ ذَاتِ اللّٰہِ فَتَھۡلَکُوۡا

''اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہوجاؤ گے۔''

اس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے اور ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لئے انہیں لاعین ولا غیر کہا جاتا ہے، اور کنہ ذات اور ادراک محال کہ حق یہ ہے، وانْ افْتاك الْمَفْتُوْنُ اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالٰی کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں، انسان کی تعریف کرتے ہیں، حیوان ناطق، حیوان کی تعریف کرتے ہیں، جسم نامی حساس متحرک بالا رادہ، اور ناطق کی مدرک کلیات وجزئیات۔ اگرچہ یہ بھی ان کے متاخرین کی رفوگری ہے ان سفہاء نے تو آوازوں پر حدود رکھی تھیں، گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینگنے والا جانور انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور، انہوں نے ناطق کے معنی گڑھے، مدرک کلیات وجزئیات جسے اصلاً زبان عرب ساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموعے کا، اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن، دو حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ ان کے نزدیک متحرک، سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق۔ کہ حیوان ولا حیوان کا مجموعہ لا حیوان ہوگا اور ناطق ولا ناطق، غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے ان کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز۔

تو از جاں زندہ و جاں داندانی

پھر کنہ ذات وصفات میں کلام کیسا جہل شدید وضلال تام ہے۔ حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے۔ اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے اولیاء فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا۔"

یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی، جب پہلے معرفت رب ہوئے، زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نہ مَعَاذَ اللّٰہِ رَبِّی

عرض ۱۸ حاشیہ خیالی پر مولوی عبدالحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔

ارشاد: یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد جانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوگا، محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح اور ہے۔

عرض ۱۹ تو حلول ہوا۔

ارشاد: ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہیں۔

عرض ۲۰ روح عالم امر سے ہے۔

ارشاد ہاں عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے۔ عالم خلق مادے سے...... بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر نرے کُن سے **لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ** روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی اور جسم عالمِ خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے۔ **خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا**

عرض ۲۱ اس مسئلہ جزو لا یتجزیٰ میں امام رازی اور علماء نے بھی توقف کیا ہے اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد صدرامین بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کوئی باطل نہیں۔ کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں، اتصال کو ہم بھی مانتے ہیں، جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ نقطہ وخط وسطح موجود ہیں اور ایثر ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہی ان کے یہاں مذہب محققین وجمہور ہے بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے، نہ کہ نفس جز کا۔

عرض ۲۲ شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد فلسفی خیالات باطلہ اس کی طرف نسبت کیے گئے ہیں جس پر اسے قتل کیا گیا، وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقعین کا متبع ہوا۔ کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اسے آتا ہے۔ قصاب سے دنبہ خریدا، دنبہ لے کر چلا گیا اور قیمت نہ دی۔ قصاب پیچھے ہولیا، وہ مانگتا ہے یہ چپ چاپ چلا جاتا ہے۔ قصاب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اکھڑ آیا۔ وہ بے چارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہوجائے، چھوڑ کر چلا گیا وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی، اسے یہ فن آتا تھا۔ اسے لکھ کر حضرت جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

بدا کسانیکہ چنیں کارہا کنند ٭ وبد اعلمیکہ بادایں کارہا آزموند

عرض ۲۳ بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

ارشاد ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا: معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (تا) گھٹا دیا۔ بے واسطہ اللہ تک وصول محال ہے سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے۔ نفحات الانس میں ہے، ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی: غزالی کیسے ہیں، فرمایا، **فَازَ مَقْصُوْدَهٗ** اپنے مقصود کو پہنچ گئے۔ عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں، فرمایا: **رَجُلٌ مُعَاتَبٌ**: ان پر

عتاب ہے۔ معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا۔ عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ احباب ہے۔ عرض کی: ابن سینا! فرمایا: بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا۔

یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراعات الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہوگیا تھا، موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا۔ باندی غلام سب آزاد کردیئے۔ رات دن نماز و تلاوت میں مشغول رہتا تھا۔ اگر ایسا ہے تو اس کے اس شعر نے کام دیا ؎

آنجا کہ عنایتے تو باشد باشد ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی، اسی برس کے بُت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلاء سبعہ سے کرلیتے ہیں، اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا۔ **حسبنا اللہ ونعم الوکیل**

عرض ۲۴ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہوگئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی، تقویۃ الایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے۔

ارشاد ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا، اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار **ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** وہ واسطہ کے معنی ایلچی سمجھے ہیں، ایلچی ہی مانتے ہیں۔ بس ایلچی سے جب پیام سُن لیا، اب کیا کام رہا۔

عرض ۲۵ اہلِ فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔

ارشاد تو آپ کا مقصود کیا ہے، انہیں وصول تو ہیں ہوا۔ بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو۔ یہ مختلف فیہ ہے قس بن ساعدہ واصلین اور اہلِ فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں، نصرانیت محو ہوچکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا۔ وہ جو مشرکین تھے، ان کے سامنے وعظ کہتے اس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے، آخر میں کہتے: اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ** روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ہی سبب ہے کہ روزِ قیامت تمام انبیاء اولیاء علماء علیہم الصلوۃ والثناء کہ شفاعت فرمائیں گے، ان کی شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہوگی۔ بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِہِمْ وَلَا فَخْرَ شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔

اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھی راہ دکھاوٗ۔

اور حضور کو بھی فرمایا: وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا اے محبوب ہم نے تمہارے لئے فتح مبین اس لئے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں۔ صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو یہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ وخم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔ پہلی اور انبیاء اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب اس اٹھو اور مجھ تک چلے آوٗ تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں، سب کے لئے وسیلہ تم ہو تمہارے لئے کون وسیلہ ہو فلہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ سے ہے **صاحب الوسیلة** ﷺ واسطہ اگر حضور کے لئے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لئے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجودِ عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف، تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باقی سب عکس و پرتو،

توحیدیں دو ہیں: ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ایک ذات ہے صفات واسماء وافعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا شریک نہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ

وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِهٖ اَحَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ

اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں ۔

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں ۔

مخواں اورا خدا از بہر حفظ شروع و پاس دیں دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اور ان سے پہلے حضرت امام بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے ۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسُبْ عَلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

اتنی بات چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا۔تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا چاہے شرف منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہوا اسے بیان کرسکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عرض۲۶ صحابہ **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا سُلْطَانُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** کہتے تھے۔

ارشاد اس آن سے پہلے کبھی نہیں سُنا محض افترا،اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض۲۷ سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

تھی دست سلطان پشمینہ پوش غلامی خرد پادشاہی فروش

ارشاد بادشاہِ دو عالم ہیں تمام جہاں ملک ہے مگر کمبل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں۔ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے تھے کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا: **عَلٰی اِرْسِلِکُمْ** اپنی جگہ ٹھہرے رہو، کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے، پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا: مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جا کر انہیں تصدق فرمایا آیا بندہ بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نیز عرض رسا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگتے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جو ان کا بندۂ در ہو گیا۔ملکِ ابد کا تاجور ہو گیا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

''اے محبوب! تم فرمادو کہ میرے غلام ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنائے گا۔''

یعنی بندوں کو محبّ الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکاری غلامی وہ ہے کہ ہر بندۂ در محبوب الٰہی اللہ ہے۔

مولف: ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے۔سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا: نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنی چاہئے وہ حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت!

عرض۲۸ آمدنی کی قلت اور اہل وعیال کی کثرت، سخت کلفت ہے۔

ارشاد یَامُسَبِّبَ الْاَسْبَاب ۵۰۰ بار، اوّل وآخر ۱۱ ۱۱ بار دُرود شریف بعد نماز عشاء قبلہ رو باوضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو، پڑھا کرو!

مولف حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثاء نے تو روافض کو بھی مات کر دیا۔ وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں، جھوٹ فریب سے بہروپیے بن کر مطلب نکالتے ہیں۔

ارشاد یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لئے چندہ مانگا۔ ان صاحب نے ان کا نام پوچھا۔ بتایا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے تو احمد رضا کا مخلاف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا۔ اس نے کا حضرت میں تو ان کے در کا کتا ہوں غرض کترا ابن کر پانسو روپیہ مار لیا۔ (اسی سلسلہ میں فرمایا) کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا۔ بادشاہ نے فرمایا: اگر دھوکا دیا تو جو مانگے پائے گا، اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا۔

آخر مدت مدید کا بھلاوا دے کر صوفی زاہد اور عابد بن کر ایک پہاڑ کی کھو میں جا بیٹھا۔ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا۔ پہلے دیہاتیوں کا ہجوم ہوا، پھر شہریوں، پھر امراء وزراء۔ سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا۔ شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی، سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی۔ خود تشریف لے گئے بہروپیہ نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آ رہی ہے۔ گردن جھکا لی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔

سلطان منتظر رہے۔ دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مؤدب بیٹھ گیا، ان کا مؤدب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا: کہ جہاں پناہ! میں فلاں بہروپیا ہوں۔ بادشاہ خجل ہوئے فرمایا: واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے اس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اس کا نام جھوٹے طور پر لیا اس کا تو یہ اثر ہے کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا۔ اب سچے طور پر اس کا نالے دیکھوں، یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو چلا گیا۔

عرض۲۹ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد ہاں! مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انہیں اجتہاد کی اجازت نہ ہو گی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض۳۰ نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سیدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے،

اس دن کھل جائے کہ اللہ ورسول عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے۔ اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا۔ اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت صادر ہوگیا حاشاہ کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے علم کے مطابق عمل مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہوجائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے، ولہٰذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت سی نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جاکر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش وآب وتاب کے ساتھ بہت دیر تک نہیں آخر میں جاکر وہ تین نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

عرض ۳۱ مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد کے جاسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلاضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اس شخص کے لئے یہی حکم ہے جس نے ابھی اس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہوا اور کسی نماز کا وقت شروع ہوجائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیمن، جماعت نہ ہوا سے بغیر نماز پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے۔ ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

مولف: یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر ہوا، فرمایا: اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللہ ان کا الحاد ہے اور خود ان کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے۔ نیز تصریح ہے کہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ مفوضہ لعنہم اللہ کی ایجاد ہے۔ یہ سب ان کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک عجیب حکایت سُنی گئی: رافضیوں میں ایک مؤذن اندھیرے سے جاکر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا۔ محلّہ میں کچھ غریب سُنی رہتے تھے کہ خونِ جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا۔ ایک روز چار جوان ہرچہ بادا باد کہہ کے مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے، حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا، اور اذان میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر، گرادیا کہ خبیث ہمیں بُرا کہتا ہے! اس نے گھبرا کر کہا: حضرت تو میں عمر کو کہتا تھا۔ دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مرکر بے دم کردیا کہ مردود تو مجھے بُرا کہے گا۔ اس نے سراسیمہ ہوکر کہا: حضوت میں تو عثمان کو کہتا تھا۔ تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مارا گیا، مارا کہ ناپاک تو

مجھے بُرا کہے گا۔

اب چاروں صاحب تو چل گئے، مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے اندر ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے۔ جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لئے آئے۔ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی۔ جب کچھ روشنی ہوئی، دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں۔ کہا: حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے۔ کہا خیر ہے۔آج وہ تینوں دشمن آپڑے اور مارتے مونجھ کر دیا۔ کہا آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا۔ وہ چپ ہو رہا۔ جب بار بار یہی کہے گئے، اس نے جھنجھلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے، مولیٰ نے آکر جڑ سے پوچھ لی۔

ما ز یاراں چشمِ یاری داشتم　　　　خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم

عرض ۳۲ حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہئے۔

ارشاد کوئی ضرورت نہیں، سلام نماز پوری کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ جب نماز ہی فاسد ہو گئی تو سلام کیسا۔

عرض ۳۳ بیعت کے کیا معنیٰ ہیں۔

ارشاد بیعت کے معنیٰ بِک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے: ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی، یہ ایک شیخ کے مزار کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو گے، جلاد نے کہا: اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے، اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں ان سے فیض آئے گا۔ سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہئے۔

ایک فقیر بھیک مانگنے ولا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا: ایک روپیہ دے دو نہ دیتا تھا، فقیر نے کا دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے، انہوں نے دوکاندار سے فرمایا: جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان ٹوٹ جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے! فرماتا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا اُنہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا، وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دکا اُلٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا، ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پُر نور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رب عزّ وجل نے مجھے دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا:

وَہَبْتُہُمْ لَکَ میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔

عرض۳۴ حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا، اُن ولی اللہ نے اگر اس کی دُکان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی، ممکن تھا دفعِ ظلم کے لئے رشوت دینا، مگر اس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے، اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

ارشاد شریعتِ مطہرہ کے دو حکم ہیں: ظاہر و باطن۔ قاضی و عامہ ناس ان کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے۔ ان پر اس کی پابندی لازم ہے۔ اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہوچکی۔ ایک فقیر مفلس بے نوا نانِ شبینہ کو محتاج جس شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزقِ حلال عطا فرما! اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی۔ یہ سمجھا میری دُعا قبول ہوئی، یہ رزق حلال غیب سے بھیجا ہوا ہے گائے بچھاڑ کر ذبح کی اس کا گوشت پکایا اور کھایا۔ صبح کو مالک کو خبر ہوئی وہ سرکارِ نبوت میں نالشی ہوا، سیدنا ابو داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جانے دے تو مالدار ہے اس محتاج نے ایک گائے ذبح کرلی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا: یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں۔ فرمایا: اگر حق چاہتا ہے تو گائے اسی کی تھی، وہ اور برہم ہوا۔ فرمایا: نہ صرف گائے، جتنا مال تیرے پاس ہے سب اسی کا ہے، وہ اور زیادہ فریادی ہوا تو فرمایا: تو بھی اسی کی ملک ہے اور اسی کا غلام ہے۔ اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی، فرمایا: اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل۔ اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لے کر جنگل کو تشریف لے گئے۔ واقعہ عجیب تھا، خلق کا ہجوم ساتھ ہولیا، ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو، کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا، نبی اللہ نے اس درخت سے ارشاد فرمایا: شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا؟ پیڑ نے عرض کی: یا نبی اللہ! یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے، یہ گائے والا اس کا غلام تھا، اس نے موقع پا کر میرے نیچے اپنے آقا کو اسی خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اس کے تمام اموال پر قابض ہوگیا، اس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا۔ اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بے کس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اس کا باپ کون تھا اور اس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں۔

حکمِ باطن ثابت ہوا، غلام گردن مار گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے، وہی یہاں بھی ممکن کہ دکان دار اس فقیر کے وارث کا مدیون ہو، اگرچہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو۔ یہ دُکان دار اسے پہچانتا ہو تو یہ جبرًا دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار سانیدن۔

عرض۳۵ کسی شیخ سے بیعت کرکے دوسرے سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہوسکتی ہے ورنہ نہیں، تجدید ہوسکتی ہے۔ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت کرلیتا ہوں، سوا غلامانِ قادری کے کہ بحر چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری

اور مسلمانان جبلپور کا شان دار استقبال

مسلمانان جبل پور۔ کاٹھیا اور بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے کہ حضور والا ہمارے تیرہ وتار بلاد کو اپنے قدوم والا ہے منور فرمائیں۔ اعلی حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف وعلالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمایا۔ مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب جبل پوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفہ ارشد اور اس قطر میں دین وسنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانہ اقدس سے تشریف لائے اور فرمایا: مولانا کے بے حد کلمات تو ضع نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں، اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کرسکتا، ان کلمات کو سن کر یہی کہے گا کہ میں حاضر ہوں۔ الغرض ۱۹ جمادی آخر ۱۳۳۸ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے میل سے عازمِ جبل پور ہوئے، باوجود اس کے روانگی اخیر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر متوسلین ومعتقدین کا کافی اجتماع تھا۔ ایک صاحب داخلِ سلسلہ بھی ہوئے۔ میل لکھنؤ پہنچا۔ وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی۔ اس پر بھی حضرات جنہیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا، حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر میل پرتاب گڑھ پہنچا۔ یہاں ہمارا اسیکنڈ کلاس میں کاٹ کر الہ آباد آنے والی ریل میں لگادیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الہٰ آباد پہنچی، وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا رادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں۔ ان کے شہر میں پہنچنے سے ساکنانِ شہر کو اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آئے اور دست بوس ہونے لگے۔ الہٰ آباد اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہٗ پلیٹ فارم پر اُترے مشاتاقانِ دیدار نیّر چہار جانب سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گزرنا شروع کیا۔ اس خوشنما منظر کو ایک یورپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع اکر قدم بوسی کی عزت حاصل کی اور داب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لئے کسی تزک واحتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت نہ ہو۔ الہٰ آباد میں بعض سیٹھوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈ وتفریح کے لئے حاضر کی۔ ساڑھے ساتھ بجے ریل الہٰ آباد سے روانہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ نے یہاں سے بھی سیکنڈ کلاس میں سفر کیا۔ ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے، جو جبل پور تک ہم رکاب ہولئے اور خوب جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کے لئے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدم بوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہوگیا ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھ اس کے قصور ومنازل کو دیکھ

کرخوش ہورہے تھے اوران کی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کوڈھونڈ رہی تھیں کہ یکا یک اسٹیشن جبل پور کی عمارت بھی ایک گم گشتہ محبوب کی طرح سامنے آہی گئی پھر کیا تھا، اب تو اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا۔ ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب وغریب سماں نظر آیا، ریلوے اسٹیشن پُر جوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رُکی تو بلاشبہ اس محب کی طرح (جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوچکی ہوں اور محبوب کی دلکشا صورت سامنے آگئی ہو لوگ دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ لوگ وفور جوش میں زبان سے السلام علیم یا امام اہل سنۃ، السلام علیکم یا مجدد المائۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اوران کی زبان حال کہہ رہی تھی ؎

رواق منظرِ چشم من آشانہ تُست　　　کرم نماو فرداو کہ خانہ خانہ تُست

تمام مجمع اپنی اپنی مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو متنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکائی، گردن نیچی کرلی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے۔ اس لطیف منظر پر حاجی عبدالرزاق صاحب کی نظر گئی جنھیں ادراک ہوا اوران کا جی بھر آیا۔ یہ اس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا، اس شان سے اس میں داخل ہوگئے کہ سرِ اقدس اپنے رب کے لئے تواضع میں سواری انور پر قریب بسجود پہنچا ہوا تھا، کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہوگئے کہ مجمع ادھر کا رُخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے گذرنے کے لئے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے، ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے اس طرح وہ سواد ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آگیا۔ اس وقت کا نظارہ کچھ ایسا دل کش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑ کر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا۔ مسافروں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کئے یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی کات جانا بہت دشواری سے ہوا۔ خدا جزائے خیر دے ان باہمت حضرات کو جنہوں نے اپنے بازوؤں پر سے مجمع کا سارا زور روکا اور خیر وخوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لے کر جا کر ایک پُرتکلف گاڑی میں بٹھایا۔ یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقعہ دیا گیا، بہت دیر تک یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل کرتے پھر یہ مجمع بڑے جوش ومسرت کے ساتھ اس قادری بزم کے دولھا کو اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے شہر کی جانب روانہ جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اوران کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آکھڑے ہوئے مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے

رہے پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں، دوکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت میں باادب سلام عرض کرتے، مکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ ؎

اے آمدنت باعثِ آبادیٔ ما!

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چل کر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہ کے دولت کدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالی شان دروازہ لگایا گیا تھا، یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کبوتروں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمانوں کی شان و شوکت و حشمت کا اظہار کر رہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دورویہ کیلے کے دو بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شاہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب کے قیام کے لئے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا علمائے کرام کی قدر و قیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کو خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے مکان کی زیب و زینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چند نہایت موزونیت کا فرش تھا اور دیوار و سقف و زمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے اعلیٰ حضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاددہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار علم کا پورا نقشہ کھنچ گیا۔ مخدومنا و مولانا حضرت مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت مگر زبان حال درفشاں ؎

وہ خوش تشریف فرما ہیں میرے گھر | بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ سلام عرض کر کے یہ نظم پڑھی:

کوئی تاج والے ہوں یا راج والے | ہیں اس دے کے محتاج ہر کاج والے
ہے سرکار عالم کے محتاج کا در | یہاں بھیک لیتے ہیں خود راج والے
یہ وہ در ہے دولت ہے جس در کی لونڈی | جھڑکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے
یہاں کی فقیری ہے رشک امیری | یہیں آکے گھستے ہیں سرتاج والے
معلیٰ پہ ہیں سارے محتاج اُن کے | کہ آخر تو حامی ہیں یہ ہی معراج والے
خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی | قیامت کے میدان میں لاج والے
میں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو | میں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے
مذاقؔ اب مجھے فکر فرد اسے مطلب | بنالیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے چھ نظمیں اور چھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیاز مندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ شاہنشاہ ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا۔ ساکنان جبل پور کو دن عید رات شب رات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشاء کافی وقت دیا جاتا تھا۔ عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا گو حضور کا کبھی تفریح کی جانب میلان طبع نہ ہوا۔ لیکن ساکنان جبل پور کی دل شکنی کا خیال فرماتے ہوئے ان کے اصرار سے منظور فرمالیا بعد عصر مسجد کے دروازہ پر موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبل پور قیام رہا۔ اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصہ سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام وکلام قطعاً بند تھا، موت زیست چھوٹ چکی تھی باہل شیر وشکر ہوگئے، ایک روز صبح کے جلسے میں معروض منشی عبدالغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر و محمد ادریس صاحبان (جن کا عرصہ سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیٰ حضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اوّلاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا، بیان سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہی، کچھ نہیں، آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں۔ نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام وسنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔ دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تمہارا مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجئے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے نہ ملے خوب سمجھ لیجئے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کرے گا۔ جنت کی طرف سبقت کرے گا یہ فرمایا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے۔ اور آپ میں نہایت صاف دلی کے ساتھ لپٹ گئے جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات معانقہ قلبی میں گر پڑتے۔ واقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں۔ مجھے اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد آ گیا جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سُنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور جامع مسجد میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور دو دیکھ رہے ہیں لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی وقدم بوسی سے مشرف ہوتی تھی ان کے دل میں یہ خطرہ آتا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے، انہیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمہیں نے تو چاہا تھا کیا تمہیں معلوم نہیں، رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کرلیں۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت عظیم

البرکت نے قصیدہ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے۔

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ — بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا
حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تیری — دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے — جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا
کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کہ — کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم — الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

مولف جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے۔ سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دے دیئے جائیں۔

ارشاد آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا۔

عرض ۳۶ قبرستان میں جوتا پہن کر جانے کا کیا حکم ہے۔

ارشاد حدیث میں فرمایا: تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے زیادہ آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں، دوسری حدیث میں فرمایا: اگر میں انگارے پر پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں، یہ فرمارہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہان کا چین بخش دیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔ بخلاف راہ قدیم کے کہ قبر اسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہن کر نکلے۔ فرمایا:

یَاصَاحِبِ السِّبْتَتَيْنِ اَلْقِ سِبْتِيَتَيْکَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا يُؤْذِيْکَ

”اے بال صاف کئے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے۔“

ایک شخص کو دفن کر کے چلے گئے۔ منکر نکیر نے سوال شروع کیا: ایک شخص جوتا پہنے اس طرف سے نکلا۔ اس کے جوتے کی آواز سن کر مردہ اس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اس سے قاصر رہتا۔ مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے۔ غزوہ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کوئیں میں پاٹ دیں حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اس کوئیں پر تشریف لئے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انہیں نام بنام آواز دے کر فرمایا:

''ہم نے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا،
کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمہارے رب نے کیا تھا۔''

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَجْسَاد'' لَا اَرْوَاحِ فِیْھَا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا حضور بے جان جثوں سے کلام فرماتے ہیں۔''

فرمایا: مَااَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھَا تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔

تو کافر تک سنتے ہیں، مومن تو مومن ہے اور پھر اولیاء کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرندہ ہے اور جسم پنجرہ۔ پرندہ جس وقت تک پنجرہ میں ہے اس کی پرواز اسی قدر ہے، جب پنجرہ سے نکل جائے اس وقت اس کی قوتِ پرواز دیکھو (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ ان کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا:

ھُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ ''وہ، وہ لوگ ہیں کہ ان کے سبب ان کا ہم نشین بھی بد بخت نہیں ہوتا۔''

والہذا حدیث میں فرمایا:

اِدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ ''اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیاں دفن کرو۔''

میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو فرماتے سنا: ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مردہ نظر آنے لگا، دیکھا گیا کہ گلاب کی دو شاخیں اس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اس کے نتھنوں پر رکھے ہیں، اس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہ قبر پانی کے صدقے سے کھل گئی، دوسری قبر کھود کر اس میں رکھیں اب جو دیکھا تو دو اژدہے اس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اس کا منہ بھموڑ رہے ہیں، حیران ہوئے، کسی صاحب دل سے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے فرمایا: وہاں بھی یہ اژدہے تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قرب تھا اس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہو گیا تھا۔ وہ اژدھے درخت گل کی شکل ہو گئے تھے، اور ان کے پھن گلاب کے پھول اس کی خیریت چاہو تو وہیں لے جا کر دفن کرو، وہیں لے جا کر رکھا پھر وہی گلاب کے پھول۔

ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہٗ العزیز کہ اجلہ اولیاء کرام سے ہیں، ایک قبرستان میں گزرے، امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے۔ حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا: اَتُؤمِنُ بِکَلَامِ الْمَوْتٰی کیا اس پر آپ ایمان لاتے ہیں کہ مردے زندوں سے کلام کرتے ہیں۔ عرض کیا: ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے: انا من حشوب الجنۃ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے، چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انہیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھ کر عرض کی: حضرت یہ کیا راز ہے، ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فرمایا: ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے ان کی شفاعت کی۔

مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور ان سے عذاب اُٹھالیا۔ ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اس میں سے آواز آئی:

یَاسَیِّدِیْ اَنَامِنْھُمْ اَنَافُلَانَۃُ الْمُغَنِیَّۃُ ''اے میرے آقا میں بھی ہوں تو انہیں میں ہوں فلاں ڈومنی ہوں۔''

مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا: اَنْتِ مِنْھُمْ تو بھی انہیں میں ہے۔ اس پر سے بھی عذاب اٹھالیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

عرض ۳۷ ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہئے اور ندویں کو کیسا سمجھنا چاہئے۔

ارشاد ندوہ کھچڑی ہے پہلے بعض اہل سنت بھی دھوکے سے اس میں شامل ہوگئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الٰہ آبادی اور مولوی احمد حسین کانپوری۔ اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی۔ اس کی شناعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ علیٰحدہ ہوگئے۔ مولانا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے۔ شعبان کا اخیر عشرہ تھا، میں اپنی مسجد میں معتکف تھا، میں نے خبر سن کر ان کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے۔

احمد السیرۃ حسن السیرۃ غیر شکرۃ الندوۃ المبیرۃ

اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوتباہ کن کی شرکت مردود میری ان کی دوستی تھی۔ ان القاب کو دیکھ کر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے اس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہہ کر اٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کے آگے میں اور آپ ہوں گے۔ یہ نہیں جانتا کہ آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنو کے جلسے میں ابراہیم آری نے اپنے پلکر میں صرف لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ پر مدار نجات رکھا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب (یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں، انہوں نے ندوہ سے گریز کی، اس میں تو کلمہ گوی کی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی میں ہمہ تن مصروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری ہے۔) لکھنوی مع ہمراہیاں یہ فرماکر اٹھ آئے کہ یہاں سے تو رسالت بھی تشریف لے گئی۔ اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس میں بدمذہب رہ گئے، یا تو کھلے مریدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سنی جوان کوارا کین دین بتاتے ہیں اور ان سے اتحاد مناتے ہیں ندوۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری، وہابی، قادیانی، رافضی سب اہل قبلہ ہیں لہٰذا سب مسلمان ہیں۔ اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں، خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اسے اسکی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے۔ ہم ایسے عقیدہ وہابیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ؕ مَالَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ؕ ''کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کردیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو۔'' اَفَنَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ''کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کی مانند کردیں۔''

اور فرماتا ہے: لَیْسُوْا سَوَآءً ''سب ایک سے نہیں۔''

اور فرماتا ہے: هَلْ یَسْتَوٗنَ ''کیا یہ سب برابر ہیں۔'' اور فرمایا ہے: لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ''دوزخ والے جنت والے برابر نہیں، جنت والے ہی کامیاب ہوں گے۔''

قرآن عظیم میں اس مضمون کی بکثرت آیات ہیں۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر رافضی تبرا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں۔ سُنی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے۔ صرف ظنیات میں اختلاف ہے، ذرا ذرا سی بات پر پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق و فاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق و فاروق جنتی ہونا قطعی رہا۔ سب ظنیات ہوگئے، روافض کا تبرا بکنا صدیق و فاروق کو گالیاں دینا ایک ذرا سی بات ہوئی، ولاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم

عرض ۳۸ جنت کی بھرتی، کیا معنیٰ؟

ارشاد جنت بہت وسیع مکان ہے: عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کی چوڑان میں آجائیں۔ اس کی وسعت اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔ اس میں پہلے ارباب استحقا بھیجے جائیں گے جنہوں نے اعمال صالحہ کئے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفصیلی نہ وجودی کہ کسی کو نہیں، مولےٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے۔ پھر ان میں اعمال صالح فرماتا ہے۔ پھر اپنے کرم سے انہیں قبول فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے ان کے عوض جنت دیگا یہ سب اس کا فضل ہے، جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کرلیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اس میں بھرے گا یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت خالی رہے تو تو رب عزوجل ان روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر ان مکانوں میں بسائے گا یہ بہت آرام سے رہے، نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی، نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا، فقط اللہ و رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور ہمیشہ کے لئے دارا جناں،

فسبحان واسع الرحمة

عرض ۳۹ نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں، ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ نجات کے لئے صرف **لا اِلٰہ اِلا اللہ** کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث **مَنْ قَالَ لا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ** سے سند لائے ہیں حدیث کا مطلب کیا ہے۔

ارشاد حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر، **لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کلمہ طیبہ کا علم ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کوئی کہے الحمد سات بار کہو یا **قُلْ ھوَ اللّٰہ** گیارہ بار کہو، کیا اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ مراد ہوں گی، ہر گز نہیں۔ بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً جن کے نام یہ ہے۔ کلمہ طیبہ کا اختصار **لَااِلٰـہ** نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے۔ لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا۔ یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بے شک صرف **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ **محمد رسول اللہ** کی معاذ اللہ حاجت نہیں، کفر خالص ہے۔ **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب ونقائص کا علم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل خاتم النبیین کیا۔ وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلاً کسی طرح امکان ہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا، اسی نے اللہ کو جانا: اُسی نے **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** مانا، اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے ہر گز اللہ کو نہ جانا، نہ **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** مانا۔

مثلاً جو شخص **لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** پر ایمان کا دعویٰ رکھے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کو گمراہی دیتا ہے، ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہر گز اللہ نہیں، اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا۔ یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ ساتھ مشرک ہے۔ اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اگر یہ عقیدہ ہے تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضرویات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اس اقرار میں مشرک ہے تو اس نے ایسے کو اللہ کو ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا۔ حالانکہ اللہ وہ ہے جو قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے۔ لہٰذا اپنے رسالہ باب القائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صفر جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر ہے نہیں ہوسکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہر گز نہیں جان سکتا اگر چہ کتنا ہی بڑا دعویٰ علم ومعرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ ووہابیہ ومرزائیہ وامثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ۔

عرض ۴۰ ان لوگوں کی نسبت کہ اگر بدمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد ان کا شمار بھی اُنہیں میں سے ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ''تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔''

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

الاَعْدَاءُ ثَلٰثةٌ عَدُوُّکَ وَعَدُوُّ صَدِیْقِکَ وَصِدِیْقُ عَدُوِّکَ

''دشمن تین ہیں۔ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن، اور ایک تیرے دشمن کا دوست''

یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں، ایک تو ابتداً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں **فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ** دوسرے وہ کہ محبوبانِ خُدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ، مرزائیہ، وہابیہ، روافض۔تیرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں۔ یہ سب اعداء اللہ ہیں **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ** ۔

عرض ۴۱ حضور ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے۔یہ ہمارا عین ایمان ہے۔(اسی تذکرہ میں فرمایا)

بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت پائی۔ایک بار اپنے دیہات کو گیا تھا، کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا، میں تنہا رہا، اس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے۔اس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا۔اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی، رب عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی۔درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔فوراً اُٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا۔جب سلام پھیرا وہی حالت تھی۔ بعد کی سنتیں پڑھیں، درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور، میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہے۔پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا، اتنے میں سامنے سے اسی گاؤں کا ایک برہمن کہ (خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہِ مکر وفریب میرے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا پھاٹک کھُلا ہوا تھا، مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔کیا یہاں درد ہے: مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی کراہت ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا یہ تکلیف اس سے بڑھ کر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے، ایسی عداوت رکھنا چاہئے۔

عرض ۴۲ اکثر لوگ جان بوجھ کر بدمذہبوں کے پاس بیٹھتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد حرام ہے اور بدمذہب ہوجانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لئے زہرِ قاتل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ

''انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔''

اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑا کذاب پر اعتماد کرتا ہے۔

اِنَّھَا اَکْذَبُ شَیْءٍ اِذَا حَلَفَتْ فَکَیْفَ اِذَا وَعَدَتْ

نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھ کر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے۔''

صحیح حدیث میں فرمایا: جب دجال نکلے گا، کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جا کر ویسے ہی ہو جائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو جس قوم کے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔'' سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان ہے اور پھر حضور کا حلف سے فرمایا۔
دوسری حدیث ہے جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں: ایک شخص روافض کے پاس بیٹھتا کرتا تھا جب اس کی نزع کا وقت آیا، لوگوں نے حسبِ معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ کہا: نہیں کہا جاتا۔ پوچھا کیوں؟ کہا: یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو بُرا کہتے تھے، اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے، ہرگز نہ پڑھنے دیں گے۔ یہ نتیجہ ہے بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا۔ جد صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست و برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی۔ ان کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیاء اور سید الانبیاء اور اللہ عزّ وجل تک۔

عرض ۴۳ اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض ۴۴ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے، احمد آباد میں مزار شریف ہے۔ میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا۔

بادشاہ قاضی واکابر جمع ہوکر حضرت کے پاس دُعا کے لئے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں دعا کے قابل نہیں ہوں۔ جب لوگوں کی آہ وزاری حد سے گزری۔ ایک پتھر اُٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اُٹھا کر فرمایا: مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجئے۔ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرف اُمڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے، ادھر سے قاضی شہر کو جامع مسجد کو جاتے تھے آئے، انہیں دیکھ کر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے اس پر انکار ومقابلہ نہ کیا۔ چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اُتار کر مسجد ہو لئے۔ خطبہ سُنہ۔ جب جماعت قائم ہوئی۔ اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہیں ان کی حالت بدلی، فرمایا: اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا۔ اور یہ مجھے بیوہ کئے دیتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں وہی سرخی لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا، کہ اب تک بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں، یہ گمراہی ہے صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔

عرض ۴۵ سچے وجد کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو۔ حضرت سید ابو حسن احمد نوری پر وجد طاری ہوا، تین شبانہ روز گذر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ کسی نے حضرت سید الطائفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حالت عرض کی، فرمایا: نماز کا کیا حال ہے۔ عرض کی: نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، فرمایا: الحمد اللہ ان کا وجد سچا ہے (اس کے بعد فرمایا) نماز جب تک باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے، اسی طرح زکوۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہر حال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہولیا ہو اور نماز کا وقت آگیا تو ابھی نفسا نہیں حکم ہے کہ گڑھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں۔ دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر پڑھے اور اتنا بھی کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے۔ اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی کثرت فرماتے ہیں یہاں تک کہ پائے مبارک سوف جاتے۔ صحابہ کرام عرض کرتے حضور! اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں، مولٰے تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے، فرماتے:

اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا "تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں۔"

یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی با کمال محبت ارشاد فرمایا:

طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی

''اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہ اُتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔''

غرض نماز مرتے دم تک معاف نہیں۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ''اے بندے اپنے رب کی عبادت کئے جا، یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔''

ایک صاحب صالحین سے تھے، بہت ضعیف ہوئے، پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے، ایک شب عشاء کی حاضر میں گر پڑے، چوٹ آئی۔ بعد نماز عرض کی: الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں، مجھے آزاد فرما۔ ان کی دعا قبول ہوگئی مگر یوں کہ صبح اُٹھے، تو مجنون تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے، نماز معاف نہیں۔ سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ لوگ انہیں پڑھتے نہ دیکھیں۔

کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا، ارشاد فرمایا: اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے۔

عرض ۴۶ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد حرام ہے حدیث میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَابِھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

''اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔''

عرض ۴۷ ولد احرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد اگر اس سے علم وتقویٰ میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اسے امام بنانا نہ چاہئے، ہاں اگر یہ سب حاضرین سے علم وتقویٰ میں زائد ہو تو اسی کا امام بنایا جائے۔

عرض ۴۸ حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے۔ امام میں کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت وباعث تقلیل جماعت ہو، اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو، لہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے۔ رغبت جماعت ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوب صورت وخوش گلو ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے

آسان سمجھ لیا ہے۔ عوام بے چارے کسی گنتی میں ہیں بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا) کہ عبادت محض لوجہ اللہ ہونا چاہئے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اس کی کسی ایک نعمت کا جو اس نے اپنے رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے۔ اگلی امتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا رات دن عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اس پہاڑ پر ان کے لئے انار کا درخت اُگایا اور ایک شریں چشمہ نکالا، انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے، ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ وہ تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کرسکتا ہے نہ چوری اور نہ اور کوئی قصور کرسکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں۔ غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے کہا: اتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں، جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں جاؤں قبض روح کر لینا۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہارے لئے اتنی اجازت لایا ہوں۔ انہوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری رکعت کے سجدے میں انتقال ہوا، بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہم جب آسمان اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں اُنہیں اسی طرح سر بسجود دیکھتے ہیں، یہ بندۂ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا ہی نہیں، حساب و میزان کی کیا حاجت، رب العزت ارشاد فرمائے گا:

اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ "میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔"

ان کے منہ سے نکلے گا: اے میرے رب بلکہ میرے عمل سے، یعنی میں نے عمل ہی ایسے کئے جن سے مستحق جنت ہوں، ارشاد ہوگا۔ لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلّے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس میں دیں۔ صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو، وزن کیا جائے گا۔ ان چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی۔ ارشاد ہوگا: اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اَلیٰ نَارِیْ بِعَدْلِیْ "میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ میرے عدل سے۔"

اس پر گھبرا کر عرض کریں گے، نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے،

ارشاد ہوگا: اِذْھَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ "میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔"

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہوں گے اور اس دن ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا بعض مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کئے جائیں گے۔ کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائے گا۔ سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت انہیں نجات دلوا دے گی۔ سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہو لیتی، شفاعت کا کیا اثر ہوتا لیکن شفاعت انہیں بخشوائے گی تو ثابت ہوا کہ سزا پوری نہ ہو پائے گی۔

(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا، رب العزت کا حکم ہوگا، اسے دیا جائے اس کا نامۂ اعمال۔ وہ تو مارحد نگاہ تک طویل اور سراپا گناہوں سے بھرا ہوگا، اپنا نامۂ اعمال خود پڑھے گا اس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہوں گے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کے گا اور کبائر کو چھوڑتا جائے گا رب عزّ وجل فرمائے گا۔ پڑھ لیا۔ کہے گا ہاں! سب پڑھ لیا، فرمائے گا: اے میرے فرشتو، اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو۔ اس وقت چلا اُٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے گناہ تو رہ ہی گئے ہیں، میں نے صرف صغائر پڑھے۔

یہ صدقہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حدیث میں ہے، جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی،

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى "البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔"

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَنْ لَا اَرْضٰى "وَوَاحِد" مِنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ "تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی نار میں رہا۔"

روزِ قیامت داروغہ دوزخ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھ کر عرض کریں گے۔ حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا۔ (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے، ربّ عزّ وجل فرمائے گا: جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلہ تھا، میں کسی پر ظلم نہیں کرتا، تم پھر جہنم میں چلے جاؤ۔ ان میں سے ایک دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائے گا اور دوسرا آہستہ، حکم ہوگا: واپس لاؤ، اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھو! جلدی کرنے والا عرض کریگا: اے رب! میں نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا، کیا اب بھی نافرمانی کرتا۔ دوسرا عرض کرے گا: الٰہی مجھے اُمید نہ تھی کہ جہنم سے نکال کر تو مجھے پھر اس میں بھیجے گا۔ حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لے جاؤ:

عرض۴۹ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔

ارشاد حدیث میں تو یہ فرمایا ہے:

اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنْ خَامِسًا فَتَهْلَكَ

"اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا، یا عالم کا محبّ اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔"

عرض۵۰ زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دے دی۔ علما سے استفتاء پوچھا، حلالہ کا حکم ملا، اگر بغیر حلالہ رجعت کر لے۔

ارشاد حرام قطعی ہے۔ جب عدت گزرے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہمبستر ہو، پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے۔ اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زنا خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو ان کے شوہر نے مغلظہ طلاق دے دی، ان بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور بلا ہمبستر ہوئے خدمت اقدس میں جا کر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دے دے تو اب میں پہلے سے نکاح کر سکتی ہوں۔

ارشاد فرمایا: لَاحَتّٰی تَذُوْقِی عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقُ عُسَیْلَتَکِ تو رب العزت نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے، تین تو درکنار! جب دینے پہ آتے ہیں تو بیشمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض ۵۱ حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے۔

ارشاد یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے۔ ہاں، بے حائل اس کے جسم کو بیشک ہاتھ نہیں لگا سکتا، باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے اور ار موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے۔ لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے!

عرض ۵۲ زید اگر فوت ہو گیا، منکوحہ نے اس کے روپے سے مسجد بنوادی اور اس کے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد اگر اس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصّہ سے زائد غصب ہے۔

عرض ۵۳ اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اس پر اس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد یہ حسد ہے جو لے جاتا ہے جہنم میں، رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا۔ دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے۔ شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اس کی دست بوسی کرے اسے مانے کسی پر حسد کرنا رب العزت پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض ۵۴ تعزیہ داری میں لہو ولعب سمجھ کر جائے تو کیسا ہے۔

ارشاد نہیں جانا چاہئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان و مال سے مدد کرے گا۔ یوں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی جائز ہے۔ بندر نچانا حرام ہے اس کا تماشا بھی حرام، درمختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے۔ آج کل لوگ ان سے غافل ہیں۔ متقی لوگ جن کو...... شریعت کی احتیاط سے ناواقفی ہے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گناہگار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جانے پایا، اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ ان حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی۔

عرض۵۵ بزرگانِ دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے۔

ارشاد کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل حضرت مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر بھی تھیں کہ یہ متبرک ہیں، ناجائز فعل تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دستِ مبارک سے انہیں دھویا۔

عرض۵۶ نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہو۔

ارشاد اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہوا اور سخت نازلہ عالم بلا ہو اور سخت بلا، اللہ پناہ میں رکھے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد وسورۃ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں۔ یا آمین کہیں۔

عرض۵۷ وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد وضو کرنے جب بیٹھے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلیٰ دِیْنِ الْاِسْلَامِ پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کردیتا ہے، ورنہ جتنے پر پانی گزرے گا اتنا ہی پاک ہوگا۔ پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ سے پانی ڈالے تین بار پھر الٹے ہاتھ کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈال کر تین اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی ایسی کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنتِ مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار پچ پچ کرلیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگادیا، ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی، ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گنا ہگار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے تو غسل تو ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنتِ مؤکدہ ہے اور غسل میں فرض ہے۔

داڑھی اگر ہے خوب تر کرلے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منہ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں میں ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک بہائیں پھر دونوں کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک برابر پڑتی چلی جائے۔ یہ نہ ہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں تک پانی نہ بہنے کا احتمال ہے۔ اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے۔ اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

پھر سر کے بالوں کا مسح کرے، چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے۔ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انہیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کے حصوں کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لے جائے، پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے

پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصے کا گلے پر ہاتھ نہ لائے، کہ بدعت ہے۔

پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے دایاں پھر بایاں دھوئے۔ کلی کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

"الٰہی! میری مدد فرما قرآنِ عظیم کی تلاوت اپنے ذکر شکر اور اچھی عبادت پر۔"

ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَاتُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ

"الٰہی! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا۔"

منہ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وَجُوْہٌ" وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ"

"الٰہی! منہ اُجالا کر جس دن کچھ منہ اُجالے ہوں گے اور کچھ کالے۔"

دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَّسِیْرًا

"الٰہی! میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب لے۔"

بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

"الٰہی! میرا نامۂ اعمال اُلٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔"

سر کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَاظِلَّ عَرْشِکَ

"الٰہی مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا۔"

کانوں کا مسح کرتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فیقبعونَ احسنہ'

"الٰہی! مجھے ان لوگوں میں کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔"

گردن کے مسح میں کہے:

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقْبِیْ مِنَ النَّار

''الٰہی! میری گردن دوزخ سے آزاد فرما۔''

سیدھا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلٰے الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْقَدَام

''الٰہی! میرے پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں۔''

الٹا پاؤں دھوتے وقت کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وسَعِیِیْ مَشْکُوْرًا تِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ

''الٰہی! میرے گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری سوداگری ضائع نہ کر۔''

اور ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھے۔ ختم وضو کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھے پھر کہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَنَ التَّوَابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

''الٰہی! مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر۔''

جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا، ایک عالم میرے ساتھ تھے، فجر کی نماز کے لئے انہوں نے وضو کیا، بھوؤں سے چہرہ پر پانی ڈالا۔ جب ان سے کہا گیا تو فرمایا: جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے میں نے کہا کہ پھر تو بلا وضو ہی پڑھیے۔ مجھے خیال رہا، انہوں نے ظہر کے وقت بھی ہی کیا، میں نے کہا اب تو وقت نہ جاتا تھا۔

آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے۔ غسل میں جس قدر احتیاط چاہیئے، آج کل اتنی ہی بے احتیاطی ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی انگلیوں کے سرے زمین پر لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگنا فرض ہے اور سب کا سنت ہے۔ پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصہ ہے لگنا چاہیئے۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے۔ سجدہ ایک بالشت سر اٹھایا۔ یا بہت ہوا ذرا اٹھالیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہوگیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہیئے۔ اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی۔

ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا، اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ فرمایا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ وَفَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی۔ انہوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی، پھر یہی ارشاد ہوا، آخر میں انہوں نے عرض کی۔ قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے۔ حضور فرمائیں۔

فرمایا: رکوع وسجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ۔

عرض۵۸ حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اس کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہادیو کو تو مسلمان رہے گا اور ۹۹ سجدے اللہ کو ایک بھی مہادیو کو کیا تو کافر ہوجائے گا۔ گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک! اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہوگیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے، اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی۔ زید ابن الصلت منافق نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں فلاں جنگل میں ہے۔ حضور غیب کی خبر کیا جانیں۔ **قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ** تم فرمادو، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہوچکے، اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گئی۔ ارشاد علماء یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنی ہوسکتے ہوں، ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا۔ مسئلہ تو یہ تھا اور بے دینوں نے کیا سے کیا کرلیا۔ اس کا بہت واضح وروشن بیان ہماری کتاب تمہید "**ایمان بایآت قرآن**" میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہوگیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآنِ عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہوچکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہٖ یہی تقویۃ ایمان میں لکھا کہ غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر۔

عرض۵۹ محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہئے یا نہیں۔

ارشاد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب "**آئینہ قیامت**" میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہئے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض۶۰ اور ان کی مجالس میں رقت آنا کیسا۔

ارشاد رقت آنے میں حرج نہیں، باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ: **مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ** نیز حق سبحانہٗ کی نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ربیع الاوّل شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے، تو ائمہ نے خوشی ومسرت کا اظہار کیا، غم پر شریعت نہیں دیتی۔

عرض ۶۱ یہ صحیح ہے کہ شبِ معراجِ مبارک جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے۔ نعلین پاک اُتارنا چاہیں کہ حضور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اتارنے کا حکم ہوا تھا۔ فوراً غیب سے ندا آئی، اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت وعزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد یہ روایت محض باطل وموضوع ہے۔

عرض ۶۲ شب معراج جب براق حاضر کیا گیا۔ حضور آبدیدہ ہوئے، حضرت جبرئیل نے سبب پوچھا، فرمایا: آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پل صراط کی راہ طے کرے گی، یہ تقاضائے شفقت ومحبت امت کے موافق نہیں، ارشاد باری ہوا یوں ہی ایک ایک براق بروز حشر تمہارے ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے!...... یہ روایت صحیح ہے یا نہیں،

ارشاد بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل اور بے ہودہ ہیں، کیا کہا جائے۔

عرض ۶۳ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے رب العزت نے اس سے فرمایا تھا: **وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ** مال واولاد میں ان کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیے اس کے کھانے میں...... شیطان شریک ہوتا ہے۔ اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان وشیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔ اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً **بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَوَّلِهٖ وَآخِرِهٖ** پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کردیتا ہے اور بفضلہٖ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف۔ ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔ طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے۔ وہ خبیث اگر اس میں شریف ہوتا تو ضرور ہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔ بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔ (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض ۶۴ بدگمانی کیا حرام ہے۔

ارشاد **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ** ''اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض ظن گناہ ہے۔'' اور حدیث میں فرمایا: **اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ** ''گمان سے دور ہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔''

ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظّمہ کو تشریف لئے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک

تاملوث تھا۔ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیروں پر اپنا بھار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا: شفیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں نام نہ بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہولئے۔ راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچ کر امام نے اس سے تھوڑا ریت لے کر تاملوٹ میں گھول کر پیا اور شفیق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا: انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا۔ جب پیا تو ایسے نفیس خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر نہ دیکھے نہ سنے۔ ایک روز شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وہی صاحب بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے تھے، لوگوں سے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں۔ کسی نے کہا: ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ جب تلخیہ ہوا، حضرت یہ کیا بات کہ راہ میں ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے دامن مبارک سے اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہی تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدری اللہ کے لئے ہے۔

عرض ٦٥ حضور ایک کتاب میں، میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

غَیِّرُوْا ھٰذَا لِشَّیْبَ وَلَا تَقْرَبُوا السَّوَادَ "اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ۔"

سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

یَاتِیْ فَاسٌ یَخْضَبُوْنَ بِالسَّوَادِ کَحَواصِلِ الْحَمَامِ لَا یَرِیْحُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ

"کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بُو نہ سُونگھیں گے۔"

تیسری حدیث میں ہے:

مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ یَومَ الْقِیٰمَۃِ

"خضاب کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔"

چوتھی حدیث میں ہے:

اَصُّفْرَۃُ خِضَابُ الْمُؤمِنِ وَالْحَمْرَۃُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ وَالسَّوَادِ خِضَابُ الْکَافِرِ

"زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔"

پانچویں حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْغَضُ الشَّیْخَ الْغَرِبِیْبَ "اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو۔"

چھٹی حدیث میں ہے:

اَوَّلُ مَنِ اخْتَضَبَ بِالسَّوَادِ فِرْعَوْنَ

''سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا، فرعون تھا۔''

دیکھو فرعون کاہے میں ڈوبا: نیل میں، یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں، سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خودستائی ان کو جائز ہے، اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے۔ ریشمی بانے کا دبیز لباس ان کو پہنا جائز ہے۔ چالیس دن سے زیادہ لمبے اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا جائز ہے۔ اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں۔ فوجی قانون عام قانون سے جُدا ہوتا اس میں سیاہ خضاب داخل ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مجاہد تھے انہیں جائز ہے، تم کو حرام ہے۔

عرض ٦٦ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد بلاشبہ۔

عرض ٦٧ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسودراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد جہالت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت احادیث میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے تشبہ کیلئے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضروری نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔

عرض ٦٨ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھوں پر کمان لٹکائی جارہی ہے، اس پر یہی فرمایا کہ ان عورتوں پر لعنت جو مردوں سے شبہ کریں۔ ام المومنین صدیق رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا، اس پر بھی یہی حدیث فرمائی کہ مردوں سے تشبہ پیدا کرنے والیاں ملعون ہیں۔ جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت تو عورت کے سے بال بڑھانا اس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا۔ کہ وہ ایک خارجی چیز ہے۔ اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم حدیث صحیحہ ضرور موجب لعنت اور چوٹی کا گندوانا اور زیادہ اس میں مباف ڈالنا اور اس سے سخت تر!

ارشاد حضرت سیدی محمد گیسودراز قدس سرہٗ سے نے تشبہ نہ کیا تھا، ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اس کے لئے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علماء واجلہ سادات سے تھے۔ جوانی کی عمر تھی۔ سادات کی طرح شانوں تک وہ گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت ہے ایک بار سرِ راہ بیٹھے تھے۔ حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی، انہوں نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، حضرت خواجہ نے فرمایا: سید فروتر ک سید اور نیچے بوسہ دو۔ ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں الجھ گیا تھا وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا حضرت نے فرمایا: سید فروتر ک انہوں نے ہٹا کر زمین پر بوسہ دیا گیسو کا رکاب مبارک سے جدا کر کے حضرت تشریف لے گئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید نے اتنے بڑے عالم کے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے اور

نیچے بوسہ دینے کا حکم فرمایا: انہوں نے پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا، گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ اور نیچے کو حکم فرمایا: یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔ یہ اعتراض حضرت گیسو دراز نے سنا، فرمایا: لوگ نہیں جانتے کہ میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرمادیا۔ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا، عالم ناسوت منکشف ہوگیا، ب پائے اقدس پر بوسہ دیا، عالم ملکوت منکشف ہوا۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا۔ جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف ہوگیا اس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا۔ اور اسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کہا علاقہ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور اس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز، اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا فعل ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا۔ اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرمادیا۔ ماں نے برکت کے لئے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا، محفوظ رکھا۔ جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آ جاتے تھے۔ اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اس برکت کے لئے تھا۔

عرض ۶۹ حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں۔

ارشاد حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب میں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ اب دیکھو نائیوں اور منہاروں نے علم پڑھ کر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں۔ بعض منہار تو سید اور ابنِ شیرِ خدا بن بیٹھے۔

عرض ۷۰ روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجیب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالہ کوئی کچھ کوئی کچھ

ارشاد ناجائز ہے، ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے۔ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

”تجھے اگر شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ

”ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کر، کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں۔“

خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے:

یَاتِیْ قَوْمٌ ” لَھُمْ نَبَذٌ یُقَالُ لَھُمُ الرَّافِضَۃُ لَا یَشْھَدُوْنَ جُمُعَۃً وَلَا جَمَاعَۃً وَ یَطْعَنُوْنَ

عَلَی السَّلَفِ فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْھُمْ وَلَاتُشَارِبُوْھُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْھُمْ

وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْھُمْ وَاِذَا مَاتُوْا فَلَا تَشْھَدُوْھُمْ (الحدیث)

''ایک قوم آنے والی ہے ان کا ایک لقب ہوگا، انہیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہت کرنا، بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو جنازے پر نہ جانا۔ عمران ابنِ حطان رقاشی اکابر علماء محدثین سے تھا اس کی ایک چچازاد بہن خارجیہ تھی اس سے نکاح کرلیا۔ علمائے کرام نے سن کر طعنہ زنی کی کہا میں نے تو اس لئے نکاح کرلیا ہے کہ اس کو اپنے مذہب پر لے آوٴں گا، ایک سال نہ گذرا کہ خود خارجی ہوگیا۔

شد غلان کہ آبِ جو آرد　　آب جو آمد و غلام ببرد

شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ رافضی یا رافضہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو، آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کی منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہوسکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا خالص ہوتا اور اولا ولد الزنا عالمگیر میں ظہیریہ سے ہے:

اَحْکَامُھُمْ اَحْکَامُ الْمُرْتَدِّیْنَ اسی میں ہے لَایَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدِّ مَعَ مُسْلِمَۃٍ وَلَا کَافِرَۃٍ اَصْلِیَّۃٍ وَلَا مُرْتَدَّۃٍ وَکَذَا لَا یَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَّۃِ مَعَ اَحَدٍ۔

عرض ۷۱ حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے تو وہ تہذیب نہیں تخریب ہے۔ اور اگر تہذیب اسلامی مقصود ہے تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ان سے دور بھاگو، اور ان کو اپنے سے دور کرو۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی۔ کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے، امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا، اسے ہمراہ لے آوٴ وہ آیا اسے کھانا منگا کردیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوالیا اور اسے نکال دیا۔

مولف: یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۳۳۷ھ بروز جمعہ قریب عصر کا ہے اس جلسہ میں بعض وہ لوگ بھی تھے جو بدمذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے، حضور پرنور کے یہ گراں بہا نصائح سن کر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفرین اور ملامت کر رہے تھے اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ واستغفار کی آواز بھی آجاتی تھی اسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہوکر دوسرے صاحب سے کہا کہ آپ کو اکثر اوقات بدمذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے، مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کر لیجئے۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آکر گرے اور صدق دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں، جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اِذَا عَمِلْتَ سَیِّئَۃً فَاَحْدِثْ عِنْدَھَا تَوْبَۃً السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کی مخفی کی مخفی اور آشکار کی آشکار سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے۔ فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت عطا فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسے ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انہیں علانیہ توبہ کرنا چاہئے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کئے ان سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے۔ حضور پرنور کے ان چند فقرات میں اللہ جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بے تانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ وعلانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے، عجب سماں تھا۔ حضور پرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ ان کے لئے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ تیرا جبل پور آنا اور اتنے دن قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ) مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کر لی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے ان کی فہرست درج ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

فہرست تائبین

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ
۲	قائم بھائی صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۳	دادا بھائی صاحب	لارڈ گنج	-
۴	سیٹھ عبدالکریم صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۵	عمر بھائی صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ

۶	عبدالشکور صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۷	حافظ عبدالحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۸	عبدالغنی صاحب	گلہائی	حلق لحیہ
۹	بابو عبدالشکور صاحب	اپر نیگنج	حلق لحیہ
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلّہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	حلق لحیہ
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرہائی	حلق لحیہ
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلّہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۴	عزیز الدین صاحب	محلّہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۵	عبدالجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	حلق لحیہ
۱۶	عظیم الدین صاحب	محلّہ کھٹک	حلق لحیہ
۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	حلق لحیہ
۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	حلق لحیہ
۱۹	سلیمان خاں صاحب	پل اومتی	حلق لحیہ
۲۰	اولاد حسین صاحب	چھوٹا تالاب	حلق لحیہ
۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	حلق لحیہ
۲۲	تراب خاں صاحب	دلہائی	حلق لحیہ
۲۳	حبیب اللہ صاحب	چھوٹا تالاب	حلق لحیہ
۲۴	محمد حنیف صاحب	پشیکاری	حلق لحیہ
۲۵	منشی رعائت علی صاحب	بھان تلیا	خضاب
۲۶	منشی عبدالرحیم صاحب	بھان تلیا	حلق لحیہ
۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	حلق لحیہ
۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	کوتوالی بازار	حلق لحیہ

ان حضرات نے اپنی خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	-
۱	مولوی محمد شفیع احمد صاحب	بسیلپور	-
۲	عبدالمجید صاحب	بسیلپور	-
۳	شیخ باق صاحب	بسیلپور	-
۴	ایوب علی صاحب	بسیلپور	-
۵	عبدالرحمن صاحب	بسیلپور	-
۶	محمد ذاکر صاحب	بسیلپور	-
۷	عبدالکریم صاحب	بسیلپور	-
۸	عظیم الدین صاحب	بسیلپور	-
۹	محمد حسین خاں صاحب	بسیلپور	-
۱۰	عبدالصمد خاں صاحب	بسیلپور	-
۱۱	محمد عثمان خاں صاحب	بسیلپور	-
۱۲	عبدالرحیم خاں صاحب	بسیلپور	-
۱۳	نور خاں صاحب	۱۴	غلام محمد خاں صاحب
۱۵	عبدالسبحان صاحب	۱۶	خان محمد صاحب
۱۷	محمد فاروق صاحب	۱۸	قاضی قاسم میاں صاحب
۱۹	محمد حسین صاحب	۲۰	اللہ بخش صاحب
۲۱	ملائم خاں صاحب	۲۲	غلام حیدر صاحب
۲۳	عبدالغفار صاحب	۲۴	محمد جان صاحب
۲۵	محمد رمضان صاحب	۲۶	رستم خان صاحب
۲۷	حکیم عبدالرحیم مذاق صاحب	۲۸	ملا محمد خاں صاحب
۲۹	محمد اسحق صاحب	۳۰	لعل محمد صاحب

۳۱ مقبول شاہ صاحب

۳۲ عبدالستار صاحب

۳۳ قناعت علی صاحب

۳۴ علی محمد صاحب

۳۵ حاجی کفایت اللہ صاحب

۳۶ مولوی عبدالباقی صاحب

۳۷ برہان الحق صاحب

۳۸ صاحبزادہ مولانا شاہ محمد عبدالسلام جبلپوری

۳۹ میر عبدالکریم صاحب

۴۰ مولوی محمد زاہد صاحبزادہ برادرزادہ مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب

۴۱ محمد فضل حق صاحب

۴۲ ظہور الحق صاحب

۴۳ ماسٹر حبیب اللہ صاحب

۴۴ عبدالرشید صاحب

۴۵ عبدالمجید صاحب

۴۶ حسین استاد صاحب

۴۷ عبدالغفور صاحب

۴۸ محمد عثمان صاحب

۴۹ مختار حافظ عبدالشکور صاحب برادر مولانا موصوف

۵۰ مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب خلیفہ اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ

۵۱ فیروز خاں صاحب

۵۲ احمد خان صاحب ولد غلام حسین خان صاحب

۵۳ حافظ کریم بخش صاحب

۵۴ شیخ حاتم علی صاحب ملازم جاپان کمپنی (توبہ کرتے وقت بیعت بھی ہوئے)

۵۵ شیخ بہادر صاحب مؤذن

۵۶ محمد تقی

۵۷ منو خاں صاحب

۵۸ خدا بخش

۵۹ مدار صاحب

۶۰ رحمت علی صاحب

۶۱ شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر

۶۲ بدیع الرحمٰن صاحب

۶۳ شیخ امیر صاحب

۶۴ شیخ محبوب صاحب

۶۵ عبدالقدیر صاحب عرف بنے صاحب برہانپوری

۶۶ امیر خاں صاحب

۶۷ محمد بشیر الدین صاحب موضع پوڑی ضلع دموہ

۶۸ محمد ابراہیم صاحب

۷۹	عبدالرحمٰن صاحب	۷۰	عبدالرحیم صاحب پُل اومتی
۷۱	عبدالشکور صاحب امام مسجد پُل اومتی	-	-

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انہیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہو کر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی تھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے کہ ان سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے ہیں۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوا، ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے، جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض ۷۲ داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد حدیث میں ہے:

مَنْ عَقَدَ لَحْيَةً فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) مِنهُ بَرِیٌّ

"جو شخص داڑھی باندھے اُسے خبر دیدو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔"

عرض ۷۳ سود خور کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے اللہ پناہ میں رکھے، حدیث صحیح میں ہے:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰو وَمُوْكِله وَكَاتِبَه وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سِوَاء"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی سے بندھے ہوئے ہیں۔"

دوسری حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلرِّبٰو ثَلَاثَة وَسَبْعُوْنَ حُوْبًا اَلْيَسَرُهُنَّ اَنْ يَقَعَ الرَّجُلُ عَلٰى

"سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے، جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔"

لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے، مگر یہ خیال باطل ہے، اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَيُرْبِى الصَّدَقٰتِ ''اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوۃ کو۔''

جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے، حدیث میں ہے:

مَنْ اَکَلَ دِرْھِمَ رِبٰو وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ رِبٰوا فَکَاَنَّمَا زَنٰی بِاُمِّہٖ سِتًّا وَّثَلاثِیْنَ مَرَّۃً

''جس نے دانستہ ایک درہم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا۔''

درہم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض ۷۴ حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے۔

ارشاد اس سے کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سفید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے، بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

ایک روز بعد فراغ نماز عشاء لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کی حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے،

ایک روز بعد فراغ نماز عشاء لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کی حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے، حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّوم لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اوّل و آخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورۂ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافروں تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پر ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَالَا نَعْلَمُہٗ

مولف: جبل پور کا ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ممالک متوسط میں واقع ہے، نہایت خوشنما صاف شفاف ہے، قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بندیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھتا، شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر نہایت عجیب و پُر فضا منظر ہے، دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی مجع ہو کر ایک ایسے درّہ میں گرتا ہے جو تقریباً دو بانس نیچا ہے، اس مقام کا نام دھواں

دار ہے اوّل تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اڑتا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پُل پر جا رہی ہے، پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دھواں معلوم ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام دھواں دھار رکھا گیا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پر نور سے اس عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہوگئی، دھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے) جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر در حقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بُت پتھر کا ترشا ہوا ہے، حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی ناک ندارد ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دو پارہ فرما دیا ہے، یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لئے کشادہ سڑکیں تعمیر ہوگئی ہیں، ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہوگا اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گزار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگری رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لئے ہوئے ہے۔اس کی سیر بھی ہوئی، حضور نے حسبِ عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اَلاتَعْبُدُوْٓ اِلَّا اِیَّاہ پڑھا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سُنے اور اس وقت دعا پڑھے، اُعْطِی مِنَ الْاَجْرِ بَعَدَ دِالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکَاتِ دنیا میں جتنے مرک مرد اور مشرک عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے، اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ تعلیم فرمائی کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھ کر یہ پڑھتے ہیں۔جبل پور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں قریب زمانہ میں بعض ہنود ان شکستہ کی مرمت کرادی تھی گورنمٹ کو خبر ہوئی پھر دستور تڑوا دیئے اور پتھر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگا دیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو بدلے گا یا بگاڑے گا، جیل خانے بھیجا جائے گا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا، الحمد اللہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جِنَانَهٗ

غرض وہاں سے فارغ ہو کر دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دو پہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درّہ کی سیر فرمائی یہ درّہ پانی میں سنگِ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے، یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کر لیا ہے، دور تک دو رویہ سنگِ مرمر کے پہاڑ سر بفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک نگہ کنارہ دیکھا جو غالبا ۸ گز چوڑا تھا۔اس ہیبت ناک منظر کا نام برادر مکرم مولانا مولوی حسین رضا خان صاحب نے فی البدیہ وہان مرگ رکھا، کشتی نہایت تیز جا رہی تھی، لوگ آپس میں مختلف باتیں کر رہے تھے، اس پر اشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمہ شہادت پڑھ کر گواہ کیوں نہیں کر لیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق

میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کرلیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے۔ بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلے، ان ساتوں ڈھیلوں نے سات پہاڑ بن کر جہنم کے ساتوں دروازے بند کردیئے اور کہا ہم اس کے کلمۂ شہادت کے گواہ ہیں، انہوں نے نجات پائی، تو جب ڈھیلے پہاڑ بن کر حائل ہوگئے تو یہ پہاڑ ہیں حدیث میں ہے، شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا۔ وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گذرا جس نے ذکر الٰہی کیا، وہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر فضیلت ہے۔

مولف: یہ سنتے ہی سب لوگ با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے، مسلم زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہوکر پہاڑوں میں گونج گئی۔

عرض۷۵ حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لئے چلے اُسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں۔ اِذَاخَرَجَ الْاِمَامُ فَلَا صَلٰوۃَ وَلَا کَلَامَ البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے۔ اور اسکی نمازِ فجر نہیں ہوتی وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرتے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے۔ جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی۔

عرض۷۶ اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہوچکے ہیں تو اس کا شوہر بہ خیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی ضرورت کے لئے جانے آنے کی ممانعت نہیں۔

عرض۷۷ خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا۔

ارشاد فاسق ہے۔

عرض۷۸ حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد غنیۃ میں یہ نہ پوچھوں کہ عورتوں کا مزارات پہ جانا جائز ہے یا نہیں، بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس نہیں آتی ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت

جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

لَوْاَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْ اَنْفُسَهُمْ جَآئووکَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ واسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَو جَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

خود حدیث میں ارشاد ہوا:

مَنْ زَادَ قَبْرِیْ وجبت له' شَفَاعَتِیْ

"جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔"

دوسری حدیث میں ہے:

مَنْ حَجَّ ولم يزرنی فَقَدْجَفَانِی

"جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔"

ایک تو یہ ادائے واجب دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنھوں نے سب سرکار غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستانِ عرش نشان لازم کردی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں۔ بے صبری کرے گی اولیاء کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم ومشاہد ہے لہٰذا ان کے لئے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔

بدریا درمنافع بے شمار است　　　　اگر خواہی سلامت بر کنار است

عرض۷۹ کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا تھا، اس کا لمپ اگر فروخت کیا جائے تو اس کی قیمت اس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف میں داخل ہوگی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائے گی یا اصلی۔

ارشاد اوّل تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کردی جائے تو جرم نہیں اور جب تک ثابت وقابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہئے۔

(پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے)

۱﴾ جس مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر اُلٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

۲﴾ مسجد میں آتے وقت اعتکاف کی نیت **بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ** کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور اس کے لئے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جب تک ٹھہرو گے معتکف رہو گے، جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہوگا۔

۳﴾ بغیر نیتِ اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں، بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لئے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلانیّت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

۴﴾ مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے حتیٰ کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانے کا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اُترے تو سیدھا قدم اتارے۔

۵﴾ وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرشِ مسجد پر نہ گرے۔

۶﴾ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

۷﴾ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے، اسی طرح کھانسی **کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ الْعَطْسَۃَ الشَّدِیْدَۃَ فِی الْمَسْجِدِ** "نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔" اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہئے اور نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے کہ بے تہذیبی ہے حدیث میں ہے: ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا **جَوْعُ الْقِیَامَۃِ اَطْوَلُھُمْ شَبْعًا فِی الدُّنْیَا** "ہم سے اپنی ڈکار دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرتے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ مدت تک بھوکے رہیں گے۔" اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہئے اگرچہ غیر مسجد میں تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہ ہے۔ جماہی جب آئے حتی الامکان منہ بند رکھو منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو یونہی نماز میں بھی، مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا ہاتھ رکھنے میں صرف یہ ہے بضرورت بدلا الٹا اپنی محل سنت پر ثابت رہا، جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے کہ جب جماہی آنے کو ہو فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیاء الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مشل احتمال شیطان کی طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم، چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ

ہے حدیث میں تو یہ اَلْعَطسَۃُ عِندَالْحَدِیْثِ شَاھِدُ عَدْلٍ بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے یعنی جو کچھ بیان کیا جاتا ہو، جس کا صدق وکذب معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ دُعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہٰذا چھینک پر حمدِ الٰہی بجالانا مسنون ہوا بہت لوگ صرف الحمدللّٰہ کہتے ہیں، پورا کلمہ کہنا چاہئے، الحمدللّٰہ رب العالمین حدیث میں جو چھینک پر الحمدللّٰہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العالمین یعنی اس کلمہ کو پورا کردیتا ہے اور جو کہتا ہے الحمدللّٰہ رب العالمین فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللّٰہ، اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعائے رحمت ہو ملائکہ کے لئے ہے آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمدِ الٰہی بجالائے اگرچہ صرف الحمدللّٰہ یہ یرحمک اللّٰہ کہے پھر اسے مستحب کہ اس سے کہے یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل واکمل صیغہ حمد کا یہ ہے،

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَاکَانَ مِنْ حَالٍ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اَھْلِ بَیْتِہٖ اسے امام شمس الدین سخاوی نے القوی البدیع فی الصلاۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد ہے مَوْطِنَانِ لَا اُذْکَرُ فِیْھِمَا اَلْعَطسَۃُ وَالْذِبحُ دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح۔ اجلہ علماء نے اس پر اعتماد کر کے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستثنےٰ فرمادیا، مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں، چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ ہے اور ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لیا جائز نہیں، بطور برکت اس میں اصلاً مضائقہ نہیں مثلاً بِسْمِ اللّٰہ اللّٰہ اکبر صلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد وآلہٖ بلکہ فتاویٰ امام اجل قاضی خاں میں اس جواز بھی مصرح کہ بِسْمِ اللّٰہ اللّٰہ اکبر محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بِسْمِ اللّٰہ اَللّٰھم عن محمد و اھل بیتہ دوسرے کی ذبح میں فرمایا اکبر محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خود بِسْمِ اللّٰہ اللّٰہ اکبر اَللّٰھُم عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ یہ اس کی طرف سے جس نے میری امت سے قربانی نہ کی، مسلمانوں اپنے نبی رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت دیکھو، حدیث میں ارشاد ہے اِسْتَفْرِھُوْ اَضَحَایٰکُمْ فَاِنَّھَا مَطَایَا کُمْ عَلَی الصِّرَاطِ فربہ وتروتازہ قربانیاں کرو کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ میری امت میں کروڑوں وہ ہوں گے جو قربانی سے عاجز ہوں گے یا ان پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کریں گے حضور نے نہ چاہا کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہ جائیں گے ان کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان کرتے تو ان کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ وبارک وسلم

کمر بستن بکارِ امت خود ہمچنیں باید ببیں در نامِ او گنجیدن میم مشدد را

میں ہمیشہ سے روزِ عید ایک اعلیٰ درجے کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار عالم مدار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روزِ وصال حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے ایک مینڈھا ان کی طرف سے اور اب اس سنتِ کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہے کہ اِن شاءَ اللہ عزوجل تابقائے زندگی اپنے ان اہلسنت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا جنہوں نے قربانی نہ کی خواہ گذر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان چھینک کر حمدِ الٰہی بجالائے تو ہر سننے والا **یرحمک اللہ** کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی یا دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار **الحمدللہ** کہے اسے **یرحمک اللہ** کہنا جائز نہیں، ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے **مَنْ سَبَقَ الْعَاطِسَ بَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَمِنَ الشَّوْصِ وَالُّوْصِ وَالْعَلُوْصِ** جو چھینکنے سے پہلے حمدِ الٰہی بجالائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہے گا، غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ نماز میں آئے حدیث میں اسے بھی شیطان کی طرف شمار فرمایا ہے، یہ سارا بیان اتفاقی چھینک کی نسبت ہے زکام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا ان میں بھی تہذیب ہے اور مسجد میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔

۸﴾ مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو، تو قریب جا کر آہستہ سے کہنا چاہئے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے راگیر سے جو سڑک پر کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اس کا جواب بلند آواز سے دے رہے ہیں۔

۹﴾ تمسخر ویسے ہی ممنوع ہے اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے، موقع سے تبسم میں حرج نہیں۔

۱۰﴾ فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دی جائے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اس کی ممانعت ہے غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۱۱﴾ مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہٰذا معتکف کو چاہئے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لئے باہر نہ جاسکے گا۔

۱۲﴾ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے، کہ خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہٗ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے، پاؤں پھیلا لیا گوشہ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور میں یونہی بیٹھتے ہیں معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

۱۳﴾ استعمالی جوتا اگر پاس ہو مسجد میں پہن کر جانا گستاخی و بے ادبی ہے، ادب و توہین کا راز عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتا پہن سکتا ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے، جب کہ پنجا اتنا سخت نہ ہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے، بحرالرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمال پہن کر دروازۂ مسجد تک جاتے، دوسرا غیر استعمالی پہن کر مسجد میں قدم رکھتے۔

۱۴﴾ مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے۔ فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لئے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں۔ کیسا شدید ظلم ہے۔ وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو ہمارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں، سودا دیں تو دور سے ڈال دیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں، حالانکہ ان کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم ان نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمہاری ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں گے اپنے گندے بدنوں سے تمہارے رب کے دربار میں آئیں۔ اللہ ہدایت فرمائے۔

نعت

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جدِ اعلیٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ قربان دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہوگئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقب خاک[1] شہنشاہ سے پایا!
جو حیدرِ کرار کہ مولےٰ ہے ہمارا

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیرِ مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا

[1] ابوتراب

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ط

ملفوظات اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حصّہ سوم

بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا بے حد بخار ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا۔ بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں۔ کبھی اُترے گا نہیں، کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ جو اٹھائیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے۔ بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلایئے۔

عرض عمامہ کے دونوں سرے کا مدار ہوں تو کیا حکم ہے؟

ارشاد اس میں راجح یہ ہے کہ اگر چار انگل سے زائد ہے تو ممنوع ہے۔

عرض حضور تانبے یا لوہے کی انگوٹھی کا کیا حکم ہے؟

ارشاد مرد عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

عرض اس کی کیا وجہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی جائز رکھی جائے۔ جو اس سے بیش بہا ہے اور تانبے وغیرہ کی مکروہ۔

ارشاد چاندی کی انگوٹھی تذکیر آخرت کے لئے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے، تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام (پھر فرمایا) ایک صاحب خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی، ارشاد فرمایا: مَالِیْ اَرٰیٰ فِیْ یَدِكَ حِلْیَةَ الْاَصْنَامِ کیا ہوا کہ تمہارے ہی ہاتھ میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انھوں نے اتار کر پھینک دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، ارشاد فرمایا مَالِیْ اَرٰی فِیْ یَدِكَ حَلْیَتَهٗ اَهْلِ النَّارِ کیا ہوا کہ تمہارے ہاتھ میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں، ارشاد فرمایا اِتَّخِذْهُ مِنَ الْوَرِقِ وَ لَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشہ) پوری نہ کرو۔

عرض ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سچا کام ہو تو کیا حکم ہے۔

ارشاد اگر چار انگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں اور ہر ایک چار نگل سے زیادہ نہیں اور دور سے دیکھنے میں فصل معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے۔ یا مغرق ہے کہ دور سے فصل نہ معلوم ہوتا ہو تو ناجائز۔

عرض انگوٹھی کون سی انگلی میں پہننا چاہیے۔

ارشاد بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور داہنے میں بھی لیکن بہتر یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کا بنصر (وہ انگلی جو چھنگیا کے پاس ہے) میں پہنے۔

عرض اپنا نام انگوٹھی میں کندہ ہو تو بیت الخلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد نام اگر زیادہ معظم نہ ہو جب بھی حرفوں کی تعظیم تو چاہیے اور اگر متبرک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے ہاں جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

عرض نگینہ پر کلمہ طیبہ کندہ کیسا ہے۔

ارشاد تبراکاً جائز ہے اور مہر کی حیثیت سے حرام۔

عرض اللہ صاحب کہنا کیسا ہے۔

ارشاد جائز ہے حدیث میں ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَۃُ فِی الْمَالِ وَ الْاَھْلِ وَالْوَلَدِ اور سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَاغَوٰیo وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ لیکن اللہ صاحب کہنا اسماعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ و پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہیے (پھر فرمایا) آریہ، پادری، وہابیہ سب ایک سے ہیں۔

عرض مخمل مردوں کے لئے جائز ہے یا نہیں

ارشاد اگر اس پر ریشم کا رواں بچھا ہوا ہے تو ناجائز ہے ورنہ نہیں۔

عرض حضور ریشم کا بھی یہی حکم ہے کہ چار انگل سے زیادہ ناجائز۔

ارشاد ہاں اگر تبع مستقل ہو تو چار انگل تک جائز ہے، مثلاً ٹوپی کی گوٹ جائز ہے لیکن رامپور جیسی ٹوپی کہ بعض چار انگل کی بھی نہیں ہوتی اگر ریشم کی ہو تو ناجائز ہے کہ وہ خود مستقل ہیں تبع مستقل نہیں ایسے ہی تعویذ کہ بعض ایک انگل کے بھی نہیں ہوتے ہیں، لیکن چونکہ مستقل ہیں اس لئے اگر ریشم کے ہوں تو ناجائز۔

عرض تانبے پیتل کے تعویذوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد مرد و عورت دونوں کو مکروہ اور سونے چاندی کے مرد کو حرام عورت کو جائز۔

عرض چاندی اور سونے کی گھڑی رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد رکھ سکتا ہے البتہ اس میں وقت نہیں دیکھ سکتا کہ حرام ہے۔ اسی طرح آرسی پہننے میں عورت کے لئے کوئی حرج نہیں اور اس میں منہ دیکھنا حرام (پھر فرمایا) چاندی سونا صرف پہننا عورت کے لئے حلال ہے، باقی طریق استعمال اس کے لئے بھی حرام ہیں ہاں کھانا دونوں کے لئے جائز ہے، ورق چاندی سونے کے کھائیں یا ریزہ کر کے کشتہ بنا کر۔

عرض جو درخت نجس پانی سے سینچا گیا ہو اس کے پھل کھانا جائز ہے؟

ارشاد جائز ہے۔

عرض جس گائے کو غصب یا سرقہ وغیرہ کا بھوسہ دیا جائے اس کا دودھ پینا کیسا ہے۔

ارشاد دودھ حرام نہ ہوگا۔ ہاں تورع ایک بڑی چیز ہے ایک بی بی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور فرمایا میں اپنی چھت پر سیتی ہوں روشنی اتنی نہیں کہ سوئی میں سے اگر ڈورنکل جائے تو ڈال سکوں، بادشاہ کی سواری نکلتی ہے اس کی روشنی میں ڈورا ڈال سکتی ہوں یا نہیں کہ وہ روشنی ظالم کی ہے، اس کے روپے حلال وحرام سب ہے آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم کون ہو، میں بہن ہوں بشر حافی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امام نے فرمایا ورع تمہارے گھر سے پیدا ہوا تمہارے لئے اس روشنی میں ڈورا ڈالنا جائز نہیں (پھر فرمایا) ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تجارت کرتے تھے ہزاروں روپے لوگوں پر قرض تھے تقاضے کے واسطے دوپہر کو تشریف لے جایا کرتے اور مقروض کی دیوار کے سائے میں علیٰحدہ کھڑے ہوتے کہ یہ قرض سے نفع حاصل کرنے میں داخل نہ ہو جائے ایک شخص پر حضور کے دس ہزار آتے تھے وعدہ گذرے مدت ہو چکی تھی، ایک مرتبہ آپ تشریف لئے جاتے تھے سامنے سے وہ آتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر ڈر کے مارے ایک گلی میں ہو گیا۔ قسمت کی بات کہ وہ گلی دوسری طرف سے سربستہ تھی امام وہیں تشریف لے گئے فرمایا کیوں تم ادھر کیسے آ گئے، سبب بتایا کہ میں حضور کا مقروض ہوں وعدہ گذر گیا میں ڈرا کہ حضور تقاضا فرمائیں گے اور میرے پاس اس وقت موجود نہیں اس لئے میں اس طرف آ گیا، فرمایا دس ہزار بھی ایسی چیز ہیں کہ کسی مسلمان کا قلب پریشان کیا جائے میں نے معاف کئے۔

عرض حضور بزرگان دین کے اعراس میں مزامیر ہوتے ہیں جب تک مزامیر ہوں اس وقت تک نہ جائے اور مزامیر کے بعد قل میں شریک ہونے کے واسطے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد جا سکتا ہے، امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جب بلوائیوں نے بلوہ کیا تمام مدینہ منورہ میں ان کا شور تھا امیر المومنین کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نماز بھی وہی پڑھاتے تھے سوال ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں، ارشاد فرمایا لوگ جب برائی کریں تو ان سے علیٰحدہ ہو اور جب بھلائی کریں۔ تو ان کے شریک ہو۔

عرض حضور اگر صاحب سجادہ بد مذہب ہو۔

ارشاد اگر آپ صاحب سجادہ کے پاس جانا چاہتے ہیں تو نہ جایئے اور صاحب مزار کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں تو جایئے۔

عرض حضور بعض احادیث میں یہ واقعہ آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوا کہ جاؤ ہمارا ایک بندہ فلاں پہاڑ پر ہے اس سے علم حاصل کرو یہ واقعہ توریت مقدس میں سے پہلے کا ہے یا بعد کا۔

ارشاد توریت مقدس سے بہت بیشتر کا واقعہ ہے۔

عرض اگر اس کو توریت مقدس سے بعد کا مانا جائے تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ توریت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تماماً علی الذی اَحْسَنَ و تفصیلاً لکل شیئٍ و ھُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّوْمِنُوْنَ٥

جب توریت تفصیل کل شے ہے تو دوسرے سے علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔

ارشاد کوئی اعتراض نہیں توریت کا تفصیل کل شی ہونا فرمایا ہے اس تفصیل کا باقی رہنا کہیں نہیں فرمایا، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب توریت لے کر آئے یہاں دیکھا کہ لوگ گئو سالہ کے آگے سجدہ کرتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ آپ کی شان جلال کی یہ حالت تھی کہ جس وقت جلال طاری ہوتا۔ آدھ گز آگ کا شعلہ کلاہ مبارک سے اوپر کو اٹھتا جلال میں آکر الواح توریت پھینک دیں، وہ ٹوٹ گئیں، امام مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ تفصیل کل شی اڑ گئی صرف احکام باقی رہ گئے۔

عرض حضور الواح توریت تو کلام خدا ہے ان کے ساتھ حضرت موسیٰ نے یہ برتاؤ کس طرح کیا ی

ارشاد حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور آپ کے بڑے بھائی اور نبی کی تعظیم فرض ہے ان کے ساتھ تو آپ نے جلال کے وقت یہ کیا اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ اُن کا سر اور ڈاڑھی پکڑ کر کھینچنے لگے جانے دیجئے، یہ تو آپ کے بڑے بھائی تھے، شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ کوئی شخص رب عزوجل کے حضور بلند آواز سے کلام کر رہا ہے، ارشاد فرمایا اے جبریل یہ کون شخص ہیں۔ عرض کی موسیٰ ہیں۔ فرمایا کیا اپنے رب پر تیزی کرتے ہیں۔ عرض کیا قَدْ عَرَفَ رَبُّهٗ حِدَّتَهٗ ان کا رب جانتا ہے کہ ان کا مزاج تیز ہے، خیر ان کو بھی جانے دیجئے وہ جو رب عزوجل سے عرض کی ہے۔ اِنْ هِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یہ سب تیرے ہی فتنے ہیں۔ یہاں کیا کہیے گا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں۔ دوسرا کہے تو گردن ماری جائے اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔

عرض حضو امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر احاد ہے۔

ارشاد تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے، قرآن ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کا قول نہ مانا جائے۔

عرض ائمہ سے مراد ائمہ تفسیر ہے۔

ارشاد ہاں۔

عرض بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے، مثلاً قاضی بیضاوی نے یا ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ کو مخصص بتایا ہے۔

ارشاد قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات، ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام، تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے (پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی۔ اور فرمایا) قرآن عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے تفصیل کل شئی کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا تفصیل کل شے ہونا تو قطعی مگر اس کا تفصیل کل شئ رہنا یہ ظنی اور خبر احاد بھی مفید ظن اور ظن ظن کا مقابل ہوسکتا ہے جب خبر احاد سے ثابت ہو گیا کہ توریت میں تفصیل کل شئ نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض حضور اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے تبیانا لکل شی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ باقی رہے گا تو علم ماکان و مایکون کس طرح ثابت ہوگا۔

ارشاد بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ تبیاناً لِكُلِّ شی باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا، لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیث صحیحہ میں اس کی تائید ہی آتی ہے۔ البتہ! مطلقاً علم غیب دینے کا، منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر ہے، نبوت کہتے ہی علم غیب دینے کو امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں: اَلنُّبُوَّةُ هِيَ الْاِطِّلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ امام بن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں۔ اَلنُّبُوَّةُ مَاخُوْذَةٌ مِنَ النَّبَاءِ بِمَعْنَى الْخَبْرِ اَیْ اَطْلَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى الْغَيْبِ نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

عرض اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو بلاواسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقا منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے۔

ارشاد علم بلاواسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ ''کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔''

یہ کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلاواسطہ مانے کافر ہے اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گھڑ لے تو وہ خود پاگل ہے اللہ فرماتا ہے: عَالِمُ الغيبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلىٰ غَيْبِهٖ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضىٰ مِنْ رَّسُوْلٍ کیا بلاواسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے۔

عرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن قرآن شریف کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا۔ جب اس کے الفاظ محفوظ ہوئے تو معانی کی حفاظت ضرور کہ معانی الفاظ سے منفک نہیں ہو سکتے اور معانی قرآن عظیم کی صفت تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ہے تو قرآن عظیم ہی سے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کا دوام ثابت ہو گیا۔

ارشاد قرآن عظیم کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اور ممکن یہ ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ۔

عرض ماشاء اللّٰه تو ماکَانَ و مَا يَكُوْن میں ہے اور اللہ فرماتا ہے: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسىٰ ۝ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ ہم تم کو پڑھاویں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ مَاشاء اللّٰه کا علم حضور کو نہ رہا حالانکہ وہ مَاكَانَ وَ مَايَكُوْنَ میں سے ہے۔

ارشاد مَاشَاء اللّٰه کس کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ آیاتِ الٰہی کی نسبت کلام ہے اور آیاتِ الٰہی صفت الٰہی ہے اور وہ قدیم ہے مَاکان ومایکون میں داخل نہیں مَا كَانَ وَ مَايَكُوْنُ تو ان حوادث کا نام ہے جو اوّل روز سے آخر، روز تک ہوئے اور ہوں گے۔

عرض سمدھن کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

ارشاد ہاں۔

عرض خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن شریف رکھا ہو ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے۔

ارشاد اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا ہے اور خورجی میں رکھنے مجبور محض ہیں تو جائز ہے۔

عرض بعد طلوع فجر کے سنت الفجر میں تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کی نیت جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد نہیں کہ بعد طلوع فجر سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل پڑھنا نا جائز ہے ہاں بغیر نیت کے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد سنت فجر ہی سے ادا ہو جائیں گی۔

جس کے بچے نہ جیتے ہوں وہ کیا کرے۔

عرض حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے۔ جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر ۳ سال کسی کی دو سال کسی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی۔ یعنی پسلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی تین سالہ حیات ہے، حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد مولا تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔ اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گذرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیے۔ اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھئے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیت الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن دنوں میں نماز حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳۔۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں، صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلنے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں۔ دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دونوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر نا سازی لاحق ہو تو اس کے لئے بھی روشن کیجئے وہ چراغ باذنہٖ تعالیٰ سحر و آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے، بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاً سب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہوتا ہے، چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے۔ پھر سال بھر تک ہر مہینے پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سے سالانہ، یہ تول اس لڑکی کے لئے بھی کیجئے، چوتھے سال میں ہے تو ہر چار مہینے پر تو لئے مکان

میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔۷ بار اذان بآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقرہ ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشے میں پہنچے، شب کو مکان کو دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے، جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو داہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد اللہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لئے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں ان باتوں کا التزام رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب

عرض حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد ۱۔ چراغ معلق روشن کیا جائے گا۔ کسی چھینکے یا قندیل میں۔

۲۔ روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلّہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں۔

۳۔ چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کریں اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

۴۔ مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔

۵۔ مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اسی کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی لو کو دیکھے۔

۶۔ جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا چنبیلی اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرا لیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جما کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

۷۔ اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لو کے پاس سونا رکھیں۔

۸۔ جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے۔ ماسوائے مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی، یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

۹۔ اس جگہ بیٹھ کر سب ذکرِ الٰہی درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو بے ہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

۱۰۔ جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں، نماز کی طرح سوائے منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلاً نہ کھلنے پائے۔

۱۱۔ چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکل اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا، پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو اس کو تکلیف ہوتی ہے، لہٰذا چاہئے کہ پہلے دن قصداً کچھ دیر کرکے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے۔ مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

۱۲۔ جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اِرْجِعُوْا مَا جُوْرِیْنَ۔

۱۳۔ روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

۱۴۔ جس کے لئے چراغ روشن ہوا اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔

عرض ایک صاحب کی لڑکی بلاناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھی، بلکہ قریب نصف حفظ بھی تھی۔ ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد لاحول شریف ۶۰ بار، الحمد شریف اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کرکے پلائیے۔

عرض کیا آیاتِ قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

ارشاد جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

پیراہنِ اقدس کا ذکر

عرض پیراہنِ اقدس میں کیا کپڑے ہیں۔

ارشاد ردا، تہ بند، عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیض اور ٹوپی پا جامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے، پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں۔ایک بار حضور تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیرلیا۔صحابہ نے عرض کیا حضور پا جامہ پہنے ہوئے ہے، ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِر لِلْمُتَسَرْوِلَاتِ اے اللہ بخشدے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالبًا پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

موم بتی جس میں چربی ہوتی ہے اس کا حکم

عرض موم بتی جس میں جربی پڑتی ہے، مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے، ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہئے۔

عرض یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے، اگر چہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام ہے النصرانية لا ذبحية له بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے، فتاوٰی قاضی خاں میں ہے الیھودیة یذبح أویاکل ذبیحة المسلم نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں کافر ہوئے، قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصارٰی کو ضالین فرمایا، یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصارٰی کے ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثلِ نصارٰی کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثلِ یہود کے عداوت میں۔

عرض امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔ جماعت ثانیہ اگر نہ ملنے کا خوف ہو سنت فجر پڑھے یا نہیں اصل نماز جماعت اولیٰ ہے

عرض جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

ارشاد جماعتِ ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لئے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعتِ اولیٰ ہے، جس کے لئے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ان کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہوگئی، جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے، ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو گئی، تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔ یوں ہوں کہ پہلی میں تین اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک ہو۔

عرض نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب درمختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور تین کا مکروہ تحریمی، کیونکہ صف کامل ہوگئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی، بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا ناجائز نہیں ہے، مثلاً دو مرد ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہوگی۔

عرض ایام وباء میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین شریف اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

ارشاد کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

عرض خطبہ نکاح بھی کھڑے ہوکر قبلہ رو پڑھنا چاہئے۔

ارشاد ہاں کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف منہ ہونا چاہئے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کرکے پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہوتو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر والدین کو نا گوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو۔تو حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد نہیں چاہئے۔

عرض نوشہ کے اُبٹن ملنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد خوشبو ہے، جائز ہے۔

عرض اگر بیسلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستے میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں۔

ارشاد اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہوگئے۔

عرض ایک شخص بریلی کا ساکن مرادآباد میں دوکان کھولے اور ہمیشہ وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل وعیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مرادآباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر نکاح کرلے تو ہو جائے گا۔

عرض اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا۔یا نہیں۔

ارشاد نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہے جو حرام ہے۔لہٰذا احتراز لازم ہے۔

عرض ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہوتو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد ولیمہ زفاف شب عروسی کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے وہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دارقطنی وبیہقی وطحاوی سے مروی ہے۔

سیاہ خضاب حرام ہے

عرض خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد وسمہ سے ہو یا کسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

عرض بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

ارشاد حضرت امام حسن و حسین و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھا کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض نمازِ قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے۔اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے، مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس کے اردگرد لوگ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لئے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے: لَهُمْ فِي الدُّنيا خِزيٌ وَلهم فى الاٰخرةِ عذابٌ عَظِيْمٌ دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض نمازِ جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد غسل و کفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے،بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نمازِ جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز جمعہ میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔اور اگر قبر تیار ہونے سے بیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض مردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لئے لے جانا کیسا ہے۔

ارشاد ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں، یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں۔ قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں، خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو جب تو نہیں ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دوسو عورتیں رشک وحسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرجانا ثابت ہے۔

عرض اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد جس قدر ہدیہ قرآن عظیم کا بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کرلیں۔

ارشاد یہاں کہ صدقہ دیا جارہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔

ارشاد اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

جب سنت کراہت متعارض ہوں تو ترک اولیٰ ہے

عرض سنت ومکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہئے۔

ارشاد ترک اولی ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

دیہات میں جمعہ جائز نہیں جو پڑھتے ہوں انہیں منع نہ کیا جائے

عرض دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل ورسائل علماء نے لکھے ہیں۔اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ اَرَأَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی سے خوف کرنا چاہئے۔مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا۔جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرمایا۔

عرض حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

ارشاد نہیں۔

عرض حضور کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد نہیں۔

عرض کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد ہاں۔

عرض خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے،ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے۔بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی ۳ کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض جوان غیر محرم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہئے یا نہیں۔

ارشاد دل میں جواب دے۔

عرض اگرچہ غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد یہ بھی ٹھیک نہیں۔

بساکیں آفت از گفتار خیزد

عرض سنۃ الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا شیطان ہے تین گرہ لگا دیتا ہے۔ جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے، لہٰذا اوّل وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کرسکتا ہے۔

ارشاد بلا عذر نہ چاہئے۔

عرض سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں۔ تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے۔ اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سینکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا۔ یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر جانوروں کے لئے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے۔

عرض دستِ غیب وکیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد دستِ غیب کے لئے دعا کرنا محال عادی کے لئے دعا کرنا ہے، جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو **كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَاهُوَ بِبَالِغِه** دستِ غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں۔ کہ فرماتا ہے۔ **ومن يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ يَتَّقِ اللّٰه** پر عمل نہیں ورنہ حقیقتاً سب کچھ حاصل ہوسکتا ہے۔ میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپے کی طلب تھی۔ بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی۔ جو ہفتہ کو ڈاک کے جہاز میں روانہ ہوجاتی تھی۔ پیر کے دن مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا۔ نماز مغرب پڑھ کر اور یہ فکر کہ کل بدھ ہے اور ابھی تک روپے کی کوئی سبیل نہیں میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہے عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین میاں (اعلیٰ حضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی، سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں۔'' میں باہر آیا اور ملاقات کی، چلتے وقت اکیاون روپے انہوں نے دیئے حالانکہ

ضرورت صرف پچاس روپے کی تھی۔ یہ اکیاون روپے یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا ہے غرض حج کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف یہ ہے **یرزقہ حیث لا یحتسب**

عرض بعض اکابر اولیاء کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلافِ شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی جاتی ہے۔ اگر کوئی اس زمانہ میں ایسے الفاظ کہے تو اس کو کیوں معذور نہیں رکھا جاتا۔

ارشاد اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو معذور رکھا جائے گا۔

معرفت ولایت کا طریقہ

عرض ثبوت ولایت کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد اطباق آئمہ کا علماء کا جمہور کا سواد اعظم کا۔ سوادِ اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بیشک ولی ہے اور اگر یہ شرط نہ لگائی جائے بلکہ جس کسی کو بھی خلاف شریعت الفاظ بکتے سنئے اس کو معذور رکھئے تو ہر شرابی ہر بھنگڑا جو چاہے گا بک دے گا اور کہہ دے گا کہ ہم نے حالت سکر میں ایسا کہا شریعت بالکل معدوم ہو جائے گی۔

عرض بعض وظائف میں آیات اور سورتوں کا معکوس کر کے پڑھنا لکھا ہے۔

ارشاد حرام اور اشد حرام کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے۔ یہ تو درکنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ اس کے قلب کو اُلٹ دے نہ کہ آیات کو بالکل معکوس کر کے مہمل بنا دینا۔

عرض حضور پھر صوفیائے کرام کے وظائف میں یہ اعمال کیونکر داخل ہوئے۔

ارشاد احادیث جن کے منقول عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں ان میں کس قدر موضوعات ہیں (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) جاہلوں میں اسمائے حسنیٰ کی قوت بڑھانے کے واسطے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ مثلاً **یَاعَزِیْزُ تَعَزَّزْتَ فِیْ عِزَّتِكَ وَ الْعِزَّةُ فِیْ عِزَّةِ عِزَّتِكَ یَا عَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ فِیْ عَظْمَتِكَ وَالْعَظْمَةُ فِیْ عَظْمَةِ عَظْمَتِكَ**۔ خیر یہاں تک تو صحیح تھا آگے اس کے یہ ہے: **یَا مُذِلُّ تَذَلَّلْتَ فِیْ ذِلَّتِكَ وَ الذِّلَّةُ فِیْ ذِلَّةِ ذِلَّتِكَ یَا خَافِضُ تَخَفَّضْتَ فِیْ خَفْضَتِكَ وَ الْخَفْضُ فِیْ خَفْضِ خَفْضَتِكَ**۔ اب کہئے یہ کفر ہوا یا نہیں لیکن وہ کافر نہ ہوئے اس واسطے ان کو شیطان نے بہکا دیا ان کو اس عربی عبارت کا ترجمہ نہیں معلوم (پھر فرمایا) صوفیائے کرام فرماتے ہیں صوفی بے علم مسخرہ شیطان است وہ جانتا ہی نہیں شیطان اپنی باگ

ڈور پر لگا لیتا ہے۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَیْرِ فِقْہٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنِ بغیر فقہ کے عابد بننے والا (عابد نہ فرمایا بلکہ عابد بننے والا فرمایا یعنی بغیر فقہ کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی) عابد بنتا ہے وہ ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت شاقہ کرے اور حاصل کچھ نہیں۔ ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے قدسنا اللّٰہ تعالیٰ باسرارھم اُنھوں نے ایک صاحب کو ریاضت ومجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے وعادی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے، عرض کی مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے۔ ان آنکھوں سے سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے، اب اگر ان کو علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دینا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے سوائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضور بھی فوق السمٰوٰت و العرش دیدار ہوا۔ دنیا نام ہے سماوات وارض کا۔ خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ انھوں نے عرض کی بیشک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْبَحْرِ۔ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا اسی کی عبادت کرتا۔

رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے پھر ان کا پتہ نہ چلا۔ سیدی ابوالحسن جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابوالحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلے بٹھایا۔ ایک دن انھوں نے رونا شروع کیا آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے شجر وحجر اور دیوار و در سجدہ میں ہیں نور پھیلا ہوا ہے۔ میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کرسکتا اس وجہ سے روتا ہوں فرمایا اے فرزند وہ سلاخ نہیں وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا ہے۔ اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے، شب قدر وغیرہ کچھ نہیں، عرض کی حضور میری تشفی کے لئے کوئی دلیل ارشاد ہو۔ فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجاً سمیٹو۔ سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے بالکل اندھیرا ہوگیا۔ آپ کے ہاتھوں میں سے شور وغل ہونے لگا حضرت مجھے چھوڑیئے میں جاتا ہوں، تب ان مرید کی تشفی ہوئی۔ (فرمایا) بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے تاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے، کوئی کہتا ہے اس نے اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے اس نے اتنے زنا کرائے سب کی سنیں۔ کسی نے کہا اس نے آج فلاں طالب کو پڑھنے سے باز رکھا۔ سنتے ہی تخت پر سے اچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگا لیا اور کہا انت انت تو نے کام کیا۔ اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ان کو کچھ نہ کیا اور اس کو اتنی شاباش دی۔ ابلیس بولا! تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ

ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔ بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ انھوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا۔ اور شیاطین مخفی رہے اور یہ انسان کی شکل بن کر رستہ پر کھڑا ہوگیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستہ میں ابلیس کھڑا ہی تھا، اسلام علیکم، وعلیکم السلام حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات وارض کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے۔ عابد صاحب نے سوچا اور کہا، کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی۔ بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جایئے اور شیاطین سے کہا دیکھو اس کی راہ ماردی، اس کو اللہ کی قدرت پر ہی ایمان نہیں عبادت کس کام کی۔ طلوع آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس نے کہا السلام وعلیکم، وعلیکم السلام مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انھوں نے فرمایا جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے وہی سوال کیا۔ ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان وزمین داخل کردے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے بولا، دیکھو یہ علم ہی کی برکت ہے۔

عرض عورتوں کے لئے مسواک کیسی ہے۔

ارشاد ان کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے۔ لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں، ان کے دانت اور مسوڑے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں مسّی کافی ہے۔

عرض بیعانہ کی نسبت کیا حکم ہے۔

ارشاد بیعانہ آج کل تو یوں ہوتا ہے کہ اگر خریدار بعد بیعانہ دینے کے نہ لے، تو بیعانہ ضبط اور یہ قطعاً حرام ہے۔

عرض مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئیں یا نہیں۔

ارشاد نکال لینا چاہئیں اگر کوئی تکلیف نہ ہو اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت کفن میں رکھ دئے جائیں۔

عرض ایک صف فرض پڑھ رہی ہے درمیان میں ایک شخص بہ نیت نفل ہے ان کی نماز میں کوئی خرابی ہے یا نہیں۔

ارشاد کوئی حرج نہیں۔

عرض کیا قطع صف نہیں۔

ارشاد نہیں۔

عرض حالانکہ اس کی نماز اور ہے اور ان کی اور۔

ارشاد اس کی نماز اور نہیں فرض مشتمل ہے مطلق نماز کو اور مطلق نماز نفل بھی۔ نفل ہر نماز میں داخل ہے ہاں اگر وہ لوگ آج کی ظہر پڑھ رہے ہوں اور یہ کل کی ظہر کی نیت سے امام کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اب اس کی نماز نہ ہوگی کہ اس کی نماز اور ہے اور امام کی اور، کل کی ظہر میں داخل نہیں۔

عرض ایک شخص وضو کر رہا تھا اور دو آدمی باوضو تھے یہ خیال کر کے کہ وہ وضو کر کے شامل ہو جائے گا ایک شخص امام بن کر آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرا تنہا پیچھے لیکن وہ شخص وضو کر کے شامل ہی نہ ہوا اب ان دونوں کی نماز ہوئی یا نہیں۔

ارشاد نماز تو ہوگئی لیکن امام اور مقتدی دونوں نے غلطی کی اور خلافِ سنت کیا۔ چاہیئے تھا کہ امام مقتدی دونوں برابر کھڑا ہوتے جب وہ وضو کر کے آتا مقتدی پیچھے ہٹ آتا یا امام آگے بڑھ جاتا (پھر فرمایا) اس غلطی میں عوام تو عوام علماء مبتلا ہیں حالت موجودہ کا اعتبار ہے غیب کا کیا علم ممکن ہے وہ وضو کرتے ہی مر جائے اور کوئی عذر پیش آجائے۔

عرض دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کی ممانعت کی کیا وجہ ہے۔

ارشاد دو عورتوں کے بیچ میں سے نکلنے کو منع فرمایا۔ عورتوں کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا (پھر فرمایا) ایک عورت تین مردوں کی نماز فاسد کرتی ہے ایک وہ جو داہنی طرف ہو ایک وہ جو بائیں طرف ہو اور ایک وہ جو پیچھے ہو۔ اور دو عورتیں کم سے کم چار کی، دو دائیں بائیں اور دو وہ جو ان کے پیچھے ہیں۔ اور تین عورتیں دو داہنے بائیں مردوں کی نماز فاسد کرتی ہیں اور اپنے پیچھے ہر صف میں سے تین تین آدمیوں کی جو ان کے محاذات میں ہوں اور اگر چار عورتیں ہیں تو دو مردوں کی تو دائیں بائیں نماز فاسد کریں گی۔ اور ان کے پیچھے اگر لاکھ صفیں ہوں تو سب کی نماز فاسد اگرچہ محاذات نہ ہوں۔ آخر کچھ تو اثر ہے جو اتنی نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے دو عورتوں کے درمیان نکلنے سے منع فرمایا۔

عرض کچھ مرد آگے ہیں ان کے پیچھے عورتیں، اور ان کے پیچھے ایک دیوار ہے اس دیوار کے پیچھے جو لوگ کھڑے ہوں ان کی نماز کا کیا حکم ہے۔

ارشاد اگر دیوار اتنی نیچی ہے کہ سینہ یا سر دکھائی دے جب بھی محاذات ہے اور مردوں کی نماز فاسد۔

عرض اگرچہ عورتیں ضعیفہ ہوں۔

ارشاد ضعیفہ ہوں یا قویہ۔ عورتوں کو مسجد میں جانا ہی منع ہے حدیث میں ارشاد فرمایا عورت کی نماز اپنے تہ خانہ میں بہتر ہے کوٹھری میں نماز پڑھنے سے اور اس کی کوٹھری میں نماز بہتر ہے دالان میں نماز پڑھنے سے اور اس کی اپنے صحن میں نماز بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے (پھر فرمایا) مسجد اور جماعت کی حاضری عورتوں کو معاف ہے بلکہ ممنوع ہے۔

عرض ایک صف مردوں کی پوری کھڑی ہے اور ان کے پیچھے عورتیں ہیں۔اب اور مرد بعد میں آنے والے کہاں کھڑے ہوں۔

ارشاد اگر یہاں جگہ نہیں تو نماز باطل ہوگی دوسری مسجد میں پڑھیں۔

عرض اگر امام نے دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر اور جگہ کی ایک آیت پڑھ دی تو نماز ہوگئی یا نہیں۔

ارشاد ہوگئی۔

عرض رنڈیوں کا روپیہ مسجد کی خدمت میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ارشاد نہیں، مسجد کے لئے مال حلال طیب ہو۔

عرض اگر دیوار اس قدر اونچی ہو کہ عورتوں کے سر دکھائی نہیں دیتے تو اب امام کا رکوع وسجود بھی ان لوگوں پر جو دیوار کے پیچھے ہیں مخفی ہو جائے گا تو اقتداء کیونکر صحیح ہوگی۔

ارشاد آواز پہنچے گی۔

عرض قرض اوصول کرنے میں جو خرچ ہو وہ مقروض سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد ایک حبہ نہیں لے سکتا۔

مؤلف دوسری باری کی حاضری میں جو انعامات سرکار سے پائے ان کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا خود اپنے مہمانوں کی مدد فرماتے ہیں اور حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، حضور کی امت کے اولیائے کرام کی بھی یہی شان ہے۔حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلس میلاد مصر میں ہوتی ہے۔مزار مبارک پر آپ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی التزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے۔کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کئے ہیں۔مجلس تین دن ہوتی ہے ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی۔یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے اس دفعہ آخر دن پہنچے جو اولیائے کرام مزار مبارک پر مراقب تھے انھوں نے فرمایا کہاں تھے دو روز سے حضرت مزار مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں عبدالوہاب آیا، عبدالوہاب آیا۔انھوں نے فرمایا کیا حضور کو میرے آنے کی اطلاع ہوتی ہے۔انہوں نے فرمایا اطلاع کیسی حضور تو فرماتے ہیں کتنی ہی منزل پر ہی کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں اگر اس کا ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریگا (پھر فرمایا) ان پر خاص توجہ تھی اور ان کو بھی خاص نیاز مندی تھی اسی وجہ سے حضرت کو ان سے خاص محبت تھی۔حدیث میں ہے جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ اللہ کے یہاں اس کی کس قدر، قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی کس قدر، قدر و منزلت

ہے اتنی ہی اس کی اللہ کے یہاں ہے۔ حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا: اَلنَّظْرَۃُ الْاُوْلیٰ لَکَ وَالثَّانِیَۃُ عَلَیْکَ ۔ پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری مواخذہ ہوگا۔ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے عرض کی ہاں! اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کے نظر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا انھوں نے آپ کی نذر کردی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔

عرض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق ہے۔

ارشاد انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسّی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کی آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اولیاء علماء شہداء کی حیات برزخیہ اگرچہ حیات دنیویہ سے افضل اعلیٰ ہے مگر اس پر احکام دنیویہ جاری نہیں اور ان کا ترکہ تقسیم ہوگا۔ ان کی ازواج عدت کریں گی اور حیات برزخیہ کا ثبوت تو عوام کے لئے بھی ہے۔ حدیث میں ہے مثل مومن کی اس طائر کی طرح جو قفس میں ہے کہ جب تک وہ قفس میں ہے اس کی اُڑان اسی تک ہے اور جب اس سے آزاد ہوا تو اس کی اڑان کتنی ہوگی۔ بعد مرنے کے سمع بصر ادراک عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہوجاتا ہے اور یے تمام اہل سنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گمراہ ہے۔ کہ جس کسی کی قبر پر آدمی جاتا ہے اگر صاحب قبر اس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچانتا تھا تو اتنا ضرور جانتا ہے کہ ایک مسلمان میری قبر پر آیا ہے۔ اگر کسی زندہ شخص کو اتنے من مٹی میں دبا دیا جائے تو اس کے اوپر اگر توپ بھی چھوڑی جائے جب بھی نہ سنے گا تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد سمع وبصر وادراک بڑھ جاتا ہے۔

عرض حضور بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد اَلشَّیْطَانُ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِہٖ۔ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے اس کا شیطان اُس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے وہی بیان کرتا ہے تا کہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آواگون ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے۔ جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ کراماً کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔ جب انسان مرتا ہے کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارا کام ختم ہو گیا۔ وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا اجازت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عبادت کریں۔ رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے ارشاد ہوتا ہے۔ میری زمینیں بھری ہیں عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح و تقدیس کرتے رہو، اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے رہو۔ (پھر فرمایا) اچھی باتیں مثلاً سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرْ ان کا اُخری نفع تو یہ ہے کہ ہر کلمہ سے ایک پیڑ جنت میں لگایا جاتا ہے۔ اسی کو فرمایا جاتا ہے وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ اَمَلًا اور دوسری جگہ فرمایا ہے: وَالْبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ مَّرَدًّا اور فی الحال ان کا نفع یہ ہے کہ وہ کلمات منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں۔ قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل کے واسطے مغفرت مانگیں گے۔ اسی طرح کلمات کفر منہ سے نکل کر ہوا میں مجتمع رہتے ہیں قیامت تک تسبیح و تقدیس کریں گے اور اپنے قائل پر لعنت کرتے رہیں گے۔

عرض ایسی الماری جو چھت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن شریف رکھا ہے اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

عرض شراب بیچنے والے کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا جائز ہے نہیں۔

ارشاد اگر شراب بیچنے والا مسلمان ہے اور اس کے پاس سوائے شراب کی آمدنی کے اور کچھ نہیں تو اس سے کوئی چیز بیچنا حرام ہے اور اگر کافر ہے یا اس کے پاس سوائے اس کے اور بھی آمدنی ہے تو جائز ہے۔ کفار کے لئے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لئے سرکہ اور بکری کَالْخِلِّ وَ الشَّاۃِ لَنَا۔

عرض رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ کا دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

عرض علاج کرنا سنت ہے یا نہ کرنا۔

ارشاد دونوں سنت ہیں یہ بھی ارشاد ہوا ہے: تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ الَّذِیْ اَنْزَلَ الدَّاءَ اَنْزَلَ الدَّوَاءَ لِکُلِّ دَاءٍ علاج کروا لے اللہ کے بندو کہ جس نے مرض اُتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی امت کے لئے سنت ہو اور اکابر صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت علاج نہ کرنا رہی ہے۔

عرض انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں۔

ارشاد ان کے یہاں جس قدر رقیق دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔

عرض اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور تیر مارا اور اس کے پاس پہنچے سے پہلے بغیر ذبح کے مر گیا اب اس کا کھانا کیسا ہے۔

ارشاد جائز ہے خواہ کہیں لگ جائے (پھر فرمایا) اگر تکبیر کہہ کر بندوق ماری اور ذبح کرنے سے بیشتر مر گیا تو حرام ہے اس واسطے بندوق توڑ ہے کاٹ نہیں اور تیر میں کاٹ ہے۔

عرض سنا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا جنت میں جائیں گے یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلی کے لئے ثابت نہیں۔ اور اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا بلعم باعور کی شکل بن کر جنت میں جائے گا۔ اور وہ اس کتے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا۔ اسی کو فرمایا گیا ہے۔ ہم نے اس کو اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا ان سے اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے سبب بلند فرما لیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا۔ اور اس سے نہ اٹھا گیا اس نے اپنی خواہش کا اتباع کیا۔ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الکلبِ ان تحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تترکْهُ یَلْهَثْ ۔ تو اس کی مثل کتے کی مثل ہے۔ اگر تو اس پر بوجھ لادے تو ہانپے اگر چھوڑ دے تو ہانپے۔ یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنہوں نے، ہماری آیتوں کی تکذیب کی (پھر فرمایا) اس نے محبوبانِ خدا کا ساتھ دیا۔ اللہ نے اس کو انسان بنا کر جنت عطا فرمائی۔ اور اس نے محبوبانِ خدا سے عداوت کی بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا۔ مستجاب الدعوات تھا۔ لوگوں نے اس کو بہت سا مال دیا، کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بددعا کرے۔ خبیث لالچ میں آ گیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہنا چاہتا تھا، اپنے لئے نکلتے تھے۔ اللہ نے اس کو ہلاک کر دیا اور استن حنانہ شریف علماء کا اختلاف ہے۔ ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد

فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے باغ کے اندر تجھے پھر لگا دیا جائے۔ تجھ میں پھل پھول آئیں یا جنت میں ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں، اس نے عرض کیا دنیا دار الفنا ہے۔ میں نے دار الفنا پر دار البقا کو اختیار کیا۔ حضور نے اس کو ممبر کے نیچے دفن فرما دیا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں　　تاچو مردم حشر یا بد روز دیں

تابدانی ہرکرا یزداں بخواند　　از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

عرض سرّیتین میں جب امام الحمد شریف پڑھے تو تعوّذ اور امین کہے یا نہیں۔

ارشاد تعوذ نہ کرے ہاں بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے اور ختم پر آمین کہے اور اگر مقتدیوں کے کانوں تک آواز پہنچ جائے تو وہ بھی آمین کہیں۔

عرض حضور بعض مرض متعدی بھی ہوتے ہیں۔

ارشاد نہیں حدیث میں ارشاد ہوا۔ لاعدویٰ

عرض پھر جذامی سے بھاگنے کا کیوں حکم دیا گیا۔

ارشاد وہ حکم ضعیف الایمان کے واسطے ہے کہ اگر وہ اس کے پاس بیٹھے اور تقدیر الٰہی سے کچھ ہو جائے تو شیطان بہکا دے گا کہ یہ اس کے پاس بیٹھنے سے ہو گیا ہے۔ اگر نہ بیٹھتا تو ہوتا۔ تقدیر الٰہی کو بھول جائے گا۔

عرض پھر طاعون سے بھاگنے کی ممانعت کیوں۔

ارشاد اس کے لئے حدیث میں صاف ارشاد ہے: اَلْفَارُّ مِنَ الطَّاعُوْنِ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہی ہے جیسا جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔ اس پر بھی ارشاد ہوا کہ جہاں طاعون ہو وہاں بلا ضرورت نہ جاؤ۔

سماع موتیٰ کی بحث

عرض ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماع موتیٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد نہیں۔ وہ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں مردے کون ہیں جسم، روح مردہ نہیں اور بے شک جسم نہیں سنتا/ سنتی روح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ام المومنین کے حضور میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے امیر المومنین پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا بلکہ اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ بے شک وہ جانتے ہیں امیر المومنین کو سہو ہوا۔ انھوں نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ تو خود ام المومنین مردوں کے علم کا اقرار فرماتی ہیں۔ سماع سے بے شک انکار۔ فرماتی ہیں اور بھی اس کے ان معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں۔ سماع کے عرفی معنی ان آلات کے ذریعہ سے سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لئے نہیں روح کو جسم مثالی دیا جاتا ہے اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال اور بھی اس کو ظاہر کر رہا ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور وَ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ٥ موتیٰ کون ہیں اجسام قبور میں کون ہیں۔ وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقیناً حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی الہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے۔ میں بغیر چادر اوڑھے ہوئے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی اَنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی اَنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَ اَبِيْ میرے شوہر اور باپ ہی تو ہیں پھر جب عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے۔ حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سمع و بصر نہ مانتیں تو پھر حیا عمر کے کیا معنی۔ (پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی ایک تو یہی سماع موتے کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔ دوسرے سے معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہے مَا فَقَدْتُ جَسَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا۔ حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی ہے۔ تیسرے علم مافی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم مافی الغد تھا وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے۔ خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم

ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف میں میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کردی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرّہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

عرض وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی میں عِنْدَ کس سے ظرف ہے۔

ارشاد رَاٰہ کی ضمیر فاعل سے اور جن لوگوں نے اس سے مراد رویت جبریل لی ہے وہ رَاہ کی ضمیر مفعول سے مانتے ہیں (پھر فرمایا) بعض اس پوری صورت کو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مانتے ہیں اور واضح وارجع اور نظم قرآنی سے وافق وہی ہے جو جمہور صحابہ کرام وتابعین عظام وآئمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت جل جلالہ کی طرف راجع ارشاد ہوتا ہے:

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی۔ ظاہریت چاہتی ہے اس بات کو کہ یہ ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہوں ورنہ اختلاط ہوجائے گا کہ اَوْحٰی کی ضمیریں دونوں جگہ جبریل کی طرف راجع ہوں گی۔ اور عَبْدِهٖ کی ضمیر بیچ میں اللہ کی طرف پھر آگے معبودان باطل کا مقابلہ فرمایا جاتا ہے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰی o وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی o الی قولہ تعالیٰ اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ کیا تم نے دیکھا ہے لات وعزٰی او منات کو وہ تو نہیں۔ مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے۔ اللہ نے اس پر کوئی دلیل نہیں اتاری، وہم کی پیروی کرتے ہو تو فرمایا جاتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو بغیر دیکھے پوجتے ہو اور یہ اپنے رب کو دیکھ کر عبادت کرتے ہیں۔ (پھر فرمایا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں کیا کمال کہ جبرئیل کو دیکھ لیں۔ جبرئیل کا کمال ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضمائر کو جبریل کی طرف پھیرا کرتے ایک مرتبہ خلوت میں لیٹے ہوئے تھے: ایک صاحب نے پوچھا: هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ۔ کیا حضور اقدس نے اپنے رب کو دیکھا۔ یہ سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے راٰہ راٰہ حتّٰی انقطع نفسہ۔ حضور نے اپنے رب کو دیکھا دیکھا فرماتے رہے، یہاں تک کہ سانس ختم ہوگئی۔ اس وقت کے عوام کے ذہن میں یہ مسئلہ نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے عوام میں اس کے معنی وہ فرماتے تھے اور جب خلوت میں پوچھا تو چونکہ کوئی اندیشہ نہ تھا اس لئے صاف صاف فرمادیا۔ (پھر فرمایا) یہ واقعہ ایسا ہے کہ رب العزۃ جل جلالہٗ کو اس کی تصریح خود نہیں منظور۔ سورۂ والنجم شریف میں کوئی لفظ تصریح کا نہیں، خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حدیث میں اس واقعہ کو بیان فرمایا وہ دونوں معنی کو متحمل فرماتے ہیں۔ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ اَنّٰی کے معنی کیف کے بھی ہیں تو معنی یہ ہوں گے ”نور ہے اس کو کیوں کر دیکھوں“ اور انّی اینما کا مرادف ہے تو معنی یہ ہیں ”نور ہے جہاں دیکھوں اس کو“۔

مؤلف مولوی عبدالکریم صاحب رضوی چتوڑی نے عزلت نشینی کے متعلق کچھ عرض کیا، اس پر ارشاد فرمایا: آدمی تین قسم کے ہیں: مفید، مستفید منفرد، مفید وہ کہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، مستفید وہ کہ جو دوسرے سے فائدہ حاصل کرے۔ منفرد وہ کہ دوسرے سے فائدہ لینے کی حاجت نہ ہو اور نہ دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتا ہو۔ مفید اور مستفید کو عزلت گزینی حرام ہے اور منفرد کو جائز بلکہ واجب، امام ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو پہاڑ پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے تھے، وہ خود فائدہ حاصل کئے ہوئے تھے اور دوسروں کو فائدہ پہچانے کی ان میں قابلیت نہ تھی۔ ان کو گوشہ نشینی جائز تھی اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ پر عزلت حرام تھی۔ (پھر فرمایا) اما ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کے بھڑیئے سے ہوشیار کرتا رہتا۔ مانیں نہ مانیں، یہ ان کام سرکار نے فرمایا: بھونکے جاؤ۔ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کسی ریاضت کی ضرورت نہیں (پھر فرمایا) اور اسی میں ریاضت کیا تھوڑی ہے، جو شخص عزلت نشین ہو گیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو۔ اس کو کہئے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موسل کی مار پڑ رہی ہے، کئی ہزار کی تعداد میں وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ مجھ کو کبھی دیکھا نہ میں نے کبھی ان کو دیکھا، اور روزانہ صبح اٹھ کر پہلے مجھے کوستے ہوں گے اور پھر اور کام کرتے ہوں گے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ بھی نکلیں گے جنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا، اور نہ میں نے ان کو دیکھا اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز کے بعد میرے لئے دعا کرتے ہوں گے۔ (پھر فرمایا) گالیاں جو چھاپتے ہیں اخباروں میں اور اشتہاروں میں، وہ اخبار و اشتہار تو ردی میں جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں لیکن وہ چٹکیاں جو ان کے دلوں میں لی گئی ہیں، وہ قبروں میں ساتھ جائیں گی۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ حشر میں رسوا کریں گی۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وصال کو تیرہ سو برس سے زائد ہوئے، اس وقت تک تبرا سے انہیں نجات نہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ غاشیہ اٹھایا حق کا اپنے کندھوں پر اور دور مٹایا اہل باطل کا: رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ تَرَكَهُ الْحَقّ مَالَهُ مِنْ صِدِّيْقٍ۔ اللہ رحمت کرے عمر پر کہ حق گوئی نے اسے ایسا کر دیا کہ اس کا کوئی دوست نہ رہا۔

عرض یہ دعا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے نہیں؟

ارشاد وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے: ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ ان کے لئے آچکا ہے۔ وہابی کبھی لوٹ کر نہ آئے گا اور جو ہدایت پا جائے وہ وہابی نہ تھا ہو چلا تھا۔ کفار وہاں جا کر کہیں گے ہمیں واپس دنیا میں بھیج کہ تجھ پر ایمان لائیں، فرماتا ہے: وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ اگر انہیں پھر بھیجا جائے تو وہی کریں گے جس سے پہلے منع کیا گیا تھا۔

مؤلف پنجشنبہ کے دن بعد عصر حسب معمول خط بنانے کے واسطے حجام حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں بدبو تھی، ناپسند فرما کر دھونے کے لئے ارشاد فرمایا۔ (پھر فرمایا) یہ بھی بے صبری و ناشکری ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے۔ راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی، تمام لوگوں نے قصداً اسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کر لی۔ آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی، سب نے ناک بند کر لی مگر آپ کھولے رہے۔ لوگوں نے سبب پوچھا: ارشاد فرمایا: وہ نعمت تھی، میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکر یہ ادا نہ کر سکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔

عرض داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد نسائی شریف میں ہے: مَنْ عَقَدَ لِحْيَةً فَاَخْبِرُوْهُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَرِئٌ مِنْه

جو شخص اپنی داڑھی چڑھائے اسے خبر دے دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

بینائی زیادہ ہونے کے اعمال

عرض حضور میری آنکھوں کی روشنی بہت کم ہے۔

ارشاد

نمبر ۱۔ آیۃ الکرسی شریف یاد کر لیجئے۔ ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھیے۔ نماز پنجگانہ کی پابندی رکھئے اور عورتیں کہ جن دنوں میں انہیں نماز کا حکم نہیں وہ بھی پانچوں وقت آیۃ الکرسی اس نیت سے کہ اللہ کی تعریف ہے، نہ اس نیت سے کہ کلام اللہ ہے پڑھ لیا کریں اور جب اس کلمہ پر پہنچیں: وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھوں پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

نمبر ۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم نور نور نور نور نور

چینی کی سفید تشتری پر اسے اسی طرح لکھیں کہ واؤ اور میم کے سر کھلے رہیں۔ آب زمزم شریف اور نہ ملے تو آب باراں اور نہ ملے تو آب جاری اور نہ ملے تو آبِ تازہ سے دھو کر دو سو چھپن بار اس پر یا نور پڑھ کر دم کریں، اول و آخر تین تین بار یہ درود شریف اَللّٰهُمَّ يَا نُورَ يَانُورَ النُّوْرِ صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ الْمُنِيْرِ وَ اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔

نمبر ۳۔ ٹھلیا کے تعویذوں کا چلہ کریں (پھر فرمایا) یہ عمل ایسے قوی التاثیر ہیں کہ اگر صدق اعتقاد ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ گئی ہوئی آنکھیں واپس آجائیں۔

مؤلف ایک صاحب نے پانی پی کر بچا ہوا پھینک دیا۔ اس پر ارشاد فرمایا: پھینکنا نہ چاہئے۔ کسی برتن میں ڈال دیجئے۔ اس وقت تو پانی افراط سے ہے، اس ایک گھونٹ پانی کی قدر نہیں، جنگل میں جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی قدر معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر ایک گھونٹ پانی مل جائے تو ایک انسان کی جان بچ جائے۔ حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علماء دوست تھے۔ دربار میں علماء کا مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا، ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا۔ منہ تک لے گئے تھے پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا: امیر المومنین ٹھہریئے ذرا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا۔ انہوں نے فرمایا: اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی میسر نہ ہو اور پیاس کی شدت ہو تو اتنا پانی کس قدر قیمت دے کر خریدیں گے فرمایا واللہ آدھی سلطنت دے کر، فرمایا: بس پی لیجئے۔ جب خلیفہ نے پی لیا۔ انھوں نے فرمایا اب اگر یہ پانی نکلنا چاہئے اور نہ نکل سکے تو کس قدر قیمت دے کر اس کا نکلنا مول لیں گے۔ کہا: واللہ پوری سلطنت دے کر۔ ارشاد فرمایا: بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چلو پانی پر آدھی بک جائے اور دوسری بار پوری اس پر جتنا چاہے تکبر کر لیجئے۔

عرض سبز جوتا پہننا کیسا ہے۔

ارشاد جائز ہے۔

عرض حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک شکل اقدس سے ملتی تھی یا نہیں۔

ارشاد نہیں۔

عرض پھر اس شعر کا کیا مطلب ہے۔

جب تصور میں جماتے ہیں سراپا غوث کا　　نقشۂ شاہِ مدینہ صاف آتا ہے نظر

ارشاد اس کے یہ معنی ہیں کہ جمالِ غوث آئینہ ہے جمالِ اقدس کا۔ اس میں وہ شبیہ مبارک دکھائی دے گی (پھر فرمایا) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پاء تک اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے۔ ایک صحابی حضرت عالس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی۔ جب وہ تشریف لائے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سروقد کھڑے ہو جاتے (پھر فرمایا) اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ اور پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضائل میں شریک نہیں امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ　　فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

عرض اہل سنت کے نزدیک جوہر کی تعریف۔

ارشاد حضور اپنے تمام فضائل ومحاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔ اہل سنت کی اصطلاح میں جوہر اس جزو کو کہتے ہیں جس کی تقسیم محال ہو یعنی حضور کے حسن میں سے کسی کو حصہ نہیں ملا۔

عرض جمعہ پڑھانا کس کا حق ہے۔

ارشاد سلطانِ اسلام یا اس کے نائب یا اس کے ماذون (اجازت یافتہ) کا۔

عرض جہاں سلطان اسلام نہ ہو وہاں کیا عالم دین اس کا قائم مقام مانا جائے گا۔

ارشاد وہاں عالم دین ہی سلطان اسلام ہے وہ ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون۔

عرض بجائے التحیات کے الحمد شریف پڑھ گیا، اب کیا کرے۔

ارشاد سوائے قیام کے تلاوت قرآن نہ رکوع میں جائز ہے نہ سجود میں نہ قعدہ میں بھول کر پڑھ گیا تو سجدہ سہو کرے۔

عرض جس طرح ایمان کا تعلق قلب سے ہے کہ بغیر تصدیق قلبی زبانی کلمہ گوئی کارآمد نہیں، اسی طرح صرف کلمہ کفر بکنے سے بھی کفر نہ ہونا چاہئے جب تک کہ دل سے اس کا اقرار نہ کرے۔

ارشاد زبان سے بلا اکراہ اس کا کلمۂ کفر بکنا صراحۃً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان نہیں۔ ایمان ہوتا تو بلا اکراہ ایسے لفظ نہ بکتا اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌ بِالْاِیْمَان۔ فرمایا گیا ہے۔ صرف صورت اکراہ کا استثناء ہے۔ حدیث میں ایمان کی تعریف آئی ہے کہ دوبارہ کافر ہونے کو آگ میں ڈالے جانے سے بدتر جانے اگر ایسا جانتا ہرگز اکراہ نہ بکتا۔

عرض سجدۂ شکر کی نیت نماز کے سجدہ میں کر لی تو کچھ حرج تو نہیں۔

ارشاد کوئی حرج نہیں اور بہتر یہ کہ نماز سے علیحدہ کرے۔

عرض نورالایضاح میں ہے: سجدة الشکر مکروهة عند الامام۔

ارشاد اس میں امام سے تین قول منقول ہیں، ایک تو یہی کہ مکروہ ہے اور ایک لیس بشیء اور صحیح یہ کہ مستحب ہے۔

عرض جنازہ کی نماز طلوع یا غروب کے وقت پڑھ سکتا ہے؟

ارشاد جنازہ اگر آیا خاص طلوع یا غروب کے وقت یا نماز عصر کے بعد پڑھ سکتا ہے اور اگر پہلے سے لایا ہوا رکھا ہے تو جب تک آفتاب بلند نہ ہو یا غروب نہ ہو لے نہ پڑھے۔

عرض ایک مرتبہ ارشاد عالی ہوا تھا کہ مرنے کے لئے خوشی سے تیار ہے۔ حضور جو مجرم ہے وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے۔

ارشاد گناہ چھوڑے توبہ کرے اور خوشی سے موت کے لئے تیار رہے یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتا رہے اور موت کے لئے خوش رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ (پھر فرمایا) اللہ کا بندہ جب توبہ لاتا ہے، رب کے حضور تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا وہ شخص جس کی اونٹنی مع زادراہ کے گم گئی اس کے مل جانے پر خوش ہو۔

عرض حضور اگر کوئی شخص ایسے مقام پر زنا کرے جہاں اقامت حدود نہ ہو۔ وہاں توبہ کرنے سے معافی ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد جس گناہ میں صرف حق اللہ ہو حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ اور بعض وہ ہیں جن میں حق العبد بھی شامل ہوتا ہے تو جب تک اس سے معاف نہ کرائے تو صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

عرض زنا میں وہ کون کون ہیں جن کو حق شامل ہوتا ہے۔

ارشاد بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے جب کہ اس میں جبراً زنا کیا جائے، اور اس کا باپ بھائی شوہر جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہوگی۔ ان سب کا حق ہے۔ علماء میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگے کہ میں نے یہ کام کیا ہے معافی چاہتا ہوں اور بعض نے کہا یوں کہہ سکتا ہے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا تمہارا حق میرے ذمہ ہے معاف کر دو لیکن یہ قول مرجوع ہے اور مفتی کو جائز نہیں کہ قول مرجوع پر فتویٰ دے۔ اور نہ قاضی حکم دے سکتا ہے۔ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں: اَلْحُکْمُ وَ الْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْعِ جَھْلٌ وَّ خَرْقُ الْاِجْمَاعِ۔ قول مرجوع پر فتویٰ اور حکم دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ (پھر فرمایا) اس بریلی میں عذر سے پہلے ایک صاحب نے عجیب شان سے توبہ کی کہ نہ ایسا کہیں دیکھا نہ سنا کسی عورت کے ساتھ ان سے گناہ سرزد ہوا۔ بعد کو نادم ہوئے۔ ایک گڑھا قد آدم اکیلے مکان میں آ کر کھودا، اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لا کر اس گڑھے میں کود کے تلوار اس کو دی، اس وقت کہا: یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے خواہ قتل کر کے مجھ کو اسی گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی یا اللہ کے واسطے معاف کر دے۔ اس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔

عرض اگر قرض دار ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے اور ڈر یہ ہے کہ قرض دار قید کرا دے گا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے۔ ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر حاجت صحیح ہے اور سچے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے (پھر فرمایا) مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی، دس کا مال نو میں فروخت کرے گا، ہر کوئی لے گا اور رہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں۔

عرض خلال کرنا سنت ہے۔

ارشاد ہاں تنکے سے کرنا سنت ہے۔

عرض وضو کر کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فحش بکا تو وضو میں کوئی خرابی تو نہیں آئی۔

ارشاد مستحب یہ ہے کہ پھر وضو کرے لے اگر نماز اسی وضو سے پڑھ لی۔ خلافِ مستحب کیا۔

عرض اگر دوا میں افیون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقع نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ تو جائز ہے۔

عرض حدیث شریف میں آیا ہے: اِنِّیْ حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ وَ مُفَتِّرٍ اور افیون مفتر ہے تو چاہئے کہ حرام ہو۔

ارشاد ہاں اگر حد تفتیر کو پہنچے گی تو حرام ہے۔

عرض تو حضور شراب کا بھی جب تک حد اسکار کو نہ پہنچے، یہی حکم ہونا چاہئے۔

ارشاد وہ حرام ہے، بعینہ ہے مثل پیشاب کے نجس ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ اسکار کے سبب۔ اگر ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کنواں نجس ہو جائے گا۔

عرض امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے۔

ارشاد کچھ نہیں۔

عرض حضور یہ کسی صاحب کا لقب ہے۔

ارشاد ہاں امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

عرض مٹی آنکھ میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقص وضو ہے یا نہیں۔

ارشاد یہ وہ پانی نہیں جس سے وضو ٹوٹے، ہاں دکھتی آنکھ سے اگر پانی نکلے، ناقص وضو ہے۔

عرض حضور یہ مشہور ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَّۃِ۔

ارشاد یوں نہیں بلکہ یوں ہے وِلَایَۃُ النَّبِیِّ اَفْضَلُ مِنْ نَبُوَّتِہٖ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کہ ولایت کی توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق ہے۔

عرض حضور ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔

ارشاد ہاں مگر اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کے کروڑویں حصہ کو نہیں پہنچتی۔

عرض حضور بزرگان دین کے اعراس کی تعین میں بھی کوئی مصلحت ہے۔

ارشاد ہاں اولیائے کرام کی ارواح طیبہ کو ان کے وصال شریف کے دن قبور کریمہ کا طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو خاص وصال کا ہے اخذ برکات کے لئے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

عرض حضور بزرگان دین کے اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں، ان سے ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے۔

ارشاد بلاشبہ اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی ہے۔ ورنہ پہلے جس قدر فیوض ہوتے تھے اب کہاں۔

عرض یہ حکم جو فرمایا گیا ہے کہ مزار شریف پر پائنتی کی طرف سے حاضر ہو۔ ورنہ صاحب قبر کو سراٹھا کر دیکھنا پڑے گا تو کیا عالم برزخ میں بھی اولیائے کرام کو سر اٹھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہاں عوام کو بلکہ عامہ اولیائے کرام کو بھی اس کی ضرورت ہے اور یہ شانِ نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا۔ بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے، نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سبقت کی، بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا: اَتَرَوْنَ اَنَّ قِبْلَتِیْ اَمَامِیْ اِنِّی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ اَمَامِیْ کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے، میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

مؤلف حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ پر فرمایا: کہ حضرت خواجہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں، مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد تھے انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے، ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا: کھواجہ اگن لگی ہے۔ تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہوگیا ہے۔ (پھر فرمایا) بھاگلپور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے، ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی۔ اس نے کہا: میاں ہر سال کہاں جایا کرتے ہو، بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو انہوں نے کہا چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر ایک سال وہ ساتھ میں آیا: دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا: خواجہ پانچ روپے لوں گا اور ایک گھنٹے کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا۔ جب اس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا، ایک گھنٹہ ہوگیا، اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا جیب سے پانچ روپے نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے تھے بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں۔ فقیر نے وہ تو جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا: ”خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے۔“ (پھر فرمایا) یمن میں حضرت سید احمد بن حلوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مزار شریف ایسا ہی مشہور ہے۔

عرض حضور قربِ قیامت کے علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟

ارشاد ان کے بارہ میں صحیح حدیثیں بھی آئی ہیں اور حسن وضعیف وموضوع بھی مگر دجال کا خروج امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس روز آفتاب مغرب سے نکلے گا، وہی وقت درِ توبہ بند ہونے کا ہوگا۔ انہیں ایام میں دابۃُ الارض کعبہ معظمہ کے قرب میں زمین سے نکلے گا اور گھوڑے کی طرح پھریری لے کر غائب ہو جائے گا۔ تیسری مرتبہ جب نکلے گا تو دہنے ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگشتری ہوگی جو علمِ الٰہی میں مسلمان ہوگا اس کی پیشانی پر عصا سے نورانی نشان کر دے گا اور جو کافر ہوگا انگشتری سے کالا داغ لگا دے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے: ایک دسترخوان پر چند آدمی بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے ہوں گے یہ کہے گا کہ وہ کافر ہے وہ کہے گا یہ مسلمان پھر نہ کوئی مسلمان کافر ہو سکے گا اور نہ کافر مسلمان! (پھر فرمایا) قیامت تین قسم کی ہے۔ قیامت صغریٰ، یہ موت ہے: مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَۃُ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی، دوسری قیامت وسطیٰ وہ یہ کہ ایک قرن کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے لئے لوگ پیدا ہو جائیں گے تیسری قیامت کبریٰ وہ یہ کہ آسمان وزمین سب فنا ہو جائیں گے۔

عرض قرآن شریف میں آیا ہے: وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ط وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا ۝ اور یہ بھی آیا ہے: وَاَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ جب سب یہود ونصاریٰ قبل قیامت ایمان لے آئیں گے تو عداوت کس طرح ہوگی۔

ارشاد کتابوں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے پھر زمانہ بدلے گا، خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف۔ یہود ونصاریٰ باقی نہ رہے پھر زمانہ بدلے گا، خیر سے شر کی طرف اسلام سے کفر کی طرف۔ یہود ونصاریٰ باقی نہ رہے ہوں گے سب مسلمان ہو گئے ہوں گے لیکن جو ان کی نسلیں ہوں گی، ان میں بھی یہود ہوں گے نصاریٰ بھی ہوں گے ہنود بھی ہوں گے غرض سب طرح کے کافر ہوں گے ان کی آپس میں قیامت تک دشمنی وعداوت ہوگی۔

عرض یہ آیہ کریمہ عام ہے یا خاص: اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ

ارشاد اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، اگر موتہٖ کی ضمیر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھیری جائے تو یہ آیت ان سب کے واسطے ہوگی جو ان کے زمانہ میں ہوں گے اب پہلے جو ہیں۔ وہ کفر پر مرتے ہیں اسی طرح جو بعد میں ہوں گے وہ بھی کفر پر مریں گے ہاں آپ کے زمانہ میں جو کتابی ہوں گے ان میں سے وہ جو تلوار سے بچ رہے ہوں گے، کوئی ایسا نہ ہوگا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف پھرتی ہے۔ اب یہ آیت عام ہوگی کوئی کتابی نہیں مرتا۔ مگر مرتے وقت جب

اس کو عذاب دکھایا جاتا ہے، پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ میں ایمان لایا اس عیسیٰ پر جس نے بشارت دی تھی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ لیکن ہم ایسے وقت کا ایمان ہوگا جب کہ نفع نہ دے گا۔ ایمان یاس بیکار ہے۔ جب نار سامنے ملائکہ عذاب سامنے اس وقت کا ایمان مفید نہیں۔ جب فرعون ڈوبنے لگا بولا۔ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ میں ایمان لایا اس پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ فرمایا گیا اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ۔ اب ایمان لاتا ہے اور اس کے پہلے نافرمان تھا)

عرض حضور قرآن شریف میں آیا ہے: وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ

(سائل کی یہ عرض ختم نہ ہوئی تھی) ختم ہونے سب پہلے ہی ارشاد فرمایا: وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّار (پھر فرمایا) مسلمان کی توبۂ یاس کے مقبول ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مقبول ہے اور کفار کی توبہ یاس یقیناً مردود نامقبول ہے۔

عرض وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو عام ہے تو چاہئے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔

ارشاد بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہے کہ ہر شخص کو زمین پر قرار ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی قرار زمین ہی پر ہے۔ زمیں سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی لئے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑیگا اور چاہئے کہ سمندر پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر تھوڑی دیر کے واسطے چلا جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔

عرض لیکن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کتنی صدیوں سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمانوں پر ہو گیا۔

ارشاد وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے: وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ تو شاید ایک دن گزرا ہوگا دوسرے دن کے کچھ حصہ میں اُتر آئیں گے۔

عرض ایک مناجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحیٰ ابن نوح۔

ارشاد یہ نسبت جھوٹ ہے اور اس کا ورد بھی اچھا نہیں کوئی شخص صدیق تخلص رکھتا ہوگا جس کو عربی عبارت بھی لکھنا نہ آتی تھی۔

ردِ قادیانی

عرض قرآن عظیم میں فرمایا: يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا توفی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔

ایک لفظ توفی کا دونوں کے واسطے فرمایا توفی منام کو بھی شامل ہے اور موت کو بھی، تو اب یہ معنی ہوں گے کہ اے عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے، اور فرض کیا جائے توفی کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم کو پھر اٹھانے والا ہوں اپنی طرف نہیں ثم نہیں و ہے اور وہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا صرف جمع کے لئے آتا ہے اور ک خطاب جو رافعك میں ہے وہ نہ صرف روح سے خطاب نہ صرف جسم سے بلکہ روح مع الجسد مخاطب ہے اگر صرف روح مراد ہوتی تو رافعك نہ فرمایا جاتا بلکہ رافع روحك۔ اسی طرح علمائے کرام نے معراج جسدی کو فرمایا ہے کہ فرمایا گیا ہے: اسرٰی بعبدہٖ۔ عبد روح مع الجسد کا نام ہے اگر معراج روح ہوتی تو بروح عبدہٖ فرمایا جاتا۔

عرض بغیر اجازت متولی کے مسجد میں وعظ کہہ سکتا ہے یا نہیں خصوصاً اس حالت میں جبکہ متولی کا حکم ہو کہ بغیر میری اجازت کے کوئی وعظ نہ کہے۔

ارشاد متولی اگر عالم دین ہے اور یہ روک اس وجہ سے ہے کہ پہلے وہ واعظ کے عقائد جانچ لے سنی صحیح العقیدہ پائے تو وعظ کی اجازت دے۔ ایسی حالت میں بغیر اس کی اجازت کے وعظ کہنا جائز نہیں اور اگر ایسا نہیں تو متولی روکنے کا مجاز نہیں۔

عرض زید اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب کرسکتا ہے یانہیں۔

ارشاد ہاں کرسکتا ہے۔محتاجوں کو چھپا کردے۔یہ جو عام رواج ہے کہ کھانا پکایا جاتا ہے اور تمام اغنیا و برادری کے دعوت ہوتی ہے ایسانہ کرنا چاہئے۔ (پھر فرمایا) چھپا کردینا محتاجوں کو اعلیٰ و افضل ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا: **صَدَقَةُ السِّرِ تُدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ وَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ** چھپا کر صدقہ دینا بُری موت سے بچاتا ہے اور رب العزت جل جلالہٗ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ (پھر فرمایا) زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا بعد موت کے صدقہ سے افضل ہے حدیث میں ارشاد فرمایا: **اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَ لِفُلَانٍ كَذَا اِلَّا وَ قَدْ كَانَ لِفُلَانٍ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَ تَخْشَى الْفَقْرَ** افضل صدقہ یہ ہے کہ تو تصدق کرے اس حال میں کہ تو تندرست ہو اور مال پر حریص، دولت مندی کی تمنا رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو یہ نہ ہو جب دم گلے میں اٹکے اس وقت کہے کہ فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا کہ اب تو فلاں کے لئے ہو ہی چکا۔

عرض حکم یہ کہ قبر کی پائنتی سے حاضر ہو، قبرستان میں جب کہ قبور کا اختلاط ہے کیونکر ہوگا۔

ارشاد سب سے پہلے قبرستان کے پائنتی جانب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو چاہے عالم ایصال ثواب کرے کسی کو سر اٹھانے کی حاجت نہ ہو اور اگر کسی خاص کے پاس جاتا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی کی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہوگا، فقہائے کرام فرماتے ہیں زیارت کے واسطے قبروں کو پھاند کر جانا حرام ہے۔

عرض حضور یہ حکم ہے کہ قبرستان میں اگر دفن کرنے جائے تو جوتے اتار لے اور اہل قبور کے واسطے استغفار کرتا چلے۔ اگر راستہ میں ببول کے کانٹے وغیرہ پڑے ہوں تو کیا کرے۔

ارشاد شریعتِ مطہرہ کا عام قاعدہ ہے کہ کسی کام کو منع فرماتی ہے کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آتی ہے فوراً اپنی ممانعت اٹھالیتی ہے۔خمر و خنزیر سے بڑھ کر کون سی چیز حرام فرمائی گئی ہے مگر ساتھ ہی مضطر کا استثنا فرمادیا۔جنگل میں ہے، پیاس کی شدت ہے۔شراب موجود ہے، پانی کہیں نہیں ہے۔نہ کوئی اور چیز ہے جس سے پیاس بجھائے، اب اگر شراب نہ پیئے تو پیاس کی وجہ سے مر جائے گا یا نوالہ اٹکا اور سوائے شراب کے کوئی ایسی چیز نہیں جس سے نوالہ اُتر جائے۔اگر نہ پیئے تو دم گھٹ کر مر جائے گا۔ایسی حالت میں اگر اس نے شراب نہ پی اور مر گیا گنہ گار ہوا حرام موت مرا یا مثلاً بھوک کی شدت ہے اب اگر کچھ نہ کھائے تو مر جائے گا، اور سوائے خنزیر کے گوشت کے کچھ موجود نہیں، اگر اس نے نہ کھایا اور مر گیا تو گناہگار ہوگا حرام موت مرے گا۔

عرض وَمَا قَتَلُوْہُ وَ مَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ اس کے کیا معنی ہیں، شبیہ بنادی گئی ان کے واسطے یا شبہ ڈال دیا گیا۔

ارشاد عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ انہیں میں سے ایک کافر پر ڈال کر شبہ ڈال دیا گیا۔ جب اس خبیث پر سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ آ گئی۔ انہیں آسمان پر اٹھالیا گیا۔ اب وہ کہتا ہے: میں تمہاری وہی ہوں، سب کہتے ہیں ہم تجھ کو جانتے ہیں تو وہی مکار ہے جس نے لوگوں میں فتنہ ڈال دیا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا، آگے فرمایا جاتا ہے: وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَالَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْناً ط بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْماً o اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں اختلاف کیا ان کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور ان کو علم نہیں سوائے وہم کی پیروی کرنے کے اور انھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ یہود و نصاریٰ جو اختلاف کرتے ہیں کوئی بات دل سے نہیں کہتے، اپنے اوہام کے متبع ہیں۔ اس وقت کے نصاریٰ یہی کر رہے ہیں سوائے مہملات کے ان کے پاس اور کیا ہے اور انھیں پر کیا منحصر عام کفار یہی فرمایا: اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَھْوَی الْاَنْفُسُ وہ سوائے اپنی خواہش نفسانی اور ظن کے کسی اور کا اتباع نہیں کرتے بلکہ تمام کفار اسلام کی حقانیت پر یقین رکھتے چلے آئے ہیں عناداً اس کے منکر ہیں۔

عرض وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی۔ اس کے معنیٰ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو کثیر امت والا پایا کہ شفاعت کا وعدہ فرما کر آپ کو بے پرواہ کر دیا۔

ارشاد کہہ سکتے ہیں تاویل کے درجے میں ہوگی۔

عرض تاویل کہاں تک جائز ہے۔

ارشاد جہاں تک لفظ متحمل ہو (پھر فرمایا) وَ لَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الاُولٰی کی تفسیر ظاہر یہی ہے کہ آخرت آپ کے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور میں ہمیشہ اس کی یہی تاویل کرتا ہوں۔ وَ السَّاعَۃُ الْآخِیْرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ السَّاعَۃِ الْاُوْلٰی کہ جو ساعت آتی ہے وہ گزر جانے والی ساعت سے آپ کے لئے افضل ہے۔

عرض کھڑاؤں پہننا کیسا ہے۔

ارشاد صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وضو کھڑاویں پہنا کرتے۔

عرض خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زمانۂ اول میں نہ تھا۔

ارشاد زمانۂ اول ثابت ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ذکر خطبہ میں کیا۔ بعد آپ کے ذکر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ اس کی خبر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی سخت ناراض ہوئے کہ تم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر میرے بعد کیوں کیا! مجھ سے پہلے چاہئے تھا۔ ذکر کرنے پر ناراضی نہ فرمائی۔

عرض رَغْمًا لِاُنُوْفِ الْوَهَابِيَّةِ وَالرَّافِضِيَّةِ خطبہ میں سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا ہے۔

ارشاد جائز و مستحسن ہے اور میرے تو اکثر خطبوں میں حضور کا ذکر ہوتا ہے۔ ہاں التزام سے نہیں۔

عرض جب کہ عالم دین حقیقۃً سلطان اسلام ہے اور اولی الامر منکم سے علمائے دین ہی مراد ہیں تو جس جگہ بادشاہِ اسلام نہ ہو وہاں خطبہ میں عالم دین کا نام لے کر ان کے واسطے دعا کرتا کیسا ہے۔

ارشاد جائز ہے۔ جس طرح سلطان اسلام دعا کا مستحق ہے اسی طرح عالم دین بھی۔

عرض سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی۔ تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا، لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے۔ تا بہ معلم چہ رسد۔

عرض شعبان میں نکاح کرنا کیسا ہے۔

ارشاد کوئی حرج نہیں ہاں یہ آیا ہے لا نکاح بین العیدین دو عیدوں کے درمیان نکاح نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن اگر عید پڑھے تو ظاہر ہے کہ جمعہ و عیدین کے درمیان فرصت کہاں ہو سکتی ہے۔

عرض حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیونکر اسلام لائے۔

ارشاد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمان کے پورا کرنے والے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی: **يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○** اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہوگئے۔ کفار نے جب سنا تو کہا "آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہوگئے۔" جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو خوشخبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے آیہ کریمہ نازل ہوئی: **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ** اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔ کوئی تمہارا کچھ نہیں کرسکتا۔ اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے ابوجہل لعین نے اعلان کیا کہ جو شخص اس کو اس قدر انعام دوں گا۔ ان کو جوش آیا تلوار ننگی کر لی اور قسم کھائی اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کرلیں گے۔ معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزت جل جلالہٗ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی یاوقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں، جا رہے تھے راستہ عبداللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں ننگی تلوار لئے ہیں پوچھا کہاں جا رہے ہو، انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ عبداللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے۔ انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہوگیا ہے تجھی سے شروع کروں۔ عبداللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمہارے بہن اور بہنوئی دونوں ہی مسلمان ہوگئے ہیں۔ ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے، دروازہ اندر سے بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ طٰہٰ شریف سکھا رہے تھے۔ آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا، اور حضرت خباب ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی۔ اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں صاف کہہ دیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔ جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار بھی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انھوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ۔ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے۔ انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا واللہ ماہٰذا کلام البشر۔ خدا کی قسم یہ کلام بشر نہیں یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھڑی سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: **اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِىْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ** الٰہی! اسلام کو عزت دے ابوجہل یا عمر خطاب کے ذریعہ سے۔ الحمدللہ کہ حضور

(صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی۔ انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں انھوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی، اندر سے آواز آئی "کون" انھوں نے کہا عمر ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لئے آیا ہے فبہا اور اگر ارادۂ شر سے آیا ہے تو واللہ اس کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دونگا۔ دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم مسلمان ہو۔ فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوت تھی فوراً عرض کیا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ له واشهد انّ مُحَمَّدًا عبده' ورسُوْلُهٗ یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر آواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اُٹھے۔ اُنھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یارسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان چھپ کر اپنے سچے خدا کی عبادت کریں۔ ہم اعلانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے۔ مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کافر نے دیکھا چپکا اپنے گھر گھس گیا۔ جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے انہوں نے جب ہجرت فرمائی ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے کہ میں ہوں عمر جسے اپنی عورت بیوہ اور بچے یتیم کرنا ہوں ہو میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا عمر بھاگ گیا۔ تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔ (پھر فرمایا) سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحم دلی درجۂ کمال پر تھی۔

عرض حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس نبی کے زیر قدم ہیں۔

ارشاد ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں کس کس طرح کس کس کے زیر قدم بتاؤں نام بھی سب کے نہیں معلوم وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں۔ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔

عرض حضور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ علی میر انظیر ہے۔

ارشاد ذآل سے ظا اگر ذال سے نذیر مراد ہے تو تمام علماء حضور کے نیابت میں نذیر ہیں مگر یہ کوئی حدیث نہیں ہاں یہ آیا ہے: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اگر ظا سے نظیر لیا ہے تو یہ صریح کلمۂ کفر ہے حدیث میں کہاں آسکتا ہے۔ وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اوّلین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں۔

عرض حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو یا زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا۔

ارشاد مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد نہ طلب کی جب کبھی میں استعانت کی یا غوث ہی کہا یک در گیر محکم گیر میری عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی درگاہ میں حاضر ہوا حاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا طبیعت منتشر ہوتی تھی میں نے عرض کی کیا حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وشغب سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا کہ معلوم ہوا کہ سب ایک دم چپ ہوئے ہیں میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے قدم درگاہ شریف سے باہر نکلا پھر وہی شور غل تھا۔ پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا (پھر ارشاد فرمایا) ارادت شرط اہم ہے۔ بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو ف کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک صاحب حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں سے تھے انھوں نے واقعہ میں یعنی سوتے جاگتے میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے اس پر حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے ہر ایک اپنی چٹھی دیتا ہے حضرت اس کو بارگاہِ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ چپکے کھڑے رہے جب حضرت نے بہت دیر تک انھیں دیکھا اور انھوں نے کچھ نہ کہا تو خود فرمایا: هَاتِ اَعْرِضْ قِصَّتَكَ لاؤ میں تمہاری عرضی پیش کروں انھوں نے عرض کیا: اَوَ شَیْخِیْ عَزَلُوْهُ کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا؟ وَاللّٰهِ مَا عَزَلُوْهُ وَ لَنْ یَّعْزِلُوْهُ خدا کی قسم ان کو معزول نہیں کیا گیا اور نہ کبھی ان کو معزول کریں گے انھوں نے عرض کی تو بس میرا شیخ کافی ہے آنکھ کھلی حاضر ہوئے دربار میں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ عرض کریں قبل اس کے کہ کچھ عرض پیش کروں (فرمایا) ارادت یہ ہے۔ ہمہ شیرانِ ہاں بستۂ ایں سلسلہ اند۔ (پھر فرمایا) جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے گا کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے نفع نہ پائے گا۔ علی بن ہیتی نے جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں۔ ایک بار حضور کی دعوت کی ان کے خاص مرید تھے۔ حضرت علی جوسقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا

لائے خیال کرتے ہیں کہ روٹیاں کس کے سامنے پہلے رکھوں۔ اپنے شیخ کے سامنے رکھتا ہوں تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی اُنھوں نے اس طرح روٹیاں گھمائیں کہ دونوں کے حضور ایک ساتھ جا کر گریں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مرید تمہارا بہت باادب ہے۔ علی بن ہیتی نے عرض کیا بہت ترقیاں کرچکا ہے اب اس کو حضور اپنی خدمت میں لیں۔ علی جوسقی یہ سنتے ہی ایک کونہ میں گئے اور رونا شروع کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو اپنے ہی پاس رہنے دو جس پستان کا ہلا ہوا ہے اسی سے دودھ پیئے گا۔ دوسرے کو نہیں چاہتا (پھر فرمایا) اپنے تمام حوائج میں اپنے شیخ ہی کی طرف رجوع کرے۔

عرض اس حدیث کے کیا معنی ہیں: **لَوْ کَانَ مُوْسیٰ حَیًّا مَاوَسِعَه، اِلَّا اِتِّبَاعِیْ**

ارشاد اگر موسیٰ تشریف لائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرو گمراہ ہو جاؤ گے حالانکہ نبی نبی بحیثیت نبوت کے کچھ فرق نہیں وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ جمیع ادیان سابقہ ہیں۔ بہت احکام شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کے ہماری شریعت میں منسوخ ہوئے تو اگر ان احکام کو چھوڑ کر ان کی پیروی کی جائے یقیناً گمراہی ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند یہود مشرف باسلام ہوئے اور نماز میں توریت شریف بھی پڑھنے کی اجازت چاہی آیہ کریمہ نازل ہوئی: **یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی لسِّلْمِ کَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعوا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّه، لَکُم عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ** اے مسلمانوں! اگر مسلمان ہوتے ہو تو پورے مسلمان ہو جاؤ۔ شیطان کے فریب میں نہ پڑو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

عرض شیخ کے حضور چپکا رہنا افضل ہے یا نہیں۔

ارشاد بیکار باتوں سے تو ہر وقت پرہیز چاہیے اور شیخ کے حضور خاموش رہنا افضل ہے ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں اولیائے کرام فرماتے ہیں شیخ۳ کے حضور بیٹھ کر ذکر میں دوسری طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقۃً ممانعتِ ذکر نہیں بلکہ تکمیل ذکر ہے کہ وہ جو کرے گا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا۔ یہ اس سے بدرجہا افضل ہے۔ (پھر فرمایا) اصل کار حسن عقیدت ہے یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں اور صرف حسن عقیدت ہے تو خیر اتصال تو ہے (پھر فرمایا) پرنالہ کی مثل تم کو فیض پہنچے گا حسن عقیدت ہونا چاہئے۔

عرض حضور کیا یہ صحیح ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ اقدس کے وقت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا صبر بہتر ہے مگر آپ پر اور رُونا بُرا ہے مگر آپ پر۔

ارشاد یہ الفاظ نظر سے نہ گزرے بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو۔

عرض اگر اس کو صحیح مانا جائے تو اس کے کیا معنی ہوں گے۔

ارشاد معنی ظاہر ہیں صبر ہوتا ہے متناہی رنج پر اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا رنج ہر مسلمان کو غیر متناہی ہے تو غیر متناہی پر صبر کیونکر ہوگا۔

عرض لیکن ہمارے علمائے کرام غم تازہ کرنے کو حرام فرماتے ہیں۔

ارشاد غم تازہ کرنا اپنی طرف سے ہوتا ہے اور یہاں تو رنج ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں۔

عرض تو اگر بے اختیاری میں اپنے عزیز کی موت پر صبر نہ کرے تو جائز ہوگا۔

ارشاد بے اختیاری بنا لیتے ہیں ورنہ اگر طبیعت کو روکا جائے تو یقین ہے کہ صبر ہو سکتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لئے جا رہے تھے، راہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کی موت پر نوحہ کر رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا صبر کرو، وہ اپنے حال میں ایسی بے خبر تھی کہ اس کو نہ معلوم ہوا کون فرما رہے ہیں جواب بیہودہ دیا کہ آپ تشریف لے جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ حضور تشریف لے گئے۔ بعد کو لوگوں نے اس سے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ وہ گھبرائی اور فوراً دربار میں حاضر ہوئی اور عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے معلوم نہ ہوا کہ حضور منع فرما رہے ہیں اب میں صبر کرتی ہوں، ارشاد فرمایا: اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی صبر پہلی ہی بار کرتی تو ثواب ملتا پھر آ ہی جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی صبر کرے تو ہو سکتا ہے۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں نفس بچہ کی مثل ہے اگر اس کو دودھ پلائے جاؤ جوان ہو جائے گا اور پیتا رہا گا اور اگر چھڑا دو چھوڑ دے گا میں نے خود دیکھا ہے گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت تک نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

عرض حضور نفس اور روح میں فرق اعتباری معلوم ہوتا ہے۔

ارشاد اصل میں تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ نفس، روح، قلب، روح بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور نفس و قلب اس کے دو وزیر ہیں۔ نفس اس کو ہمیشہ شر کی طرف لے جاتا ہے اور قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ کثرت معاصی اور خصوصاً کثرتِ بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب اس میں حق کے دیکھنے سمجھنے غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے اور پھر معاذ اللہ اوندھا کر دیا جاتا ہے۔ اب وہ نہ حق سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے بالکل چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے (پھر فرمایا) قلب حقیقۃً اس مضغۂ گوشت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک لطیفۂ غیبیہ ہے جس کا مرکز یہ مضغۂ گوشت ہے سینے کے بائیں جانب اور نفس کا مرکز زیرناف ہے۔ اسی واسطے شافعیہ سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں کہ نفس سے جو وساوس اٹھیں وہ قلب تک نہ

پہنچنے پائیں اور حنفیہ زیر ناف باندھتے ہیں۔

کہ سر چشمہ باید گرفتن بہ میل چوں پُرشد نشاید گرفتن بہ پیل

یعنی گربہ کشتن روز اول باید اسی واسطے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگر ہاتھ سختی سے باندھیں جائیں تو وساوس نہ پیدا ہوں گے۔

عرض کسی شخص کو ایسی بلا میں مبتلا دیکھے جو بظاہر انسان کی طرف سے پہنچتی ہے اس وقت بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

ارشاد ہر بلا میں مبتلا کو دیکھ کر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ بلا انسانی ہو یا آسمانی (پھر فرمایا) میں تو کافر کا مردہ بھی دیکھ کر پڑھتا ہوں کہ جس بلا میں وہ مبتلا ہوا یعنی موت علی الکفر اس سے خدا نے ہم کو نجات دی اس پر شکر کرنا چاہئے۔ (پھر فرمایا) حدیث میں ہے کافر کے جنازہ کے آگے شیطان آگ کے شعلے اڑاتا ہوا شور مچاتا ناچتا ہوا چلتا ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے لے جاتے ہیں اور کے جنازہ کے ساتھ شیطان کو تھوڑی دیر ناچنا پڑتا ہے کہ وہ باجہ بجاتے جگہ جگہ ٹھہراتے بہت آہستہ آہستہ لے جاتے ہیں۔ اللہ اکبر ہمارے مذہب اسلام میں ہر بات میں توسط کو اختیار فرمایا یہاں بھی حکم ہے کہ میت کو نہ بہت آہستہ لے جاؤ نہ دوڑتے ہوئے۔

عرض حضور وسط کے معنی افضل کے بھی آتے ہیں جیسے وَجعلنا کم اُمَّةً وَّسَطاً۔

ارشاد ہاں وسط کے لئے افضیلت لازم ہے آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے تم کو بہترین امت بنایا حدیث میں ارشاد ہوا:

اَنْتُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِیْنَ اُمَّةً مِنْ قَبْلِکُمْ وَ اَنْتُمْ اٰخِرُھُمْ تم سے پہلے ۱۲۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو۔

شب معراج رب العزۃ جل جلالہٗ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا: اَغَمَّ عَلَیْكَ اَنْ جَعَلْتُكَ اٰخِرَ الْاَنْبِیَاءِ کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں انہیں سب سے پچھلا نبی کیا۔ عرض کی نہیں اے میرے رب! ارشاد فرمایا میں نے انھیں اس لئے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں (پھر فرمایا) ایک آنکھ کے لئے کروڑوں آنکھوں کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی ندا کرے گا کہاں ہیں، امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دامنِ رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب! میری امت کا حساب مجھے دیدے۔ ارشاد فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود بخشش دوں گا۔ روز قیامت دامنِ رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا۔ میں نے اپنے حقوق معاف کئے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یہ سب صدقہ ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم (پھر فرمایا) بندگی ہونا چاہئے مرتے وقت محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر جان نکل جائے۔ پھر تو سب آسان ہے یہی ایک پہلی منزل ہے جو تمام منزلوں سے سخت تر ہے اللہ آسان فرمائے: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا پھر فرمایا قیامت کے دن باوجود ان رحمتوں اور مہربانیوں کے ہم میں بعض وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت بھی بخل کریں گے۔ حدیث میں ہے ایک شخص کو جنت کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اس کا حقدار کھڑا ہوگا۔ عرض کرے گا اے رب! میرا حق میرے اس بھائی سے دلا۔ حکم ہوگا اس کی نیکیاں اس کو دے کر حق پورا کرو، نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کا حق باقی رہے گا (فرمایا) کہ تین پیسے جو کسی کے اپنے اوپر آتے ہوں گے ان کے بدلے میں ۷۰۰ باجماعت نمازیں لی جائیں گی۔ حق دار پھر کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب! میرا حق اس بھائی سے دلوا، حکم ہوگا اس کی بدیاں اس پر رکھ کر حق پورا کرو اسکی بدیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور ابھی حق باقی ہے۔ پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے رب! میرا حق میرے اس بھائی سے دلوا، ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیری تمام برائیاں اس پر رکھ دی گئیں: وَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا۔ عرض کرے گا اے رب! میرے، میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا۔ تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصات میں لایا جائے سب لوگ اس کو نہایت شوق سے دیکھنے لگیں گے۔ رب العزۃ جل جلالہٗ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں، کوئی ہے جو اس کو خریدے، حق دار عرض کرے گا اے رب میرے اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی۔ ارشاد فرمائے گا لیکن تیرے پاس اس کی قیمت ہے۔ عرض کرے گا اے رب میرے وہ کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمائے گا اپنے بھائی کا حق معاف فرما دے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا (پھر فرمایا) خدا نے وعدہ فرمالیا ہے کہ حق العبد کو میں معاف نہ کروں گا ورنہ بندے کا بھی وہی مالک وہ چاہے تو تمام بندوں کے حقوق معاف فرما دے۔ مگر چونکہ اس نے وعدہ فرمالیا ہے اس لئے اس طور پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے حقوق العباد معاف کرائے گا۔

عرض قواعد رویت ہلال یقینی ہیں یا تخمینی۔

ارشاد تخمینی ہیں سب سے پہلا فن ہیئت کا امام جو گناہ جاتا بطلیموس ہے اس نے مجسطی لکھی اس میں تمام افلاک کے احوال، ستاروں کا طلوع وغروب ان کا آپس میں نظری فاصلہ یہاں تک کہ ثوابت کا بھی طلوع وغروب لکھا ہے فلاں ستارہ آفتاب سے اتنے بعد پر ہوگا تو نظر آئے گا ورا تنے بعد پر ہوگا تو نہیں اور ہلال کو چھوڑ گیا وہ اس کے قابو کا نہ تھا۔ متاخرین نے اس کا قاعدہ ایجاد کیا ہے۔ آٹھ ورق کامل پر اس کے اعمال آتے ہیں اور اس کے بعد بھی یقینی جواب آتا ہے اور کبھی اس قدر اعمال کثیرہ کے بعد مشکوک، سیدھا حساب جو ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ وہ کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ٹوٹے گا: اِنَّـا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرَ اِلَّا هٰكَذَا وَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلٰثِيْنَ ہم امت امیہ ہیں نہ لکھتے ہیں

نہ حساب کرتے ہیں مہینا ۲۹ کا ہے یا ۳۰ کا اگر تمہیں شبہ پڑ جائے تو ۳۰ کی گنتی پوری کرلو۔

مؤلف ولادت کی تاریخوں کا ذکر تھا اس پر ارشاد فرمایا بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیہ کریمہ میں ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اس کا صدر ہے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ نہ پائیں گے آپ ان لوگوں کو جو اللہ و رسول اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کی اولاد یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے ہی کے کیوں نہ ہوں اسی کے متصل فرمایا اولئک کتب فی قلوبہم الایمان بحمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور مجھے اور میرے بچوں کو بھی بفضل تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا اولئك كتب في قلوبهم الايمان بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه دوسرے پر لکھا ہوگا محمّد رسول اللّٰه (صلی اللہ علیہ وسلم) اور الحمد للہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح و ظفر حاصل ہوئی۔ رب العزت جل جلالہٗ نے روح القدس سے تائید فرمائی۔ اللہ پورا فرمائے: وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(پھر فرمایا) یہ سب برکات ہیں حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم بچے ایک مکان میں رہتے تھے اسکی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا اس واقعہ کو فرماجاتا ہے وَ كَانَ ابو هما صالحاً ان کا باپ صالح تھا اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی ہے۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ باپ ان کی چودھویں بشت میں تھا۔ صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں تو یہاں ابھی تیسری ہی پشت ہے دیکھئے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں (پھر فرمایا) حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحمد اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اس وقت تک وہی محبت ہے جو پہلے تھی۔ میرے جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھتیجے تھے انھوں نے کوئی دقیقہ میرے برائی میں اپنے نزدیک اٹھا نہ رکھا۔ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پلنگ پر تشریف فرما ہیں اور وہ صاحب پائنتی بیٹھے ہیں، اور ہر چند بات کرنا چاہتے ہیں حضرت جواب نہیں دیتے اور متوجہ نہیں ہوتے اتنے میں میں حاضر ہوا حضرت مجھے دیکھ کر فوراً سروقد کھڑے ہوگئے اور فرمایا آیئے مولانا تشریف لایئے باوجودیکہ میں ان کی پاؤں کی جوتی کی خاک مگر حضرت نے مجھ کو نہایت تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا اور جب تک میں بیٹھا رہا حضرت برابر میری طرف متوجہ رہے دو روز ہوئے تھے کہ لکھنؤ سے خمیرہ آیا تھا

حضرت حقہ ملاحظہ فرما رہے تھے مجھے خواب میں خمیرہ یاد آیا، میں اُٹھا اور عرض کیا میں لکھنؤ کا خمیرہ بھرتا ہوں سنتے ہی گھبرا گئے اور فوراً
کھڑے ہوکر فرمانے لگے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے مولانا آپ تکلیف نہ فرمایئے اور مجھے بٹھالیا۔ میری محبت کے سبب اپنے
حقیقی بھتیجے سے کلام نہ فرمایا (پھر فرمایا) میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوقچی عطا
فرمائی اور فرمایا عنقریب آنے والا ہے وہ شخص جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا، دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبدالقادر
صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے وہاں جا کر شرف بیعت حاصل کیا (پھر فرمایا)
ایک مرتبہ جائیداد کا جھگڑا تھا اور وہ بھی ایسا کی ظاہری رزق کے بند ہونے کے اسباب تھے اسی دوران میں خواب میں دیکھا کہ
حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عربی گھوڑے پر سوار تمام اعضاء نہایت روشن عربی لباس میں تشریف لائے میں اسی پھاٹک میں کھڑا
تھا حضرت قریب آ کر گھوڑے سے اترے اور فرمایا بشیر الدین وکیل کے یہاں جانا ہے۔ آنکھ کھلی، میں نے کہا اب مقدمہ فتح ہو
گیا، چنانچہ صبح ہی کو مقدمہ میں فتیابی ہوگئی ۸۔۱۰ برس ہوئے، رجب کے مہینے میں حضرتِ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں
دیکھا فرماتے ہیں احمد رضا اب بھی رمضان میں تمہیں بیماری ہوگی اور زیادہ ہوگی۔ روزہ نہ چھوڑنا یہاں بحمد اللہ تعالیٰ جب سے
روزے فرض ہوئے کبھی نہ سفر نہ مرض کسی حالت میں روزہ نہیں چھوڑا اخیر رمضان شریف میں بیمار ہوا اور بہت بیمار ہوا مگر بحمد اللہ
تعالیٰ روزے نہ چھوڑے گاؤں میں ایک زمین میری زمین کے متصل ایک صاحب کی تھی وہ ایک سود خوار کے ہاتھ بیچنا چاہتے تھے
ان سے کہا گیا مخالفت کیوجہ سے انھوں نے مانا والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے نہیں دیتے سود خوار کو دیتے ہیں اور
ملے گی مجھی کو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بار بیمار ہوا اور شدت کا درد ہوا آنکھ لگ گئی خواب میں حضرت والد ماجد اور مولوی برکات احمد
جو والد ماجد سے پڑھا کرتے تشریف لائے مولوی برکات احمد صاحب نے پوچھا مزاج کیسا ہے میں نے کہا درد کی شدت ہے دعا
کیجئے کہ ایمان پر خاتمہ ہوجائے۔ یہ کہا ہی تھا کہ والد ماجد کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ طیبہ میں، اب اس کے دو
معنی ہوسکتے ہیں کہ باون برس کی تھی یا یہ کہ اس وقت سے باون برس کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری میں ہوگی اور خدا سے اُمید ہے
کہ ایسا ہی کرے آمین۔ ایک مرتبہ کھانا نہ کھایا کئی روز سے والدین کریمین کو خواب میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ نہ فرمایا والد ماجد
نے فرمایا تھا تمہارے نہ کھانے سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے مجبوراً پھر صبح سے کھانا شروع کردیا۔ ایک بار میں دیکھا والدہ ماجدہ نے کچھ
نہ فرمایا اور والد ماجد نے فرمایا تھا اونچی بھی تھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ
مالک ہے۔ میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے، سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، ایک صاحب میرے چچا ہوتے تھے گاؤں
کا کام وہی کرتے تھے۔ ایک بار حضرت والد ماجد ان سے ناراض ہوگئے فرمادیا تھا کہ اب سے یہ گاؤں کا کام نہ کریں۔ بعد
میں مجھے فرصت نہ ہوئی اور گاؤں کے کام پر معتمد آدمی درکا تھا اور ان سے بڑھ کر کون معتمد ہوسکتا تھا مگر حضرت والد ماجد کی ممانعت

تھی سخت فکر تھی۔ایک روز شب کو تشریف لائے اور ان کا ہاتھ لے کر میرے ہاتھ میں دے دیا میں سمجھ گیا کہ حضرت کی اجازت ہے کہ انھیں کو گاؤں کا کام دے دو۔ چنانچہ صبح ہی کو میں نے اُنہیں گاؤں کو بھیج دیا۔

عرض مرغی اگر پانی میں چونچ ڈال دے تو ناپاک ہو جائے گا۔

ارشاد ناپاک نہ ہوگا مکروہ ہے اُبال دیا جائے کراہت زائل ہو جائے گی۔

عرض متشابہ لگا تین بار لوٹا مگر نہ نکلا تو سجدۂ سہو لازم ہے۔

ارشاد کیوں اور اگر تین بار سبحان اللہ کے قدر رکا تو سجدہ سہو واجب ہوگا لوٹنے سے نہ ہوگا اگر چہ دس ہزار بار۔

عرض ناپاک پانی گرم کیا اتنا کہ اُبل گیا پاک ہوگا یا نہیں۔

ارشاد نہیں کہ پاک پانی نے نہ ابالا۔

عرض کتے کا رواں تو ناپاک نہیں۔

ارشاد صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلا ضرورت پالنا نہ چاہئے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔حدیث صحیح ہے کہ جبریل کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر کے چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی اور جبریل حاضر نہ ہوئے۔ سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام در دولت پہ حاضر ہیں فرمایا کیوں عرض کیا: اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ اَوْ تَصَاوِيْرُ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر ہو،اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا۔ پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اُسے نکلا تو حاضر ہوئے۔

عرض خلافتِ راشدہ کس کس کی خلافت تھی۔

ارشاد ابو بکر صدیق،عمر فاروق،عثمان غنی،مولا علی،امام حسن،امیر معاویہ،عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔

عرض بعض علیگڑھی کی سید صاحب کہتے ہیں۔

ارشاد وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا: لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُنْ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔

عرض حضور یہ صحیح ہے کہ عالم کی زیارت ثواب ہے۔

ارشاد ہاں صحیح حدیث میں وارد ہوا۔ اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ اَلنَّظْرُ اِلَى الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ اَلنَّظْرُ اِلَى الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے،کعبہ معظمہ کو دیکھنا عبادت ہے۔قرآن عظیم کو دیکھنا عبادت ہے۔

عرض دل میں اگر الفاظ طلاق بولے تو طلاق ہوگی یا نہیں۔

ارشاد نہیں، جب تک اتنی آواز سے نہ کہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں۔

عرض کافرہ اگر اسلام لائے اور شوہر والی ہو تو کیا کرے۔

ارشاد تین حیض تک انتظار کرے اگر اس کے اندر شوہر اسلام لے آیا یہ اس کے نکاح میں ہے ورنہ دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔

مرگی کی حقیقت

عرض حضور یہ صرع کیا کوئی بلا ہے۔

ارشاد ہاں یہ بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ام الصبیان کہتے ہیں۔ اگر بچوں کو ہو ورنہ صرع (مرگی) تجربہ سے ثابت ہوا کہ اگر پچیس برس کے اندر اندر ہوگی تو امید ہے کہ جاتی رہے اور اگر پچیس برس کے بعد یا پچیس برس والے کو ہوئی تو اب نہ جائے گی۔ ہاں کسی ولی کی کرامت یا تعویز سے جاتی رہے تو یہ امر آخر ہے، یہ فی الحقیقت ایک شیطان ہے جو انسان کو ستاتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ایک عورت اپنی لڑکی کو لائیں عرض کی صبح وشام یہ مصروعہ ہوجاتی ہے حضور نے اس کو قریب کیا اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُخْرُجْ عَدُوَّاللّٰہِ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ نکل اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں اسی وقت اسے قے آئی ایک سیاہ چیز جو چلتی تھی اس کے پیٹ سے نکلی اور غائب ہوگئی اور وہ عورت ہوش میں آ گئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی۔ حضور نے فرمایا، اس کے کان میں کہ دو غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہوگیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (پھر فرمایا) بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اقامت بچہ کے کان میں کہہ دی جائے تو ان شاء اللہ عمر بھر محفوظی ہے۔

عرض گراموفون کا کیا حکم ہے۔

ارشاد بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں۔ گراموں فون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز اور آیت سجدہ اس سے اگر سنی سجدہ واجب نہیں، حالانکہ یوں استماع قرآن مبین اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب اور گانے میں اصل کا حکم ہے اگر اصل جائز یہ بھی جائز اگر اصل حرام یہ بھی حرام مثلاً عورت و مرد کی آواز نہ ہو مزامیر کی آواز نہ ہو اشعار خلاف شرع نہ ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں اور قرآن عظیم کا سننا تو حد ہے کہ عبادت ہے اور اگر گراموفون سے سننا لہو ہے وہ موضوع ہی اس لئے ہے اگر چہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیل کوئی نہیں کرسکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوا ہے ہمیں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس ہے تو اس میں قرآن عظیم کا بھرنا ہی حرام ہے۔

عرض جانوروں کو کھانے پلانے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں۔

ارشاد ہاں حدیث میں ارشاد ہوا: فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبَدٍ رَطَبَۃٍ اَجْرٌ ہر تر جگر میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کو آرام پہنچانے میں نے ثواب ہے۔

عرض: تھانوی کو لوگ سید کہتے ہیں اور وہ مانع نہیں ہوتا حالانکہ وہ قوم کا جھوجہ ہے۔

ارشاد حدیث میں ہے: مَنِ ادَّعیٰ اِلیٰ غَیْرِ اَبِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا جو شخص اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بنائے اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ تیسری حدیث میں فرمایا: فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ مُتَتَابِعَۃً اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اس پر اللہ کی پے در پے قیامت تک لعنت ہے۔

عرض ایام بیض میں روزہ رکھنے سے مہینہ بھر کا ثواب ملتا ہے۔

ارشاد ہاں پہلی دوسری تیسری یا تیرہ چودہ پندرہ یا ستائیس اٹھائیس اُنتیس ان میں سے جس میں روزہ رکھے گا سب کا ثواب برابر ہے۔ پہلی دوسری تیسری لیالی سود (سیاہ)

عرض حضور ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دوسو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی۔ اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر چوم لیا تھا۔

ارشاد ہاں صحیح ہے ان کا نام مسطح تھا پھر فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروڑوں برس کے گناہ دھووے غلامی ہونا چاہئے سرکار کی ایک نیکی سے معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور اگر عدل فرمائے تو کروڑوں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے حدیث میں ارشاد ہوا کہ کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کیا: وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آپ بھی نہیں یارسول اللہ۔ فرمایا: وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ رَحْمَۃً اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ ہے اگر اجیر ہے مزدوری کریگا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں۔ اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دی آپ ہی اس کو اسباب دیئے، آپ ہی آسان فرمایا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔ نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصے تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا۔ جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا۔ ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اُڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے لاتا۔

عرض آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول بھی تھے۔

ارشاد ہاں۔

عرض نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول الرسل کہا جاتا ہے یہ کس وجہ سے۔

ارشاد کافروں کی طرف جو رسول بھیجے گئے ان میں سب سے اوّل حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ سے پہلے جو نبی تشریف لائے وہ مسلمانوں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔

عرض کلب علی کے کیا معنی ہیں۔

ارشاد اولیائے کرام میں بھی کسی کا نام کلب ہوا ہے۔سلف صالحین صحابہ تابعین میں کلب کلیب کلاب نام ہوئے۔

عرض خاندان سلاریہ بھی کوئی خاندان بیعت ہے۔

ارشاد نہیں، حضرت سیدی سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد تھے شہید ہوئے ہیں تو کیا ہر شہید سے بیعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا (پھر فرمایا) کہ آپ اجلۂ اکابر اولیاء سے ہیں۔حضرت کے ایک مرید بارگاہِ غوثیت میں حاضر تھے عرض کی مجھے اپنے شیخ کی زیارت کا شوق ہے حضور نے ایک شیشہ سامنے رکھ دیا۔اس میں شیخ کی شکل نظر آئی کہ دانتوں میں انگلی دبائے فرما رہے ہیں جو بحر کے پاس ہو وہ جدول چاہے۔

عرض کیا حضرت مجدد الف ثانی نے کہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے۔

ارشاد تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ پھر فرمایا مکتوبات کی اوّل دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی تیسری جلد میں فرماتے ہیں، جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں۔ نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُّوْرِ الشَّمْسِ اسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں بلکہ سکر ہے اب اگر کوئی مجددی اب کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔تمام جہانوں کے شیوخ نے جو زبانی دعوے کئے ہیں، ظاہر کر دیا کہ ہمارا سکر ہے اور ایسی غلطیاں دو وجوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی یا سکر، سکر تو یہی ہے اور ناواقفی یہ کہ مثلاً حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیدی عبدالرحمٰن طفسونجی نے ایک روز بر سر منبر فرمایا: اَنَا بَيْنَ الْاَوْلِيَاءِ كَالْكُرْكِيِّ اَطْوَلُ عُنُقًا میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنگ، سب میں اونچی گردن، وہیں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید حضرت سیدی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔انہیں ناگوار ہوا کہ حضور پر اپنے آپ کو تفضیل دی۔گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا۔غرض اس طرح کئی بار نظر

ڈالی اور خاموش ہوگئے۔لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا،فرمایا میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔اوران سے فرمایا گدڑی پہن لو،انھوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اتار پھینک دیتا ہے دوبارنہیں پہنتا بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا۔اپنی زوجہ مقدسہ کو آواز دی فاطمہ میرے کپڑے دو۔اُنھوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انھوں نے ہاتھ بڑھا کر پہن لئے۔حضرت سیدی عبدالرحمٰن نے دریافت کیا کس کے مرید ہو فرمایا میں غلام ہوں سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا،انھوں نے اپنے دو مریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو۔بارہ برس سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے اِدھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں کہ ادھر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے ارشاد فرمایا، طفسونج جاؤ راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے اس کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے،جو نہاں خانۂ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئے تھے یاد کرو کہ تم کو جو خلعت ملا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے قل ھو اللّٰہ لکھی تھی۔یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے سر جھکا لیا اور فرمایا: صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَ ھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ۔

عرض کانجی ہاؤس کی لاوارث گائے بکری وغیرہ کا نیلام خریدنا کیسا ہے۔

ارشاد حرام ہے۔

عرض جو شخص مہر قبول کرتے وقت یہ خیال کرے کہ کون ادا کرتا ہے۔اس وقت تو قبول کرلو پھر دیکھا جائے گا ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے۔

ارشاد حدیث میں ارشاد فرمایا ایسے مرد وعورت قیامت کے روز زانی وزانیہ اٹھیں گے۔

عرض ایک جلسہ میں آریہ وعیسائی اور دیوبندی قادیانی وغیرہ جو اسلام کا نام لیتے ہیں وہ بھی ہوں وہاں دیوبندیوں کا رد نہ چاہئے۔

ارشاد کوں،کیا ان سے موافقت کی جائے گی۔حاشا یہ محال ہے اسلام پر اس میں کوئی اعتراض نہیں۔

عرض آریہ وغیرہ یہ کہیں گے کہ اسلام ہی میں اختلاف ہوگیا۔

ارشاد حاشا اسلام میں اختلاف نہیں اسلام واحد ہے۔یہ لوگ اسلام سے نکل گئے مرتد ہوئے مرتدین کی موافقت بدتر ہے کافر اصلی کی موافقت سے۔

وحی کی بحث

عرض وَاَوْحَیْنَا اِلیٰ اُمِّكَ مَایُوْحیٰ اس وحی سے کیا مراد ہے۔

ارشاد اس کا بیان آگے فرمادیا: اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ الخ

عرض اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر انبیاء پر بھی وحی آتی ہے۔

ارشاد یہاں وحی سے مراد وحی الہام ہے۔دوسری جگہ فرماتا ہے: وَ اَوْحیٰ رَبُّكَ اِلَی النَّحْل اس سے بھی الہام مراد ہے وحی شریعت وہ خاص ہے انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے واسطے غیر کو نہیں آسکتی (پھر فرمایا) وحی اشارہ سے بات بتانے کو بھی کہتے ہیں کہ فرماتا ہے: فَاَوْحیٰ اِلَیْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارے سے فرمایا کہ خدا کی تسبیح صبح وشام کرو۔

عرض کھانے میں برکت اور پانی وغیرہ میں اور انگشتان مبارک سے پانی کا جاری ہونا متواتر ہے۔

ارشاد ہاں یہ اور اس قسم کے وقائع متواتر بالمعنی ہیں مدہا مرتبہ انگشتانِ مبارک سے پانی جاری ہوا تکثیر طعام کے صدہا وقائع ہیں جس سے یہ معجزے متواتر بالمعنی ہوگئے۔

عرض استن حنانہ کا واقعہ بھی متواتر ہے۔

ارشاد اس میں اختلاف ہے بعض نے متواتر لکھا ہے اور ہو تو کوئی عجب نہیں تتبع ایسی چیز ہے جس سے بہت پتہ چل جاتا ہے یہ مسئلہ کہ سجدہ غیر خدا کو حرام ہے۔اس سے صرف دو حدیثیں مجھے یاد تھیں اجماع سے اس کی حرمت قطعیہ میں نے ثابت کی قرآن عظیم میں کہیں اس کا ذکر نہیں تتبع اس کا کیا تو ۴۰ حدیثیں نکلیں کہ متواتر کی حد سے بھی بڑھ گئیں۔

عرض متواتر ہونے کے لئے کتنی تعداد درکار ہے۔

ارشاد بعض نے تیرہ چودہ حدیثیں فرمائی ہیں۔بعض نے فرمایا کہ تیس اور یہاں چالیس ہوگئیں۔

عرض اِنِّی اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَا بَتَیْهِمَا یہ حدیث حنفیہ کے یہاں ہے یا نہیں۔

ارشاد ہے اور اسی پر ان کا عمل ہے اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ وہاں (مکہ معظمہ) جزا لازم آتی ہے اور یہاں (مدینہ طیبہ) نہیں۔

عرض فاسق اگر مصافحہ کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر وہ کرنا چاہے تو جائز ہے ابتدا نہ چاہئے۔

عرض حضور اگر فاسق معلن ہو۔

ارشاد اگر چہ معلن ہو مبتدع سے نہ چاہئے۔

عرض زید نے ایک شخص کو پوشیدگی میں گناہ کرتے دیکھا اب اس کے پیچھے اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد کر سکتا ہے یہ اپنے کو دیکھے اگر اس نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا ہو تو نہ پڑھے حدیث میں ہے: تَرَی الْقَذَاۃَ فِیْ عَیْنِ اَخِیْكَ وَ لَا تَرَی الْجِذْعَ عَیْنِكَ (ہاں) فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے۔

عرض قبر کا اونچا بنانا کیسا ہے۔

ارشاد خلافِ سنت ہے میرے والد ماجد میری والدہ ماجدہ میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔

عرض تمغے جو اسکولوں میں ملتے ہیں۔ان پر چہرہ بنا ہوتا ہے اس کو لگا کر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد ہوگی مگر مکروہ تحریمی ہے۔

ابو حنیفہ کہنے کی وجہ

عرض حضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابو حنیفہ کیوں کہتے ہیں۔

ارشاد حنیف اوراق کو کہتے ہیں۔حضور کو ابتداء ہی سے لکھنے کا بہت شوق تھا۔

عرض اگر بیچ دریا میں کشتی کھڑی ہو تو اس پر نماز ہو جائے گی۔

ارشاد اگر اُتر نہیں سکتا تو ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

عرض حضور کشتی تو مستقر ہے۔

ارشاد کشتی پر ہے یا زمین پر۔پانی پر بیشک مستقر ہے مگر پانی مستقر نہیں۔

عرض کرامت اولیاء سے اگر تخت ہوا پر رُک جائے تو اس پر نماز ہوگی یا نہیں۔

ارشاد نہیں کہ اس کے نیچے کی ہوا زمین پر مستقر نہیں ہاں اگر یہ ہو کہ تخت سے زمین تک جتنی ہوا ہے سب منجمد ہو جائے تو ہو جائے گی ارض شمالی میں برف کی کثرت سے دریا ایسے جم جاتے ہیں کہ پھاوڑوں سے کھودے جائیں تب بھی نہ کھدیں اس پر نماز ہو جائے گی جائز ہے۔

عرض زید کا عمرو سے لین دین ہے اس کا مال لے جا کر اپنی دکان پر بیچتا ہے اگر مال چوری ہو جائے تو عمرو اس کی قیمت زید سے لینے کا مستحق ہے یا نہیں۔

ارشاد اگر وہ مضارب ہے اور اس کا لین دین مضاربت کے طور پر ہے یعنی یہ کہ اس کا مال لاتا ہے اور جو کچھ نفع ہوتا ہے آدھا تہائی اس کو دیتا ہے باقی اپنے آپ لے لیتا ہے تو قیمت نہیں لے سکتا ہاں اگر عمر سے مول لاتا ہے تو لے سکتا ہے کہ خود اس کا مال چوری ہوا۔

عرض زید نے عمرو کو گوٹے کا تار بنانے کے لئے دیا۔اس نے بکر کو دیدیا اس کے یہاں چوری ہو گیا تو زید عمر سے لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد عمرو تو بکر سے نہیں لے سکتا اور زید کو اگر یہ معلوم ہے کہ عمرو دوسرے سے بھی بنوایا کرتا ہے تو یہ بھی نہیں لے سکتا کہ اس کی رضامندی پائی جاتی ہے اور اگر معلوم نہ تھا یا اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ خاص تمہیں بنانا دوسرے کو نہ دینا تو ظاہر اس صورت میں زید کو لے لینے کا اختیار چاہئے۔

نعت

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکامِ تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو ترے در سے پر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تری یاد میں معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا